سیرتِ نبی رحمت دو عالم ﷺ پر
معروف ترین وقدیم ترین مستند کتاب کا اردو ترجمہ
www.ahlehaq.org
سیرت النبی ﷺ
ابن ہشام
تالیف
محمد اسحاق بن یسار المطلبی المدنی
المتوفی سنہ ۱۵۱ھ
ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافیری
المتوفی سنہ ۲۱۸ھ
مترجم
مولانا قطب الدین احمد صاحب محمودی
اسلامی کتب خانہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابنِ ہشام

حصہ سوم

مُصنّف

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

ناشر

اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور فون : 042 - 7223506

نام کتاب .... سیرت ابن ہشام (حصہ سوم)
مصنف .... محمد عبدالملک ابن ہشام
مترجم .... مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کامل تفسیر)
سابق لکچرار چاؤ گھاٹ کالج بلدہ
ناشر .... حاجی ممتاز احمد (اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)
مطبوعہ .... لعل سٹار پرنٹرز

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام حصہ سوم

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون | صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون | صفحہ

مضمون	صفحہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

غزوۂ اُحد کے واقعات اور نبی کریم ﷺ کے معجزات

جب مشرکین کو بدر کی جنگ میں ہزیمت فاش نصیب ہوئی۔ اور سرداران قریش مقتول ہوئے بقیہ مغرورین مثل عکرمہ بن ابی جہل وابوسفیان بن حرب وصفوان بن امیہ وغیرہم نے جن کے اقرباء اس جنگ میں قتل ہوئے تھے صلاح کی اور ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مال تجارت تم اپنے قافلہ کے ساتھ لائے ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمد ﷺ کی جنگ میں صرف کرو تا کہ ہم اس دفعہ بڑے پیمانہ پر جنگ کا سامان کر کے محمد ﷺ سے اپنا بدلہ لیں اور اپنے غم زدہ دلوں کو راحت پہنچائیں۔ ابوسفیان اور کل سوداگران نے جن کا مال تھا اس بات کو قبول کیا۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ لِیَصُدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَسَیُنۡفِقُوۡنَھَا ثُمَّ تَکُوۡنُ عَلَیۡھِمۡ حَسۡرَۃً ثُمَّ یُغۡلَبُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اِلٰی جَھَنَّمَ یُحۡشَرُوۡنَ ﴾

''بیشک کفار اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں تا کہ لوگوں کو اسلام سے روکیں پس قریب ہے کہ تمام مال خرچ کر دیں گے۔ پھر پچھتائیں گے اور حسرت کریں گے کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ نکلے گا۔ پھر عاجز اور مغلوب ہو جائیں گے۔ اور کفار جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے''۔

جب ابوسفیان نے یہ سب اسباب تجارت جنگ میں خرچ کرنا قبول کیا۔ تب سارے قریش اور اہل تہامہ اور بنی کنانہ وغیرہ ہم حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

راوی کہتا ہے ابوعزہ عمرو بن عبداللہ جمحی وہ شخص جس پر حضور ﷺ نے احسان فرمایا اور قید سے رہائی دی۔ جس کا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے کہ اس نے حضور ﷺ سے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں عیال دار اور مفلس شخص ہوں مجھ پر کرم کیجئے اور بغیر فدیہ کے رہا فرمایئے تو حضور ﷺ نے اس کو رہا کر دیا تھا اور عہد لے لیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہ دے جواب اس وقت مکہ میں صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ اے ابوعزہ تم ایک شاعر شخص ہو۔ تم ہمارے ساتھ اس جنگ میں ضرور شریک ہو۔ اس نے کہا محمد ﷺ نے مجھ پر احسان کیا۔ میں ان کے خلاف کاروائی کرنی نہیں چاہتا۔ صفوان نے کہا اچھا تم اوروں کو آمادہ کرو تم خود ہی ہمارے ساتھ چلو۔

اگر وہاں سے تم صحیح وسلامت واپس آئے تو میں تم کو غنی کر دوں گا۔ اور اگر تم مارے گئے تو میں تمہاری اولاد کو اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کروں گا یہ میں تم سے عہد کرتا ہوں ابوعزہ صفوان کے ساتھ ہولیا اور تھامہ میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قریش کی امداد پر اس نے خوب ابھارا اور جوشیلے اشعار سنا سنا کر حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اسی طرح سے مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بن کنانہ میں پہنچا اور ان کو قریش کی امداد اور حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور جبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے جس کا نام وحشی تھا بلا کر کہا کہ تو بھی ابن لشکر کے ساتھ جا اور اگر تو نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ کیونکہ حمزہ نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔ راوی نے کہتا ہے اس حبشی غلام یعنی وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا۔ ملک الموت کا حکم رکھتا تھا۔

راوی کہتا ہے قریش اپنا سب ساز و سامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے۔ اور ابوسفیان نے اپنی جورو ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے ام حکیم بنت حرث بن ہشام کو ساتھ لیا اور حرث بن ہشام نے فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اپنی جورو کو ساتھ لیا۔ اور صفوان بن امیہ نے برزہ بنت مسعود کو جو عبداللہ بن صفوان کی ماں تھی۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی جورو سلافہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کو ساتھ لیا یہ مسافع اور جلاس اور کلاب طلحہ کے بیٹوں کی ماں تھی اور یہ سب بدر میں قتل ہو چکے تھے اور خناسہ بنت مالک بن معزب اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ ہو لی یہی عورت مصعب بن عمیر کی ماں ہے اور عمرہ بنت علقمہ جو قبیلہ بنی حرث سے تھی یہ بھی لشکر کے ساتھ ہو لی۔ اور ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آتی یا وحشی اس کے پاس آتا۔ یہ اس سے کہتی کہ اے ابودسمہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کیجیو جس سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے یہاں تک کہ یہ لشکر اسی کروفر سے مدینہ کے مقابل بطن سنجہ میں ایک وادی کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ اور حضور اور مسلمانوں کو اس لشکر کے درود کی خبر پہنچی۔ حضور نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا اس کی تعبیر بہتر کرے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی۔ اور میں نے یہ دیکھا۔ کہ گویا میں نے اپنا ہاتھ مضبوط اور مستحکم زرہ کے اندر داخل کیا ہے۔ پس اس کی تعبیر میں نے مدینہ لی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ گائے سے مراد مسلمانوں کا شہید ہونا ہے۔ اور اپنی تلوار میں جو میں نے شکستگی دیکھی۔ وہ ایک شخص ہے جو میری اہل بیت سے شہید ہوگا۔

ابن اسحق کہتے ہیں حضور نے فرمایا اے مسلمانو! اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ میں رہ کر لڑو۔ اگر وہ وہیں

پڑے رہے تو بری جگہ میں پڑے رہیں گے۔ اور اگر ہم پر انہوں نے حملہ کیا تو ہم ان سے جنگ کریں گے۔
عبداللہ بن ابی بن سلول کی رائے بھی حضور کی رائے سے موافق تھی اور یہی چاہتا تھا کہ مسلمان باہر نکل کر نہ لڑیں۔ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائز ہونا تھا اور وہ لوگ بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے۔ عرض کرنے لگے۔ کہ یا رسول اللہ ہم کو ساتھ لے کر حضور دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں۔ اگر ہم ان کے مقابل نہ جائیں گے تو وہ سمجھیں گے۔ کہ ہم ان سے ڈر گئے اور ہم کمزور ہیں عبداللہ بن ابی بن سلول نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہی ہے کہ حضور مدینہ ہی میں قیام فرمائیں باہر جا کر مقابلہ نہ کریں کیونکہ ہم لوگوں نے جب شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ اور جب شہر کے اندر ہم دشمن سے لڑے ہیں ہماری فتح ہوئی ہے پس یا رسول اللہ باہر تشریف نہ لے جایئے اگر وہ لشکر وہیں پڑا رہا تو بری حالت میں پڑا رہے گا۔ اور اگر ہم پر حملہ آور ہوا۔ اور شہر میں گھس آیا ہم لوگ بر سر دہو کر ان کو قتل کریں گے اور ہمارے بچے اور عورتیں ان پر پتھر ماریں گی پھر ان کو سوا اس کے ذلت کے ساتھ بھاگ جائیں اور کچھ چارہ نہ ہوگا مگر وہ لوگ جن کو جہاد اور شہادت کا شوق غالب تھا اسی بات پر حضور سے مُصر ہوئے کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے یہاں تک کہ حضور نے علاج جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائی یہ دن جمعہ کا تھا اور نماز کے بعد یہ مشورہ قرار پایا تھا اور اسی روز انصار میں سے ایک شخص مالک بن عمرو کا انتقال ہوا تھا حضور نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں میں ہتھیار لگا کر تشریف لائے اور اب لوگوں کی رائے پلٹ گئی تھی۔ اور یہ کہہ رہے تھے کہ ناحق ہم نے زبردستی کر کے حضور کو باہر نکلنے پر آمادہ کیا ہم کو ایسا نہ چاہئے تھا۔ کہ اتنے میں حضور تشریف لائے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ناحق حضور سے بجد ہوئے حالانکہ ہم کو ایسا نہ چاہئے تھا پس حضور شہر ہی میں تشریف رکھیں حضور نے فرمایا نبی کے واسطے یہ بات لائق نہیں کہ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر پھر ان کو بغیر جنگ کے اتار دے پھر حضور ایک ہزار صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے واسطے نائب مقرر کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور اس ایک ہزار مسلمانوں کے لشکر کو لے کر مقام شوط میں جو مدینہ اور احد کے درمیان میں ہے پہنچے۔ عبداللہ بن ابی ان میں سے ایک تہائی لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف واپس ہوا۔ یہ سب لوگ منافقین اور اہل شک تھے عبداللہ نے ان سے کہا کہ ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے تئیں قتل کرائیں۔ اس سے ہم کو کیا فائدہ۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان لوگوں سے کہا کہ اے قوم کیا تم خدا کو بھول گئے جو اس کے نبی اور اپنی قوم کی ترک یاری کرتے ہو۔ ایسے وقت پر جبکہ دشمن سامنے موجود ہے ان لوگوں نے کہا ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تم جنگ کرنے نکلے ہو اگر ہم کو یہ خبر ہوتی تو ہرگز ہم تمہارے ساتھ نہ آتے عبداللہ بن عمرو نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے اور واپس ہی جاتے ہیں۔ کہا اے دشمنان خدا۔ خدا تم کو

دور کرے عنقریب خدا تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں انصار نے احد کی جنگ میں حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو ہم اپنے حلفاء یہود سے مدد طلب کریں حضور نے فرمایا مجھ کو ان کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور مع لشکر کے مقام حرہ بنی حارثہ میں پہنچے تو گھوڑے نے اپنی دم جو ہلائی اس سے تلوار کا تسمہ کھل گیا۔ اور تلوار نکل پڑی۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور فال لینے کو پسند کرتے تھے اس شخص سے آپ نے فرمایا جس کی وہ تلوار تھی کہ اپنی تلوار کو سونگھ لے مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور تلواریں کھچیں گی۔ پھر حضور نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو قریب کے راستہ سے ہم کو لے چلے۔ ابوخیثمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں لے چلتا ہوں اور ابوخیثمہ حضور کو بنی حارثہ کی آبادی کے اندر سے لے کر نکلا۔ یہاں ایک شخص مربع بن قیظی نام کا باغ تھا یہ شخص اندھا اور نہایت بدذات منافق تھا۔ جب اس کو حضور کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو یہ مسلمانوں پر خاک اڑانے لگا اور کہنے لگا اے محمد اگر تم رسول ہو۔ تو میں تمہارے واسطے یہ بات جائز نہیں رکھتا کہ تم میرے باغ میں سے گذرو اور پھر ایک برتن میں خاک بھر کر اس نے کہا اگر میں جانوں کہ یہ خاک محمد کے سوا اور کسی پر نہ پڑے گی تو محمد پر پھینک دوں مسلمان اس کے قتل کرنے کو دوڑے حضور کے منع کرنے سے پہلے اپنی کمان سے اس کا سر پھوڑ دیا اور حضور یہاں سے گذر کر احد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جا کر ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت احد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ کروں تم لوگ جنگ نہ کرنا اور قریش نے انصار کی کھیتیوں میں اپنے جانور چرنے چھوڑ دیئے تھے انصار میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی چر رہے ہیں۔ پھر حضور نے جب جنگ کا ارادہ کیا تو تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبیر کو سردار بنایا۔ ان کے کپڑے اس روز بالکل سفید تھے اور یہ تیر انداز کل پچاس افراد تھے ان کو حکم دیا کہ تم سواروں کو تیروں کی ضرب سے ہمارے قریب نہ آنے دینا اور تم لوگ یہیں بیٹھے رہو اور تیر مارے جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ کفار ہماری پشت کی طرف سے نہ آ جائیں اور خود حضور نے اس روز دو زرہیں زیب بدن فرمائیں اور اپنے لشکر کا نشان مصعب بن عمیر کے حوالہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو حضور نے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی۔ حالانکہ پہلے آپ نے ان کو واپس کر دیا تھا جب عرض کیا گیا کہ حضور تیر انداز ہے تب آپ نے رافع کو اجازت دی پھر عرض کیا گیا کہ سمرہ رافع کو تیر اٹھا اٹھا کر دیا کرے گا۔ تب آپ نے اس کو بھی اجازت دی۔ ان دونوں کی عمر اس وقت پندرہ پندرہ سال کی تھی۔

اور اسامہ بن زید اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور زید بن ثابت بخاری اور براء بن عازب حارثی اور عمرو

بن حزم بخاری اور اسید بن ظہیر حارثی ان سب کو بسبب صغرسنی کے واپس کر دیا اور جنگ خندق میں شرکت کی اجازت دی تھی جو اس جنگ کے بعد ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہتے ہیں اور قریش نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار فوج تھی۔ جس میں دو سو سوار تھے لشکر کے میمنہ پر انہوں نے خالد بن ولید کو مقرر کیا اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو۔

حضور نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تلوار مجھ سے اس کے حق کے ساتھ کون لیتا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے لینے کو کھڑے ہوئے مگر حضور نے ان کو نہ دی پھر ایک شخص ابودجانہ نام کھڑے ہوئے یہ بنی ساعدہ میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس تلوار کا حق کیا ہے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن کو اس قدر قتل کرو کہ یہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے ابودجانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ اور ابودجانہ بڑے بہادر اور فنون حرب سے خوب واقف تھے ان کا قاعدہ تھا۔ کہ جب یہ جنگ کے واسطے نکلتے۔ تو سرخ عمامہ سر پر باندھتے تھے۔ جس کو دیکھ کر لوگ جان لیتے کہ اب ابودجانہ جنگ کو جاتے ہیں وہی سرخ عمامہ اس وقت انہوں نے سر پر باندھا اور دونوں صفوں کے درمیان میں نہایت شان وشوکت کے ساتھ پھرنے لگے حضور نے ان کے اس تکبر سے چلنے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس چال سے خدا ناراض ہوتا ہے سوائے ایسے موقع کے یعنی جنگ میں کفاروں کے سامنے اس طرح چلنا جائز ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مدینہ کا ایک شخص ابو عامر بن صیفی بن مالک بن نعمان بنی ضبیعہ میں سے مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور اس کے پچاس غلام اور پندرہ آدمی اس کے قبیلہ کے اس کے ساتھ تھے اور یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائے گی چنانچہ اب جس وقت اس جنگ کا موقعہ ہوا۔ اور دونوں لشکر مقابل ہوئے تو اس ابو عامر نے اپنی قوم اوس کو آواز دی کہ اے گروہ اوس میں ابو عامر ہوں۔ اوس کے لوگوں نے جو مسلمان ہو گئے تھے کہا ہاں اے فاسق خدا تجھ سے کسی آنکھ کو ٹھنڈا نہ کرے۔ راوی کہتا ہے جاہلیت کے زمانہ میں لوگ اس ابو عامر کو راہب کہتے تھے اور حضور نے اس کا نام فاسق رکھا تھا۔ پس جب اس نے اپنی قوم کا یہ سخت جواب سنا تو کہنے لگا کہ میرے پیچھے میری قوم پر شر نازل ہوا۔ کہ یہ سب میرے کہنے سے۔ باہر ہو گئے پھر اس نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی اور پھر ان پر پتھر برسانے لگا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ابوسفیان نے اپنے لشکر کے علم برداروں سے کہا اور ان کو جنگ کی ترغیب دلائی۔ کہ اے بنی عبدالدار بدر کی جنگ میں تم نے ہمارے جھنڈے کو گرا دیا۔ جس سے ہم کو وہ مصیبت پہنچی بہ یاد رکھو کہ لشکر کی فتح وشکست جھنڈے پر موقوف ہے جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے اور جب جھنڈا گرتا

ہے لشکر کے بھی پیر اُکھڑ جاتے ہیں۔ پس یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کو اٹھاؤ اور یا تمہارا جھنڈا ہمارے سپرد کرو ا مطلب تھا۔ ان کے اس جواب کو سن کر بہت خوش ہوا۔ پھر جس وقت لشکروں میں جنگ شروع ہوئی ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی جورو اور سب عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر دف بجا کر گانے لگی اور مردوں کو جنگ پر ابھارتی تھی۔ چنانچہ ہندہ یہ کہتی تھی۔

وَیْـهًا بَنِیْ عَبْـدِالدَّارِ ضَـرْبًا بِـكُلِّ بَتَّـار

(ترجمہ): ہاں اے بنی عبدالدار۔ اپنے دشمنوں کو خوب مار مار کر ہلاک کرو۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس جنگ میں یہ کہتے تھے اَمِتْ اَمِتْ یہ قول ابن ہشام کا ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پس ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی۔ کہ اپنے بیگانہ کی کچھ خبر نہ رہی ہر شخص اپنے جوش وخروش میں بھرا ہوا تھا۔ کوئی عشق الٰہی میں جام شہادت کا طالب تھا اور اپنی اس زندگانی فانی سے قرب یزدانی اور رضاء رحمانی میں حیات جاودانی کو بمراتب بہتر سمجھتا تھا۔ اور کوئی اپنے قومی جوش اور نام آوری کی خاطر جان کھونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ابودجانہ انصاری نے ایسی شجاعت اور جوان مردی مظاہرہ فرمایا کہ کفاروں کے چھکے چھڑا دیئے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے جدھر رخ کرتے تھے صفیں الٹ دیتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ زبیر بن عوام کہتے تھے جب میں نے حضور سے تلوار مانگی اور حضور نے مجھ کو نہ دی اور ابودجانہ کو عنایت کی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ میں حضور کی پھوپھی صفیہ کا فرزند ہوں اور قریش سے ہوں۔ پھر حضور نے مجھ کو تلوار کیوں نہ دی ابودجانہ میں ایسی کیا صفت ہے کہ اس کو عنایت کی میں بھی دیکھوں گا۔ کہ ابودجانہ اس تلوار کا کیا حق ادا کرتا ہے پھر میں اٹھ کر ابودجانہ کے پیچھے ہو یا اور میں نے دیکھا کہ ابودجانہ نے اپنا سرخ عمامہ نکال کر باندھ دیا۔ اس کو دیکھ کر انصار کہنے لگے۔ کہ اب ابودجانہ جنگ کے واسطے تیار ہو گئے اور موت کا عماہ انہوں نے نکال لیا۔ اور ان کی جنگ کی یہ علامت تھی اور یہ شعر اس وقت کہہ رہے تھے۔

اَنَا الَّذِیْ عَاهَدَنِیْ خَلِیْلِیْ وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَی النَّخِیْلِ

(ترجمہ) میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیل نے عہد لیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ خون بہانا ہماری فہرست میں پڑا ہوا ہے۔

اَنْ لَا اَقُوْمَ الدَّهْرَ فِی الْكَیُّوْلِ اَضْرِبْ بِسَیْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

یہ کہ میں کبھی پچھلی صفوں میں لشکر کی نہ کھڑا ہوں۔ اور خدا اور رسول کی تلوار کے ساتھ کفاروں کو قتل کروں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر جس وقت ابودجانہ نے مشرکین پر حملہ کیا جو سامنے آیا اسی کو قتل کیا۔ زبیر بن عوام کہتے ہیں مشرکین میں ایک شخص ایسا شریر تھا۔ کہ جس مسلمان کو زخمی دیکھتا اس کو شہید کر دیتا اتفاق سے ابودجانہ کا اور اس کا سامنا ہوا۔ زبیر کہتے ہیں۔ میں دعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے ابودجانہ پر تلوار کا وار کیا۔ ابودجانہ نے اسکی تلوار کو اپنی ڈہال پر روکا پھر ابودجانہ نے اپنی شمشیر آبدار کا ایسا وار کیا۔ کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ زبیر کہتے ہیں۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ بیشک خدا اور رسول ہی خوب جانتے ہیں واقعی ابودجانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ ابودجانہ کہتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو نہایت تیزی سے جنگ پر ابھار رہا ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے پس میں نے حضور کی تلوار بزرگی کی اور خیال کیا۔ کہ اس تلوار سے عورت کو قتل کرنا اس کی کسر شان ہے۔

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سے کفار جہنم واصل کئے چنانچہ ارطاۃ بن عبد شرجیل بن عبد مناف بن عبدالدار جو مشرکین کے علم برداروں میں سے تھا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر سباع بن عبدالعزیٰ غبشانی جس کی کنیت ابونیار تھی حضرت حمزہ کے سامنے سے گذرا۔ آپ نے اس سے فرمایا اے ابن مقطعہ میرے سامنے اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی آزاد لونڈی تھی۔ اور مکہ میں عورتوں کے ختنہ کیا کرتی تھی۔ ابونیار حضرت حمزہ کے سامنے آیا۔ آپ نے فوراً اس کو قتل کیا۔ وحشی بن جبیر مطعم کا غلام کہتا ہے۔ حضرت حمزہ نے میرے سامنے ابونیار کو قتل کیا اور برابر اپنی تلوار سے لوگوں کو قتل و زخمی کر رہے تھے۔ میں نے اپنے حربہ کو گردش دی اور جب مجھ کو اس پر پورا اطمینان ہو گیا۔ حضرت حمزہ کی طرف میں نے اس کو رہا کیا اور وہ سیدھا جا کر ان کے زیر ناف لگا۔ اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر گر پڑا۔ حضرت حمزہ میری طرف متوجہ ہوئے۔ مگر فوراً گر پڑے میں ٹھہرا رہا۔ آخر جب وہ ٹھنڈے ہو گئے میں نے اپنا حربہ ان کے پاس جا کر اٹھا لیا۔ اور خیمہ میں آ کر بیٹھ گیا کیونکہ اور کچھ میری ضرورت نہ تھی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں اور عبیداللہ بن عدی بن خید معاویہ کے زمانہ حکومت میں شام کے شہر حمص میں گئے۔ وحشی جبیر بن مطعم کا آزاد غلام بھی یہیں رہتا تھا جب ہم اس شہر میں آئے تو عبیداللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ چلو وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کریں۔ میں نے کہا اچھا چلو پس ہم دونوں وحشی سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اور لوگوں سے ہم نے اس کا پتہ پوچھنا شروع کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ وحشی شراب بہت پیتا ہے اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اگر تم اس کو دیکھو کہ ہوش میں ہے تب تم اس سے جو کچھ بات کرنی ہو کرنا۔ اور اگر دیکھو کہ نشہ میں ہے تو الٹے چلے

آنا ہرگز کچھ بات نہ کرنا یہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ ہم وحشی کے مکان پر پہنچے۔ اور ہم نے دیکھا کہ ایک بڈھا بغاث کی طرح سے غالیچہ پر بیٹھا ہے اور ہوشیار ہے نشہ میں نہیں ہے ہم نے جا کر سلام کیا اس نے جواب دیا اور عبیداللہ بن عدی سے کہا کہ تو عدی بن خیار کا بیٹا ہے۔ عبیداللہ نے کہا ہاں وحشی نے کہا ایک دفعہ جبکہ تو اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا تب میں نے تجھ کو تیری ماں سعدیہ کے ساتھ اونٹ پر سوار کرایا تھا۔ اور تیرے چیر اس وقت میں نے غور سے دیکھے تھے۔ پس انہیں کو دیکھ کر اب میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ عبیداللہ کہتے ہیں۔ پس ہم وحشی کے پاس بیٹھے تھے اور ہم نے کہا۔ ہم تمہارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ تم سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ سنیں کہ تم نے ان کو کیوں کر شہید کیا۔

وحشی نے کہا ہاں یہ واقعہ میں تم سے اسی طرح بیان کروں گا جس طرح کہ میں نے حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا ہے اور پھر وحشی نے وہی واقعہ جو اوپر مذکور ہوا۔ ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔ پھر کہنے لگا حضرت حمزہ شہید کر کے میں مکہ میں آیا اور میرے آقا جبیر بن مطعم نے موافق شرط کے مجھ کو آزاد کر دیا۔ میں مکہ ہی میں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جب حضور نے مکہ بھی فتح کر لیا۔ میں طائف میں بھاگ گیا۔ پھر جب حضور نے طائف بھی فتح کیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ میں پریشان ہوا کہ اب میں کیا کروں کبھی خیال کرتا تھا کہ ملک شام کی طرف بھاگ جاؤں کبھی یمن کی طرف جانے کا خیال کرتا تھا آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ حضور کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔ قسم ہے خدا کی جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے حضور اس سے کچھ نہیں فرماتے ہیں میں اس شخص سے یہ سن کر حضور کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ اور حضور کے پس پشت کھڑے ہو کر کلمۂ شہادت پڑھنے لگا حضور نے جب مجھ کو دیکھا فرمایا کیا وحشی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا بیٹھ جا۔ اور بیان کر کہ تو نے حمزہ کو کیوں کر قتل کیا۔ میں نے اسی طرح حضور کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ جیسا کہ تم دونوں کے سامنے بیان کیا ہے پھر جب میں بیان کر چکا۔ تو حضور نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو خبردار اب مجھ کو اپنا منہ نہ دکھلائیو۔ پس جب میں حضور کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو حضور کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تھا۔ تاکہ حضور مجھ کو نہ دیکھیں۔ یہاں تک کہ حضور کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر فوج کشی کی۔ میں بھی اس فوج کے ساتھ ہوا۔ یہاں تک کہ جب دونوں لشکروں میں جنگ مغلوبہ واقع ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کذاب ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے کھڑا ہے۔ میں نے اپنا وہی حربہ جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا۔ مسیلمہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا۔ اور جب وہ پوری گردش کھا چکا اس وقت اس کو میں نے مسیلمہ کے تلوار ماری اب خدا کو علم ہے۔ کہ ہم دونوں کے حربوں میں سے کس کے حربہ نے اس کو قتل کیا۔ اگر میرے حربہ نے اس کو قتل کیا تو یہ میرے حضرت حمزہ کا قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا۔ کیونکہ جیسے میں

نے رسول خدا کے بعد خیر الناس حضرت حمزہ کو قتل کیا۔ ایسے ہی شر الناس مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور آپ یمامہ کی جنگ میں شریک تھے فرماتے ہیں۔ میں نے سنا کہ ایک شخص پکار کر کہہ رہا تھا مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قاتل حمزہ پر یہ خدا کی طرف سے ایک عذاب ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور احد کی جنگ میں مصعب بن عمیر نے حضور کے ساتھ اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے اور ابن قمہ لیثی نے ان کو قتل کیا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں نے حضور کو شہید کر دیا ہے اور اسی خیال میں اس نے قریش سے آ کر کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ اور مصعب بن عمیر کے شہید ہونے کے بعد حضور نے اپنا نشان حضرت علی کو عنایت کیا اور حضرت علی نے نہایت سرگرمی سے جہاد کرنا شروع کیا اور بہت سے مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب بازار قتل و قتال گرم ہوا حضور انصار کے نشان کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت علی کو حکم بھیجا کہ نشان کو آگے بڑھاؤ۔ حضرت علی فوراً حسب الارشاد نشان کو لے کر آگے بڑھے اور فرمایا میں ابو القصیم ہوں ابوسعد بن ابی طلحہ مشرکوں کے علم بردار نے آپ کو آواز دی کہ اے ابو القصیم میدان میں آتے ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں آتا ہوں۔ اور اسی وقت آپ میدان میں تشریف لائے۔ ابوسعد نے ایک ضرب آپ پر لگائی آپ نے اس کا حملہ رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ صاف دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور بعض لوگ اس واقعہ کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابوسعد نے میدان میں آ کر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے اسی طرح کئی بار آواز دی۔ جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ کو نہ آیا تب اس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل نہیں آتا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ اگر سچے ہوتے تو ضرور میرے مقابل آتے یہ بات سن کر حضرت علی اس کے مقابل آئے اور اس کے حملہ کو رد کر کے ایک وار میں اس کا کام تمام کیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں ابوسعد کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ہے۔

اور عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے مسافع بن طلحہ اور اس کے بھائی جلاس بن طلحہ کو تیر سے قتل کیا۔ جس وقت یہ میدان میں تڑپ رہا تھا۔ اس کی ماں سلافہ نے آ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اور اس سے پوچھا کہ اے لخت جگر تجھے کس شخص نے تیر مارا۔ اس نے کہا اے ماں جس وقت یہ تیر مجھے لگا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا

کہ اس تیر کو لے۔ اور میں ابن ابی افلح ہوں۔ سلافہ اس کی ماں نے یہ سن کر قسم کھائی۔ کہ اگر عاصم کی کھوپڑی اس کے ہاتھ لگے گی تو وہ اس میں شراب پیئے گی۔ اور عاصم نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی مشرک کو ہاتھ نہ لگائے گا۔ اور نہ مشرک سے اپنے بدن کو ہاتھ لگوائے گا۔ راوی کہتا ہے اس وقت مشرکوں کا علم بردار عثمان بن ابی طلحہ تھا اس کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور حنظلہ بن ابی عامر نے ابوسفیان کو دیکھ کر اسی کی طرف حملہ کیا۔ مگر ہنوز حربہ نہ کیا تھا جو پیچھے سے غفلت میں شداد بن اوس نے ان کو شہید کر دیا۔ حضور نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یہ کس حالت میں تھے۔ صحابہ نے دریافت کیا۔ تو ان کی بیوی نے کہا کہ ان کو نہانے کی ضرورت تھی۔ مگر جہاد کی آواز سنتے ہیں فوراً گھر سے بغیر غسل کئے چلے گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے سب سے بہتر اور افضل وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام ہے جس وقت اس کو مسلمانوں کے جہاد پر جانے کی آواز سنائی دیتی ہے فوراً اڑ جاتا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جس وقت حضور کو حنظلہ بن ابی عامر کی اس حالت کی خبر ہوئی فرمایا اسی سبب سے فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور فتح وظفر مسلمانوں پر نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفاروں اور مشرکین کو مارتے مارتے بھگانا شروع کیا۔ اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ہو گئے۔ اور ایسی ہنوبمت حاصل ہوئی جس میں کچھ شک وشبہ نہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہندہ بنت عتبہ اور اس کے ساتھ کی سب عورتیں بے تحاشا بھاگی چلی جاتی ہیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں۔ اس شکست کو دیکھ کر وہ تیرانداز جن کو حضور نے پہاڑ کے درہ میں بٹھایا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر لشکر کی طرف مال غنیمت کے لوٹنے کے لالچ سے چلے آئے۔ اور اسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد قتل ہو گئے۔ پس اس آواز کو سن کر مشرکین اسی درہ میں سے جواب خالی ہو گیا تھا۔ مسلمانوں پر پلٹ پڑے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا کہ اتنے میں عورت عمرہ بنت علقمہ کارثیہ نامی نے آکر اس جھنڈے کو اٹھایا پھر اس عورت سے یہ جھنڈا ایک حبشی غلام صواب نامی نے لے لیا اس غلام کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ تب اس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگوں میں اس کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ یہ مقتول ہوا۔ اور مرتے وقت کہہ رہا تھا اے اللہ میں نے اپنی کوشش میں کچھ کسر نہیں کی اور یہ غلام قریش کا آخری علم بردار تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مشرکین کے اس حملہ سے مسلمانوں کے لشکر ظفر پیکر میں ایک طرح کی درہمی وبرہمی

پیدا ہوئی۔ اور واقعی یہ دن مسلمانوں کے واسطے پوری آزمائش کا تھا جن کو خدا نے چاہا وہ لوگ شہادت سے فائز ہوئے۔ یہاں تک کہ دشمن کی فوج کا حضور تک گذر ہوا۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور کے چہرۂ مبارک پر مارا۔ جس سے آپ کے اگلے چاروں دانت شہید ہوئے اور ہونٹ زخمی ہوا اور سر مبارک میں بھی چوٹ آئی۔ اور خون تمام چہرہ پر جاری ہوا۔ اور اس وقت حضور نے فرمایا وہ لوگ کیسے فلاحیت پا سکتے ہیں جو اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کریں حالانکہ ان کا نبی ان کو ان کے رب کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴾

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے حضور کو پتھر مارا تھا۔ جس سے آپ کے دائیں طرف کے نیچے کے داندان مبارک شہید ہوئے اور نیچے کے ہونٹ میں بھی چوٹ آئی۔ اور پیشانی بھی آپ کی زخمی ہوئی۔ اور ابن قمۂ ملعون نے حضور کے رخسار کو زخمی کیا اور آپ کے خود کے حلقوں میں سے دو حلقے آپ کے رخساروں کے اندر داخل ہوئے۔ اور مشرکین نے چند گڑھے پوشیدہ کھودے تھے تاکہ مسلمان غفلت کی حالت میں ان کے اندر گر پڑیں۔ چنانچہ حضور انہیں گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں واقع ہوئے۔ اور یہ کاروائی ابو عامر کی تھی۔ حضرت علی نے حضور کا ہاتھ پکڑا۔ اور طلحہ بن عبیداللہ نے آپ کو سہارا دیا۔ تب آپ گڑھے سے نکل کر سیدھے کھڑے ہوئے اور مالک بن سنان ابوسعید خدری کے والد نے آپ کے زخم سے خون چوس کر کلیاں کیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میرا خون چوسا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور طلحہ بن عبیداللہ کی شان میں فرمایا جو شخص شہید کو زمین پر پھرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھے۔

حضرت عائشہ حضرت صدیق اکبر سے روایت کرتی ہیں کہ ابوعبیدہ بن جراح نے جب خود کا ایک حلقہ جو آپ کے رخسار میں چبھ گیا تھا نکالا۔ اس سے آپ کے دو دانت نکل پڑے اور جب دوسرا حلقہ نکالا اس سے دوسرے دو دانت بھی باہر آ گئے۔ چنانچہ حضور کے چاروں دانت شہید ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جس وقت مشرکین نے حضور کی جانب ہجوم کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو ہمارے واسطے اپنی جان کو فروخت کر کے جنت کو خرید لے یہ سن کر زیاد بن سکن پانچ انصار کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے سب لڑے اور شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک گروہ حضور کے پاس آ گیا اور اس نے مشرکین کو مار مار کر وہاں سے ہٹا دیا۔ حضور نے فرمایا زیاد کو جو مجروح پڑے ہوئے تھے میرے قریب کر دو۔ مسلمانوں نے اُن کو حضور کے قریب کر دیا۔ حضور نے اپنے پیر پر ان کا سر رکھ لیا اور حضور کے پیر ہی پر سر رکھے ہوئے ان کی روح پرواز ہوئی۔

ابن ہشام کہتے ہیں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ بھی احد کی جنگ میں مردانہ و دلیرانہ خوب لڑائی لڑی۔ چنانچہ ام سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ کے پاس گئی۔ اور میں نے کہا اے خالہ صاحبہ مجھ کو بتایئے کہ احد میں آپ نے کیونکہ جنگ کی تھی اور کیا واقعہ درپیش ہوا تھا۔ ام عمارہ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی۔ کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اور میرے پاس ایک مشک پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میں حضور کے پاس پہنچی۔ اور اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کی شکست ہوئی میں حضور کے پاس کھڑی ہوئی تلوار اور تیر سے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہوگئی۔ پھر میں حضور کے پاس آئی اور آپ کے شانہ پر میں نے ایک گہرا زخم دیکھا پوچھا کہ حضور یہ زخم آپ کو کس نے پہنچایا۔ حضور نے فرمایا ابن قمیہ نے خدا اس کو خراب کرے۔ پھر جب لوگ حضور کے پاس سے متفرق ہوگئے تو ابن قمیہ یہ کہتا ہوا آیا۔ کہ مجھ کو بتلاؤ محمد ﷺ کہاں ہے۔ اگر انہوں نے نجات پائی تو میں ہرگز نجات نہ پاؤں گا۔ ام عمارہ کہتی ہیں میں اور مصعب بن عمیر اور چند لوگ جو حضور کے ساتھ تھے اس کی طرف بڑھے۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں نے اس پر تلوار کے چند وار کئے مگر دشمن خدا دو زرہیں پہنے ہوئے تھا میری تلوار اس پر کارگر نہ ہوئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ابو دجانہ نے اپنے جسم کو حضور پر ڈھال بنا دیا تھا۔ اور ان کی پشت میں برابر تیر لگ رہے تھے اور یہ حضور پر جھکے ہوئے تھے۔ اور سعد بن ابی وقاص حضور کے پاس کفاروں کو تیر مار رہے تھے سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حضور نے مجھ کو ایسا تیر اٹھا کر دیا جس میں پھلا بھی نہ تھا اور فرمایا اس کو مار۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس روز خود حضور نے بھی تیر اندازی کی اور پھر حضور ﷺ کی کمان قتادہ بن نعمان نے لے لی۔ چنانچہ انہیں کے پاس رہی اور قتادہ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہنچی۔ جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ پڑی حضور ﷺ نے پھر اس آنکھ کو اپنے دست مبارک سے حلقہ میں رکھ دیا۔ اسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح وسالم اور تیز نظر ہوگئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ انس بن نضر انس بن مالک کے چچا کا گذر طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انس نے ان سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا۔ رسول خدا ﷺ تو قتل ہوگئے اب ہم کیا کریں۔ انس نے کہا پھر تم رسول خدا کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے جس طرح ان کا انتقال ہوا۔ تم بھی اسی طرح مر جاؤ۔ پھر انس کفاروں کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔ انہیں کے نام پر انس کا نام رکھا گیا ہے۔

انس بن مالک کہتے ہیں اس روز جو دیکھا گیا۔ تو انس بن نضر میرے چچا کے جسم میں ستر زخم کے نشان تھے اور مقتولوں میں ان کی لاش کوئی پہچان نہ سکا فقط ان کی بہن نے ان کی انگلیوں سے ان کو پہچانا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن عوف کے چہرہ میں سخت زخم آیا۔ اور بیس سے زائد زخم ان کے اور بدن پر لگے جن میں زیادہ زخم ان کی ٹانگ میں تھے۔ اور ان کے سبب سے ان کی ٹانگ میں لنگ ہو گیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مسلمانوں کی شکست اور لوگوں میں حضور کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد جس شخص نے اول آپ کو دیکھ کر پہچانا وہ کعب بن مالک تھے یہ کہتے ہیں۔ میں نے خود میں سے حضور کی دونوں آنکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اور پکار کر آواز دی کہ اے معشر مسلمین خوش ہو جاؤ یہ رسول خدا صحیح وسلامت موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے حضور کو پہچان لیا۔ سب آپ کی طرف آنے شروع ہوئے اور آپ ان کو لے کر گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب اور حضرت شیر خدا علی مرتضٰی اور طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن عوام اور حرث بن صمہ وغیرہ بہادران صحابہ حاضر تھے۔ اور جس وقت آپ گھاٹی کے قریب پہنچے۔ ابی بن خلف آپ کو آواز دیتا ہوا آیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ایک شخص اس کے مقابلے کو کافی ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو میرے سامنے آنے دو چنانچہ جب وہ حضور کے قریب آیا حضور نے حرث بن صمہ سے ہتھیار لے کر اس کو اس طرح ہلایا کہ ہم سب لوگ آپ کے پاس سے اس طرح ہٹ گئے جیسے اونٹ کی پشت پر سے مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔ اور ابی بن خلف کی گردن پر آپ نے اس کو مارا۔ اور ابی اس کے صدمہ سے لرز گیا۔ اور گھوڑے پر سے لڑھکنے لگا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ابی بن خالف جب مکہ میں حضور سے ملتا تو کہتا تھا۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک گھوڑا سونا کھلا کھلا کر پرورش کر رہا ہوں۔ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ حضور نے فرمایا بلکہ میں انشاء اللہ تعالیٰ تجھ کو قتل کروں گا۔ اب جو یہ خبیث حضور کے ہاتھ سے اپنی گردن میں زخم لگوا کر اسی گھوڑے پر گرتا پڑتا بھاگا سیدھا قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ قسم ہے خدا کی محمد نے مجھ کو قتل کر دیا۔ قریش نے کہا تو نے ہمت ہار دی ہے زخم تو کچھ زیادہ تیرے لگا نہیں ہے۔ کہنے لگا مکہ میں محمد نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ پس قسم ہے خدا کی اگر محمد مجھ پر تھوک بھی دیتے۔ تو میں ضرور قتل ہو جاتا۔ اور اب تو انہوں نے مجھ کو زخمی کر دیا اب میں ہرگز جانبر نہیں ہو سکتا۔ پھر جب قریش مکہ واپس ہوئے تو اس دشمن خدا ابی بن خلف کی روح ناپاک مقام سرف میں جہنم کو اسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی معرفت روانہ ہوئی۔

پھر جب حضور پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے حضرت علی نے پانی بھر کر حاضر کیا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پئیں مگر

بدبو کے سبب سے آپ نے نہ پیا۔ اور اپنے چہرہ اور سر سے خون کو دھویا۔ اور فرمایا اس شخص پر سخت غضب الٰہی نازل ہوگا۔ جس نے اپنے نبی ﷺ کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں۔ مجھ کو جیسی اپنے بھائی عتبہ کے قتل کرنے کی خواہش اور حرص تھی۔ ایسی کسی کے قتل کرنے کی نہ تھی۔ کیونکہ اسی نے حضور کو زخمی کیا تھا۔ مگر جب میں نے حضور ﷺ سے یہ کلمہ سنا خدا کا سخت غضب اس پر نازل ہوگا۔ جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا۔ بس میں نے اس غضب الٰہی ہی کو اس کے واسطے کافی سمجھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ حضور اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تھے جو کفاروں کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا۔ اور ان کفاروں میں خالد بن ولید بھی تھا حضور ﷺ نے اس وقت دعا کی۔ کہ اے اللہ یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ اور عمر بن خطاب نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا۔ اور مارتے مارتے ان کو بھگا دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور نے ایک اونچے پتھر پر چڑھنا چاہا مگر چونکہ دو زرہوں کے پہننے سے آپ کا بدن بھاری ہوگیا تھا۔ اس سبب سے آپ اس پر چڑھ نہ سکے۔ پس طلحہ اس کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور آپ طلحہ کی پشت پر کھڑے ہو کر اس پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کر لی کہ رسول خدا کے ساتھ ایسا کام کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ احد کی جنگ کے روز حضور ﷺ نے ظہر کی نماز زخموں کے سبب سے بیٹھ کر ادا کی اور مسلمانوں نے بھی بیٹھ کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بعض مسلمان بھاگ کر مدینہ سے ایک منزل دور منقی پہاڑ کے پاس جا پہنچے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جس وقت حضور ﷺ احد کی جنگ کے واسطے تشریف لے چلے ہیں۔ حِسل بن جابر جن کا نام یمان تھا اور حذیفہ بن یمان کے یہ باپ تھے یہ اور ثابت بن وقش اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر مدینہ کے باہر چلے گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں آدمی بوڑھے ہیں۔ اگر آج نہ مرے تو کل ضرور مریں گے پھر چلیں ہم بھی کفاروں کو قتل کرتے ہوئے حضور سے کیوں نہ جا ملیں۔ شاید خدا ہم کو شہادت نصیب فرمائے۔ پھر یہ دونوں تلواریں پکڑ کر کفاروں پر جا پڑے۔ اور لوگوں میں رل مل گئے۔ ثابت بن وقش کو تو کفاروں نے شہید کیا۔ اور حِسل بن جابر ابو حذیفہ کے باپ کو ناواقفیت میں مسلمانوں نے شہید کر دیا۔ حذیفہ نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو میرے باپ ہیں۔ مسلمانوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم نے ان کو نہیں پہچانا۔ اور واقعی انہوں نے سچ کہا۔ حذیفہ نے خدا تم کو معاف کرے وہ ارحم الراحمین ہے۔ پھر حضور نے حذیفہ کو ان کے باپ کا خون بہا دینا چاہا۔ مگر حذیفہ نے نہ لیا۔ اور مسلمانوں کو معاف کر دیا۔ اس سے حذیفہ کی قدر و منزلت خدا اور رسول ﷺ اور مسلمانوں کے نزدیک بہت زیادہ ہوئی۔

ابن اسحق کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن امیہ بن رافعہ تھا۔ اس کا بیٹا اس جنگ میں سخت زخمی ہوا۔ نام اس کا یزید بن حاطب تھا اس کو اس کے گھر پہونچا دیا گیا۔ اور سب گھر کے لوگ اس کے پاس جمع تھے اور اس کی نزع کی حالت تھی۔ مسلمان اس سے کہہ رہے تھے اے حاطب کے بیٹے تجھ کو جنت کی بشارت ہو۔ اور حاطب اس لڑکے کا باپ ایک بوڑھا منافق تھا۔ اسی روز اس کا نفاق ظاہر ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس نے جواب دیا۔ کہ اس کو کس چیز کی تم خوش خبری دے رہے ہو۔ کیا ایسی جنت کے ساتھ اس کو فریب دے رہے ہو۔ جس میں حرل[1] کے درخت ہیں۔

ایک شخص کا بیان جس کا نام قزمان تھا

ابن اسحق کہتے ہیں انصار میں ایک شخص مسافر آیا ہوا تھا یہ نہ معلوم تھا کہ یہ کس قوم سے ہے اور لوگ اس کو قزمان کہتے تھے۔ جب حضور کے سامنے اس کا ذکر ہوتا حضور فرماتے یہ شخص دوزخی ہے۔ جب احد کی جنگ ہوئی تو اس شخص نے تن تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو قتل کیا۔ اور پھر یہ سخت زخمی ہوا۔ چنانچہ لوگ اس کو اٹھا کر بنی ظفر کے محلہ میں لائے اور مسلمان اس سے کہنے لگے۔ کہ اے قزمان آج تیری خوب آزمائش ہوئی۔ پس اب تو جنت کی بشارت حاصل کر۔ اس نے کہا مجھ کو کچھ بشارت کی ضرورت نہیں ہے میں صرف اپنی قوم کی حمایت کے واسطے لڑا ہوں۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا۔ تو میں ہرگز جنگ نہ کرتا۔ پھر جب اس شخص کے زخموں کی تکلیف اس کو زیادہ معلوم ہوئی۔ ترکش سے تیر نکال کر اس نے خودکشی کر لی۔

مخیریق یہودی کی شہادت کا واقعہ

ابن اسحق کہتے ہیں احد کے مقتولوں میں سے ایک مخیریق ہے یہ بنی ثعلبہ بن فیطون میں سے تھا جب احد کی جنگ شروع ہوئی اس نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔ یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے مخیریق نے کہا ایسے وقت پر کچھ ہفتہ کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مخیریق نے تلوار لے کر کفاروں سے مقابلہ کیا۔ اور اپنی قوم یہود سے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اگر میں قتل ہو گیا۔ تو میرا کل مال حضرت محمد ﷺ کا ہے ان کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ اور مخیریق نے کفاروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مخیریق یہود میں سب سے بہتر تھا۔

---

[1] حرل اسپند یعنی سیاہ دانہ کو کہتے ہیں۔ جو اکثر جنگلوں اور خرابوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے درخت میں نہایت بدبو ہوتی ہے اس منافق کا مقصد اس بات سے جنت کی تحقیر کرنا تھا۔ سید یٰسین مترجم

حرث بن سوید بن صلت کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں یہ شخص منافق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ احد کی جنگ میں شریک ہوا۔ اور موقعہ پا کر غفلت میں مجذر بن زیاد بلوی اور قیس بن زید ضبیعی کو شہید کر کے مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر کو حکم دیا۔ کہ اگر تم کو یہ حرث بن سوید ملعون مل جائے۔ تو اس کو قتل کر دینا۔ مگر حضرت عمر کو یہ نہیں ملا۔ اور مکہ میں قریش سے جا ملا۔ پھر اس نے اپنے بھائی سوید بن جلاس کے ہاتھ اپنی توبہ کا پیغام حضور ﷺ کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس کے حق میں نازل فرمائی:

﴿ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''خدا ایسے نالائقوں کو کیونکر ہدایت کرے۔ اور کس طرح ان کی توبہ قبول فرمائے جو ایمان لانے اور رسول ﷺ کے حق ہونے کی گواہی دینے اور بنیات کے ان کے پاس آ جانے کے بعد بھی کافر ہو گئے خدا ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا''۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حرث بن سوید نے فقط مجذر بن زیاد کو شہید کیا۔ قیس بن زید کو شہید نہیں کیا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو احد کے مقتولوں میں شمار نہیں کیا ہے اور مجذر کو حرث نے اس عداوت سے قتل کیا کہ مجذر نے اس کے باپ سوید کو کسی جنگ میں جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی قتل کیا تھا۔ یہ ذکر پہلے بھی اس کتاب میں گذر چکا ہے پھر ایک روز حضور اپنے چند اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے۔ جو سوید بن حرث ایک چار دیواری سے باہر نکلا۔ اور دو کپڑوں میں اس نے اپنے تئیں پوشیدہ کر رکھا تھا۔ حضور نے حضرت عثمان کو اس کی گردن مارنے کا حکم فرمایا۔ اور انہوں نے اس کو قتل کیا۔ •

ابن اسحٰق کہتے ہیں سوید بن صامت کو معاذ بن عفراء نے تیر کی ضرب سے بعاث کی جنگ سے پہلے قتل کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ابو ہریرہ نے ایک روز لوگوں سے کہا۔ کہ کوئی ایسا شخص بتلاؤ۔ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور جنت میں داخل ہوا۔ جب لوگ حیران ہوئے اور ان کے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا۔ تو ابو ہریرہ سے انہوں نے پوچھا۔ کہ آپ ہی بتلائیے۔ وہ کون شخص ہے ابو ہریرہ نے کہا وہ اصیرم بنی عبد الشہل عمرو

بن ثابت بن وقش ہے۔ حصین راوی کہتے ہیں۔ میں نے محمود بن اسد سے کہا۔ اصیرم کا واقعہ کیونکر ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اصیرم نے اسلام لانے سے انکار کیا تھا۔ پھر جس روز حضور احد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لائے اصیرم کو اسلام کا خیال آیا۔ اور اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا۔ اور بہت آدمی قتل کر کے خود بھی زخمی ہوا۔ اور آخر مقتولوں میں گر پڑا۔ پھر بنی عبدالاشہل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ جو ان کا گذر اصیرم کے پاس ہوا۔ اور انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو اصیرم ہے۔ پھر اصیرم سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ تم کیونکر آئے اسلام کی رغبت سے یا قوم کی حمایت کے واسطے اصیرم نے کہا میں فقط اسلام کی رغبت کے سبب سے آیا ہوں۔ اور میں خدا اور رسول پر ایمان لے آیا ہوں۔ اور اسلام کو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اپنی تلوار مشرکین پر جا ملا اور اس قدر ان کو قتل کیا کہ آخر میری یہ حالت ہوئی۔ جس میں تم مجھ کو دیکھتے ہو۔ پھر اس وقت اصیرم کی روح خلد بریں کی طرف پرواز کر گئی۔ صحابہ نے اس کا ذکر حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اصیرم جنتی ہے۔

عمرو بن جموع کا مشرکین پر جہاد کرنا اور شہید ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں عمرو بن جموح کی ٹانگ میں لنگ تھا اور ان کے چار بیٹے تھے جو حضور کے ساتھ مثل شیروں کے جہاد کیا کرتے تھے جب احد کی جنگ کا موقعہ ہوا۔ تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ آپ گھر میں بیٹھے ہیں ہم جہاد میں جاتے ہیں۔ ان کو شہادت کا شوق غالب تھا یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھ کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوں اور جنت میں اس لنگ کے ساتھ پھروں حضور نے فرمایا اے عمرو بن جموح تم کو خدا نے معذور رکھا ہے تم کو اب تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ جب تمہارے باپ کی خوشی ہے۔ تب پھر تم ان کو کیوں روکتے ہو۔ چنانچہ عمرو بن جموح نے جہاد کیا۔ اور شہید ہوئے۔

ہندہ بنت عتبہ کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو مثلہ کرنے کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ہندہ بنت عتبہ اور عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرام کی لاشوں کے پاس آئی۔ اور ان کے ناک کان انہوں نے کاٹنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ہندہ نے ان کانوں اور ناکوں کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے۔ اور اپنا سارا زیور اتار کر وحشی جبیر بن مطعم کے غلام کو حضرت حمزہ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا۔ اور حضرت حمزہ کے جگر مبارک کو نکال کر اس نے اپنے منہ میں لے کر چبایا۔ مگر اس کو نگل نہ سکی۔ تب اس کو اگل دیا۔ اور پھر ایک اونچے پتھر پر چڑھی۔ اور پکار کر چند اشعار مسلمانوں کی ہجو میں پڑھے مسلمانوں میں سے

بھی ایک عورت ہندہ بنت آ ثاثہ نے اس کو دندان شکن جواب دیا۔اور مشرکین کی ہجو اشعار میں بیان کی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب نے اس وقت حسان بن ثابت سے فرمایا۔اے ابن فریعہ تم سن رہے ہو۔ کہ ہندہ پتھر پر چڑھی ہوئی کیا کیا ہجو کر رہی ہے۔اور حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ جو گستاخیاں اس نے کی ہیں۔ان کے گیت بنا کر گا رہی ہے۔تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے۔حسان نے کہا ہاں میں اس وقت ایک ٹیلہ پر سے دیکھ رہا تھا۔جب حضرت حمزہ کی طرف وحشی نے اپنا حربہ پھینکا ہے۔اور میں کہہ رہا تھا۔ کہ یہ کوئی نیا حربہ ہے۔عرب کے ہتھیاروں میں سے تو یہ نہیں ہے۔اے عمر تم مجھ سے بیان کرو۔کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسان کو ہندہ کے اشعار سنائے۔ پھر حسان نے اس کے جواب میں بہت سے اشعار کہے۔جن میں اس کو نہایت ذلیل اور خوار اور شرمندہ کیا ہے۔

حلیس بن زبان کنانی کا ابوسفیان کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک[1] کے مثلہ کرنے پر ملامت کرنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حلیس بن زبان بنی حرث بن عبد مناۃ میں سے ایک شخص تھا۔اور اس جنگ میں یہ ان مختلف قبائل کی فوج کا سردار تھا جو قریش کی مدد کو آئے تھے یہ ابوسفین کے پاس سے گذرا اور اس نے دیکھا کہ ابوسفیان حضرت حمزہ کی لاش کے جبڑہ میں اپنا نیزہ مار رہا ہے۔اور کہتا ہے تو نے مزہ چکھا۔ حلیس۔ پکار کر کہا اُے بنی کنانہ دیکھو یہ قریش کا سردار ابوسفیان اپنے چچا کے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا بیہودہ حرکت کر رہا ہے۔ ابوسفیان نے حلیس سے کہا تجھ کو خرابی ہو میری بات کو ظاہر نہ کر۔ یہ مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے پھر جب ابوسفیان واپس ہوا۔تو اس نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بآواز بلند کہا کہ یہ کام بہت اچھے ہیں۔لڑائی ہمارے تمہارے درمیان میں مثل ڈول کے ہے۔کبھی تمہارے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ یہ جنگ بدر کی جنگ کے بدلہ میں ہوئی ہے۔ پھر کہا اے ہبل[2] اپنے دین کو غالب کر۔حضور نے ابوسفین کا یہ کلام سن کر حضرت عمر سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کو جواب دو۔اور کہو خدا عزوجل غالب اور اعلیٰ ہے ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہو سکتے۔تمہارے مقتول دوزخی ہیں اور ہمارے جنتی ہیں۔ جب حضرت عمر نے ابوسفیان کو یہ جواب دیا۔ابوسفیان نے کہا اے عمر ذرا میرے پاس آؤ۔حضور نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ جب عمر اس کے

---

[1] ہاتھ۔پیر۔ناک۔کان کاٹنے کو مُثلہ کرنا کہتے ہیں۔

[2] ہبل وہ بت جو کعبہ کے اندر رکھا رہتا تھا اور قریش اس کی پرستش کرتے تھے۔

پاس گئے۔ اس نے کہا اے عمر میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ۔ کہ محمد اس جنگ میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے یا نہیں۔ حضرت عمر نے کہا نہیں وہ تو تشریف رکھتے ہیں اور تیری باتیں سب سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے عمر میں تمہاری بات کو ابن قمئہ کی بات سے زیادہ معتبر جانتا ہوں وہ کہتا تھا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا ابن قمئہ کا نام عبداللہ تھا۔ پھر ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے لوگوں کے قتل ہونے نہ میں خوش ہوا نہ ناراض ہوا۔ اور نہ میں نے ان کے قتل کرنے کا حکم دیا نہ ان کے قتل سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد ابوسفیان نے آواز دی کہ اب ہماری تمہاری جنگ آئندہ سال بدر میں پھر ہوگی۔ حضور نے اپنے صحابہ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو جواب دو بہت اچھا یہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں پختہ وعدہ ہے۔ پھر آپ نے حضرت علی سے فرمایا۔ کہ تم جا کر دیکھو کہ یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں آیا مکہ کو واپس جاتے ہیں یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو پھر میں بھی ان کے مقابلہ کو چلتا ہوں ان کو پورا مزہ چکھاؤں گا۔

حضرت علی فرماتے ہیں۔ میں مشرکین کو دیکھنے گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو آگے لے کر مکہ کا راستہ لیا۔ مشرکین کے دفع ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتول تلاش کرنے لگے۔ حضور نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو سعد بن ربیع کی مجھ کو خبر لا دے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعد کہاں ہے۔ پھر یہ انصاری سعد کو مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے آئے دیکھا تو سعد زخمی ہوئے پڑے تھے اور ایک رمق جان باقی تھی۔ انصاری کہتے ہیں۔ میں نے کہا اے سعد حضور نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ میں تم کو دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مردہ۔ سعد نے کہا میں مردوں میں ہوں تم حضور سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع عرض کرتا ہے۔ کہ خدا آپ کو ہماری طرف سے ایسی جزائے خیر دے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے نہ دی ہو۔ اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے۔ کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا۔ اور رسول خدا کو کوئی آسیب دشمن سے پہنچے گا۔ پس تمہارا عذر خدا کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو پس اس کو حضور کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنی چاہئے۔ اور حضور کو آسیب نہ پہنچنے دینا چاہئے۔ انصاری کہتے ہیں پھر اسی وقت سعد بن ربیع نے انتقال کیا۔ اور میں نے حضور سے آ کر یہ سارا واقعہ بیان کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روز ایک شخص حضرت ابوبکر کے پاس آیا۔ اور دیکھا کہ ایک لڑکی کم سن حضرت ابوبکر کے سینہ پر بیٹھی ہے اور ابوبکر اس کو پیار کر رہے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا یہ کس کی لڑکی ہے حضرت ابوبکر

نے فرمایا یہ لڑکی مجھ سے بہتر شخص سعد بن ربیع کی ہے۔ جن کو عقبہ کے روز حضور نے نقیب بنایا تھا۔ اور بدر کی جنگ میں شریک تھے۔ پھر احد کی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پھر حضور حضرت حمزہ کی لاش ڈھونڈھنے تشریف لائے۔ اور میدان کے بیچ میں دیکھا کہ ان کا پیٹ چاک کیا ہوا ہے۔ اور جگر باہر نکلا پڑا ہے۔ اور ناک کان کاٹے ہوئے ہیں۔ حضور نے اس حالت کو ملاحظہ کر کے فرمایا۔ کہ اگر صفیہ کو رنج نہ ہوتا۔ اور نیز میرے بعد لوگ اس کو دستور نہ بنا لیتے۔ تو میں ان کی لاش کو یونہی چھوڑ دیتا تا کہ درندے اور جانور کھا لیتے۔ اور اگر خدا نے کسی جنگ میں مجھ کو قریش پر غالب کیا۔ تو میں ضرور اس کے عوض میں ان میں تیس آدمیوں کو مُثلہ کروں گا۔ جب مسلمانوں نے حضور کا اس قدر رنج و ملال حضرت حمزہ کی حالت پر دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو خدا نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم اس کو ایسا مُثلہ کریں گے کہ عرب میں سے کسی نے ایسا مُثلہ نہ کیا ہوگا۔ اور حضور نے حضرت حمزہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سا رنج مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا۔ جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیظ و غضب ہوا ہو۔ پھر فرمایا کہ جبرائیلؑ نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حمزہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے ہیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب خدا اور رسول کے شیر ہیں۔

راوی کہتا ہے حضور ﷺ اور حضرت حمزہ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد آپس میں دودھ بھائی تھے۔ ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے ان تینوں کو دودھ پلایا تھا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضو کے اس غصہ اور کافروں سے انتقام لینے کی نسبت یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴾

''یعنی اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر کہ تمہارے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔ اور اگر تم صبر کرو۔ تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔ اور اے رسول تم صبر ہی اختیار کرو۔ اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر خدا کے ساتھ اور تم ان پر رنجیدہ نہ ہو اور نہ ان کے مکر سے تنگی میں رہو''۔

پس حضور نے معاف کر دیا اور صبر فرمایا اور مُثلہ کرنے سے منع کیا۔

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ حضور نے جس جگہ وعظ فرمایا وہاں ضرور ہم کو صدقہ دینے کا حکم کیا اور مُثلہ سے منع فرمایا۔

ابن عباس کہتے ہیں حضور نے حضرت حمزہ کو ایک چادر اڑھانے کا حکم کیا پھر ان پر نماز پڑھی اور سات

تکبیریں کہیں پھراور مقتول لالا کر حضرت حمزہ کے پاس رکھے گئے۔ان پر بھی حضور نے نماز پڑھی یہاں تک اسی طرح سے حضرت حمزہ پر بہتر نمازیں پڑہیں۔ پھر صفیہ حضرت حمزہ کی حقیقی بہن آئیں تا کہ اپنے بھائی کی صورت دیکھیں حضور نے ان کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم اپنی ماں کو الٹا پھیر دو تا کہ وہ حمزہ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔زبیر نے جا کر اپنی ماں صفیہ سے کہا کہ حضور فرماتے ہیں تم الٹی چلی جاؤ۔صفیہ نے کہا کیوں۔ میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی کو مثلہ کیا ہے یہ خدا کی راہ میں ہوا ہے میں اس پر صبر کروں گی۔زبیر نے آ کر حضور سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اچھا صفیہ کو آنے دو۔ چنانچہ صفیہ آئیں۔اور حمزہ کو دیکھ کر ان پر نماز پڑھی اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کر کے چلی گئیں۔ پھر حضور نے حکم دیا اور حضرت حمزہ دفن کئے گئے۔

عبداللہ بن جحش کے گھر کے لوگوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جحش کا بھی مثلہ کیا تھا مگر پیٹ ان کا چاک نہیں کیا تھا حضور نے ان کو بھی حضرت حمزہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ یہ روایت میں نے انہیں لوگوں سے سنی ہے اور کسی سے نہیں سنی اور عبداللہ بن جحش امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت حمزہ کے بھانجے تھے۔

بہت سے لوگ اپنے مقتولوں کو مدینہ میں لے آئے تھے اور وہیں دفن کیا تھا مگر پھر حضور نے منع فرما دیا تھا کہ شہیدوں کو وہیں دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے ہیں۔

جب حضور ﷺ احد کے مقتولوں کے پاس تشریف لائے فرمایا میں ان لوگوں پر گواہ ہوں جو شخص خدا کی راہ میں زخمی ہوگا۔ قیامت کے روز اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ رنگ خون کا ہوا۔اور خوشبو مشک کی ہوگی دیکھو ان لوگوں میں جو شخص زیادہ قرآن شریف کا قاری ہو اس کو دفن میں مقدم کرو۔ پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کیا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص راہ خدا میں زخمی ہوگا خدا قیامت کے روز اس کو اٹھائے گا اور اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔

اور حضور ﷺ نے جس وقت مقتولوں کے دفن کرنے کا حکم دیا۔فرمایا کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھ کر ایک قبر میں دفن کرو۔ کیونکہ یہ دونوں دنیا میں دوست تھے۔

پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے۔تو حمنہ بنت جحش کو لوگوں سے اپنے عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر پہنچی حمنہ نے اناللہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے ماموں حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر پہنچی۔ تب بھی انہوں نے اناللہ اور استغفار پڑھی۔ پھر ان کے خاوند مصعب بن عمیر کی شہادت کی ان کو خبر پہنچی تب یہ بے چین ہو گئیں۔اور رونا شروع کیا حضور نے فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ حمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بے چین نہیں ہوئیں جیسی کہ خاوند کی خبر سے بے چین ہوئیں۔

اور پھر حضور بنی عبدالاشہل وغیرہ انصار کے قبیلوں کے گھروں پر سے جب گذرے اور نوحہ وگریہ کی آواز حضور کے کان میں آئی تو خود حضور بھی رونے لگے اور فرمایا حمزہ پر کوئی رونے والی نہیں ہے یہ سن کر سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر جب بنی عبدالاشہل کے گھروں میں پہنچے تو ان کی عورتوں کو حضرت حمزہ پر رونے کے واسطے بھیجا۔

جب حضور نے ان عورتوں کے رونے کی آواز سنی فرمایا انصار پر خدا رحم کرے یہ لوگ بڑے ہمدرد ہیں۔ ان عورتوں کو چاہئے کہ واپس چلی جائیں۔

روایت ہے کہ مدینہ میں حضور ایک عورت کے پاس سے گذرے اور لوگوں نے اس عورت کو اس کے بھائی اور باپ اور خاوند کے شہید ہونے کی خبر سنائی۔ عورت نے کہا اور حضور کہاں ہیں لوگوں نے اشارہ کر کے بتلایا کہ بخیر وعافیت وہ جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب اس عورت نے حضور کو دیکھ لیا تو کہا کہ آپ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے یعنی سب سے زیادہ ہم کو حضور کی صحت وسلامتی مطلوب ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر جب حضور اپنے دولت خانہ میں تشریف لائے تو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو اپنی تلوار عنایت کی اور فرمایا اس پر سے خون دھوڈالو۔ کیونکہ اس نے آج مجھ کو خوب اپنا جوہر دکھایا ہے۔ اور حضور کی اس تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ پھر جب حضرت علی نے بھی اپنی تلوار حضرت فاطمہ کو دی اور کہا کہ اس کو بھی دھوڈالو۔ کہ اس نے آج خوب اپنا جوہر دکھایا ہے حضور نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں خوب جوہر دکھایا ہے۔ تو ابودجانہ اور سہل بن حنیف نے بھی تمہارے ساتھ خوب جوہر دکھایا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ احد کی جنگ کے روز ایک غیبی آواز آئی۔

لَا سَيْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَلَا فَتٰى اِلَّا عَلِيٌّ.

''یعنی نہیں ہے تلوار مگر ذوالفقار اور نہیں ہے کوئی جوان مگر علی''۔

اور پھر حضور نے حضرت علی سے فرمایا۔ کہ مشرکین اب ہم کو ایسی مصیبت نہیں پہنچا سکتے یہاں تک کہ خدا ہم کو فتح نصیب فرمائے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں احد کی جنگ ہفتہ کے روز ہوئی تھی۔ جب اتوار کا روز ہوا تو حضور نے حکم دیا اور یہ دسویں تاریخ ماہ شوال کا ذکر ہے کہ سب لوگوں کو دشمن پر حملہ اور ان کا تعاقب کرنے کے واسطے جمع کیا جائے اور حکم دیا کہ جو لوگ کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے وہی آج بھی حاضر ہوں۔ کوئی نیا شخص نہ آئے۔ جابر بن عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھ کو میری سات بہنوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند مجھ کو اور تجھ کو یہ نہ چاہئے کہ جہاد کو ترک کریں اور نہ میں تجھ کو حضور کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں مگر تو اپنی بہنوں کے پاس ٹھہر جا کہ ان کے پاس کوئی مرد نہیں ہے۔

اس مجبوری سے حاضر نہ ہوسکا۔ آج مجھ کو اجازت دیجئے۔ حضور نے ان کو اجازت دے دی اور یہ حضور کے ساتھ ہو گئے اور اس مرتبہ حضور اس واسطے نکلے تھے تا کہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دے دی اور اب مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک بھائی ہم دونوں احد کی جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ جب ہم نے حضور کے منادی کی آواز سنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے واسطے بلاتا ہے میں نے اپنے بھائی سے کہا اس نے مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ جہاد حضور کے ساتھ کا ہم سے فوت ہوتا ہے۔ اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواری بھی پاس نہیں ہے۔ جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں پھر آخر ہم دونوں ہمت کر کے حضور کے ساتھ چلے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا جب اس سے چلا نہ جاتا۔ تو میں اس کو سہارا دے دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ہم اس جگہ تک پہنچے جہاں تک سب مسلمان گئے تھے۔

حضور ﷺ نے مشرکین کا یہ تعاقب مدینہ سے آٹھ میل مقام حمراء الاسد تک کیا تھا اور مدینہ میں ابن مکتوم کو چھوڑ گئے تھے۔ اور پیر منگل بدھ تین روز یہاں مقام کیا پھر مدینہ واپس چلے آئے اور جس وقت کہ آپ مقام حمراء الاسد ہی میں تھے معبد بن ابی معبد خزاعی حضور کے پاس سے گذرا۔ اور یہ اس وقت مشرک ہی تھا کہنے لگا۔ اے محمد تمہارے اصحاب کے شہید ہونے سے ہم کو رنج ہوا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ خدا تم کو بعافیت ان میں قائم رکھے پھر یہ حضور سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا۔ وہ اس وقت مقام روحاء میں اترا ہوا تھا اور حضور کی طرف واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے محمد کے بڑے بڑے اصحاب کو مار ڈالا۔ اب جو تھوڑے بہت باقی ہیں۔ ان کو بھی مار اس جھگڑے ہی کو پاک کریں۔ کہ اتنے میں ابوسفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا اے معبد کیا خبر لائے معبد نے کہا محمد اپنے اصحاب کو لے کر تمہاری تلاش میں نکلے ہیں۔ اور اس قدر لشکر جرار و خون خوار ساتھ ہے کہ ایسا میں نے نہیں دیکھا۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو احد میں ساتھ نہ تھے اور وہ احد کی غیر حاضری پر پچتا رہے ہیں اور شرمندہ ہیں اور تم پر نہایت غضب ناک ہو رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے معبد یہ تو کیا کہہ رہا ہے معبد نے کہا میں سچ کہتا ہوں۔ اگر تجھ کو یقین نہیں ہے۔ تو خود سوار ہو کر جا اور دیکھ لے ابوسفیان نے کہا ہم تو خود یہ ارادہ کر رہے تھے کہ دوبارہ ان پر حملہ کر کے بالکل ان کا استیصال کر دیں گے معبد نے کہا میں تو تجھ کو یہ رائے نہیں دیتا کہ تو حملہ کرے۔

پھر ابوسفیان کے پاس سے بنی عبدالقیس کے چند سوار گذرے ابوسفیان نے ان سے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم مدینہ جاتے ہیں ابوسفیان نے کہا کس واسطے انہوں نے کہا کچھ غلہ خریدنا ہے۔ اس نے کہا تم میرا ایک پیغام بھی محمد ﷺ سے پہنچا دو گے۔ اگر تم نے اس کو پہنچا دیا۔ تو میں اس کے معاوضہ میں

سوق عکاظ کے اندر تم کو کئی اونٹ کشمش کے بھر دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا ہاں ہم پہنچا دیں گے۔ ابوسفیان نے کہا تم محمد کو یہ خبر دے دینا۔ کہ ہم بہت سا ساز وسامان مہیا کر کے ان کے استیصال کے واسطے آ رہے ہیں۔ پس یہ عبدالقیس کا قافلہ حمراء الاسد میں حضور کے پاس آیا اور ابوسفیان کا پیغام بیان کیا حضور نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنی کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے۔ پھر جب ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ اپنے گمان باطل میں اصحاب رسول خدا کا استیصال کرے۔ صفوان بن امیہ نے اس کو منع کیا اور کہا ابھی لوگ ایک جنگ کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے جنگ کا نتیجہ برعکس نکلے اس واسطے واپس چلنا بہتر ہے پس یہ سب لوگ مکہ کو واپس چلے گئے۔ راوی کہتا ہے۔ جس وقت حمراء الاسد میں حضور کو ابوسفیان کے واپس مدینہ پر حملہ کرنے کی خبر پہنچی ہے حضور نے فرمایا تھا۔ میں نے ان کے واسطے پتھروں پر نشانی کر دی ہے کہ جب یہ ان کے پاس سے گذریں گے۔ مثل روز گذشتہ کے نیست ونابود ہو جائیں گے۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں حضور نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس کو گرفتار کر رکھا تھا۔ اور یہ معاویہ عبدالملک بن مروان کا نانا یعنی مروان اس کی بیٹی عائشہ کا بیٹا تھا۔ حضور نے اس کو بدر میں قید کیا تھا۔ اور پھر احسان فرما کر بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ اب پھر اس نے حضور سے چھوڑ دینے کے واسطے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا قسم ہے خدا کی۔ اب ایسا نہ ہوگا۔ کہ مکہ کے لوگ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تو کہتا پھرے کہ میں نے محمد ﷺ کو دو مرتبہ فریب دیا اے زبیر اس کی گردن ماردو۔ زبیر نے فوراً اس کی گردن ماردی۔

پھر حضور نے فرمایا مسلمان ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا یعنی ایک دفعہ دھوکا کھا کر دوبارہ نہیں کھاتا پھر عاصم سے فرمایا۔ کہ اس کی گردن مار دو چنانچہ عاصم نے اس کو قتل کیا۔

اور ایک روایت اس طرح ہے۔ کہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے معاویہ کو حمراء الاسد سے واپس ہو کر قتل کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ حضرت عثمان کی پناہ میں چلا گیا تھا۔ اور عثمان نے حضور سے اس کے واسطے پناہ مانگی تھی۔ حضور نے فرمایا یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا۔ تو قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ تین روز میں نہیں گیا اور پھر گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ اور خود حضور نے صحابہ کو اس کا پتہ بتا کر بھیجا تھا کہ فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اس کو قتل کرو۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کیا۔

پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ جمعہ کے روز جب حضور خطبہ پڑھ چکتے یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو یہ رسول خدا تمہارے اندر موجود ہیں۔ تم کو خدا نے ان کے ساتھ بزرگی اور عزت عنایت کی ہے تم کو لازم ہے کہ ان کی امداد اور اعانت کرو ہر جمعہ کو یہ

اسی طرح کرتا تھا۔ اس جمعہ کو جو اس نے ایسا کیا اور کھڑا ہوا۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے اس کے دامن پکڑ کر کہا۔ اے دشمنِ خدا بیٹھ جا۔ تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام تو نے کئے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ پس عبداللہ بن ابی ذلیل ہو کر وہاں سے لوگوں کو الانگتا پھلانگتا باہر نکلا۔ اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں تو انہیں کے کام کی پختگی چاہتا تھا۔ میرا اور کیا مطلب تھا۔ انصار میں سے ایک شخص مسجد کے دروازہ پر اس کو ملے۔ اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا۔ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر انہیں کے کام کے پختہ ہونے کے واسطے تقریر بیان کرتا تھا۔ مگر انہیں کے چند صحابیوں نے میرے کپڑے کھینچ کر مجھ کو روک دیا۔ اس انصاری نے کہا میرے ساتھ چل۔ میں حضور سے تیرے واسطے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ اس نے کہا مجھ کو ان کی دعا کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں احد کی جنگ کا روز مسلمانوں کے واسطے آزمائش اور بلا اور مصیبت کا دن تھا۔ اہل ایمان کو اس روز خداوند تعالیٰ نے شہادت اور کرامت وعنایت کے ساتھ معزز و ممتاز و سرفراز فرمایا تھا۔ اور اہل نفاق کا نفاق ظاہر فرما کر ان کو ذلیل و رسوا کر دیا۔

جنگ اُحد کے متعلق جو آیات قرآن شریف میں نازل ہوئی ہیں وہ یہ ہیں

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ سورۂ آل عمران میں ساٹھ آیتیں اللہ تعالیٰ نے احد کی جنگ کے متعلق نازل فرمائی ہیں۔ جن میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

''اور جب اے رسول صبح کے وقت تم اپنے گھر سے نکلے مسلمانوں کے واسطے لڑائی کی جگہیں مستر۔ اور درست کرتے تھے اور خدا سننے والا علم والا ہے''۔

﴿ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

یعنی جب قصد کیا تم میں سے دو گروہوں نے کہ بزدل ہو کر تمہاری مدد چھوڑ دیں (یہ دونوں گروہ بنوسلمہ بن جشم بن خزرج اور بنی حارثہ بن نبیت اوس میں سے تھے) اور اللہ ان دونوں کا کارساز تھا۔ کیونکہ ان کی بزدلی محض ضعف جسمانی سے تھی۔ ضعف ایمانی یا نفاق سے نہ تھی۔ پس خدا نے وہ ضعف ان کا دور کر کے ان کو قوی دل بنا دیا اور اپنے رسول کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ اور لازم ہے کہ خدا ہی پر کم زور اور ضعیف مومن بھروسہ کر کے اس سے مدد کے خواستگار ہوں۔ تا کہ خدا ان کے ضعف کو دور کر کے ان کو قوی بنا دے۔

﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾

''اور بے شک خدا نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ اس وقت تم تعداد اور قوت میں تھوڑے اور

ضعیف تھے۔ پس تم خدا سے تقویٰ کرو تا کہ تم شکر گذار بنو یعنی تقویٰ کرنا ہی شکر نعمت ادا کرنا ہے''۔

﴿ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴾

''اے رسول جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے۔ کہ کیا تم کو کافی نہیں ہے یہ بات کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں آسمان سے اترنے والوں کے ساتھ تمہاری امداد کرے''۔

ہاں اگر جنگ میں صبر و استقامت کرو گے اور پرہیزگاری کرو گے۔ اور دشمن تم پر فوری حملہ کرے تو تمہارا پروردگار تمہاری پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کرے گا۔ جن کے گھوڑے نشان دار ہوں گے۔ حسن بصری کہتے ہیں فرشتوں کے گھوڑوں کی دمیں اور گردن کے بال سفید تھے اور ابن اسحٰق کہتے ہیں ان فرشتوں کے عمامہ سفید تھے:

﴿ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴾

''اور اس امداد ملائکہ کو خدا نے تمہارے واسطے بشارت کیا اور تا کہ تمہارے دل اس کے ساتھ مطمئن ہو جائیں اور تمہارا ضعف جاتا رہے اور نہیں ہے مدد مگر خدا غالب اور حکمت والے کے نزدیک سے یعنی تمام قوت اور غلبہ خدا ہی کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے''۔

﴿ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴾

''تا کہ کفاروں میں سے ایک گروہ کو قتل یا ذلیل و خوار کرو۔ پس پھر جاویں وہ نا امید اور ناکامیاب ہو کر''۔

پھر ہمارے حضور سے خطاب کر کے فرماتا ہے:

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴾

''اے رسول تمہارا اس کام میں کچھ اختیار نہیں ہے یا خدا ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے پس بے شک وہ ظالم ہیں''۔

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾

''اے ایمان والو۔ دگنے پر دگنا سود نہ کھاؤ اور خدا سے تقویٰ کرو۔ تا کہ تم فلاحیت پاؤ اور اس

آتش دوزخ سے ڈرو جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔ اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے''۔

﴿ وَ سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُ اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴾

''اور اے مسلمانوں اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو۔ جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے تیار کی گئی ہے متقیوں کے واسطے جو تونگری اور مفلسی دونوں حالتوں میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ کو نگلتے ہیں اور لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جو کوئی فحش فعل یا اپنے حق میں برائی کرتے ہیں (تو اس کے بعد پچھتا کر) خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اور سوا خدا کے گناہوں کا بخشنے والا کون ہے۔ جو گناہ کرتے ہیں اس پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان کے واسطے ان کے رب کی مغفرت ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا''۔

پھر مسلمانوں کی اس بلاؤ مصیبت کو ذکر فرماتا ہے جس میں یہ مبتلا ہوئے اور ان کی تعزیت اور تعریف کے طور سے ارشاد کرتا ہے:

﴿ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

''اے مسلمانو! تم سے پہلے بھی بہت سے واقعات ہو گذرے ہیں۔ پس زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ احکام الٰہی کو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا یہ بیان ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے اور تم ہمت نہ ہارو۔ اور غمگین نہ ہو۔ تم ہی غالب ہو گے اگر تم مومن ہو''۔

﴿ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ

اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّخِذَ مِنْکُمْ شُھَدَآءَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ وَلِیُمَحِّصَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَمْحَقَ الْکٰفِرِیْنَ ﴾

''اگر تم کو اس جنگ میں زخم پہنچا تو اس سے پہلے طرف ثانی کو بھی بدر میں اسی کے برابر زخم پہنچ چکا ہے ان دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان میں گردش دیتے ہیں کبھی فتح ہے کبھی شکست ہے۔ اور یہ اتفاقی شکست تم کو اس واسطے ہوئی تا کہ خدا مومنوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے اور تا کہ پاک کرے خدا مومنوں کو اور کفاروں کو مٹا دے''۔

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مِنْکُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ﴾

''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ نہ ابھی خدا نے ان لوگوں کو جانا جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں اور نہ ان کو جانا جو جنگ میں صبر کرنے والے ہیں''۔

﴿ وَلَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْہُ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْہُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴾

''اور بیشک تم تو موت کے آنے سے پہلے خدا کی راہ میں مرنے کی تمنا کرتے تھے۔ پس اب تم نے اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا''۔

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَّ سَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ﴾

''اور محمد فقط رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں۔ کیا اگر یہ مر گئے یا قتل ہو گئے۔ تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا۔ پس ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اور عنقریب خدا شکر گذاروں کو اچھا بدلہ دے گا''۔

یعنی یہ بات ظاہر ہے۔ کہ رسول ایک نہ ایک روز انتقال فرمائیں گے۔ پس تم کو ان کے بعد بھی ایسا ہی دین پر ثابت رہنا چاہئے۔ جیسے کہ ان کے سامنے ثابت ہو۔

﴿ وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَّمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ ﴾

''اور کسی نفس کو یہ لائق نہیں ہے کہ بغیر حکم الٰہی کے مر جائے۔ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے۔ ایسے ہی رسول کی موت بھی وقت مقرر پر موقوف ہے اور جو دنیا کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو اس سے دیتے ہیں اور جو آخرت کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو اس سے دیتے ہیں اور عنقریب شکر گزاروں کو ہم اچھا بدلہ دیں گے''۔

﴿ وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَا أَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ إِسْرَافَنَا فِيْ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ فَآتَاهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''اور بہت سے پیغمبر ایسے گذرے ہیں جن کے ساتھ بہت سے خدا والوں نے جہاد کیا ہے اور راہ خدا میں جو مصیبت ان کو پہنچی اس سے کمزور اور ضعیف اور ماندہ نہیں ہوئے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور جہاد کے وقت وہ یہی دعا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش اور جو ہم سے ہمارے کام میں زیادتیاں ہوگئی ہیں ان سے درگذر فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ۔ اور کفاروں پر ہماری مدد فرما۔ پس خدا نے ان کو دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا۔ اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خَاسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ ﴾

''اے ایمان والو! اگر تم کفاروں کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔ **پھر تم** نقصان والے ہو جاؤ گے بلکہ خدا تمہارا مولا ہے اور وہ بہتر مددگار ہے اسی کی طرف اطاعت کرو''۔

﴿ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ ﴾

''یعنی عنقریب میں کفاروں کے دلوں میں رعب تمہارا ڈال دوں گا''۔

کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ پس تم یہ سمجھو کہ انجام ان کے واسطے ہوگا نہیں بلکہ انجام تمہارے ہی واسطے ہوگا اور تم ان پر غالب ہو گے۔ کیونکہ تم نے اسلام قبول کیا ہے اور میری اطاعت کرتے ہو۔ اور یہ جو تم کو مصیبت پہنچی تو تمہارے بعض گناہوں کے سبب سے پہنچی ہے کہ تم نے میرے نبی ﷺ کے خلاف کیا تھا۔

﴿ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِإِذْنِهِ حَتّٰى إِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''اور بے شک خدا نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کر دیا۔ جبکہ تم کفاروں کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم مال غنیمت کو دیکھ کر لڑائی سے بزدل ہو گئے۔ اور کام میں جھگڑا ڈال دیا۔ اور اپنے سردار عبداللہ بن جبیر کی تم نے موچے پر جمے رہنے میں نافرمانی کی بعد

اس کے کہ دکھایا خدا نے تم کو وہ جو تم چاہتے تھے بعض تم میں سے دنیا کا ارادہ رکھتے تھے اور بعض آخرت کا۔ پھر خدا نے تم کو دشمنوں کی طرف سے پھیر دیا تا کہ تم کو آزمادے اور بیشک خدا نے تم سے معاف کر دیا اور خدا مومنوں پر بڑے فضل والا ہے''۔

﴿ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''جب تم بھاگے چلے جا رہے تھے اور پیچھے مڑ کر کسی کو دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکارتے تھے۔ پس تم کو رنج کے بعد رنج پہنچا۔ تا کہ تم غمگین نہ ہو۔ اس چیز پر جو تم سے فوت ہو جائے اور نہ اس مصیبت پر جو تم کو پہنچے اور اللہ خبردار ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو''۔

﴿ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾

''پھر خدا نے تم پر ایک اطمینان کی حالت طاری کی (اور مسلمان حضور کو زندہ اور سلامت دیکھ کر خوشی کے مارے سارا رنج و غم بھول گئے) اور اونگھ نے ایک گروہ کو تم میں سے ڈھک لیا۔ اور ایک گروہ کو جو منافق تھے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ناحق جاہلیت کی بدگمانیاں کرتے تھے کہتے تھے۔ ہمارے اختیار کی کیا بات ہے۔ کہہ دو سب کام خدا ہی کے اختیار میں ہیں یہ منافق دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو اے رسول تمہارے سامنے ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر ہم کو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں کیوں قتل ہوتے۔ کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے۔ تب بھی جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا۔ وہ اپنی قتل گاہ میں ضرور آتے اور تا کہ خدا تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمالے۔ اور تمہارے دلوں کو پاک کر دے اور خدا سینوں کی باتوں کا جاننے والا ہے''۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴾

''اے ایمان والو! تم ان کافروں کی مثل نہ بنو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جبکہ وہ زمین میں سفر کرتے ہیں یا جہاد کرنے جاتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ خدا نے ان کے ایسے خیالات اسی واسطے کئے ہیں تا کہ ان کے دلوں میں یہی حسرت رہے۔ اور خدا ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے''۔

﴿ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾

''اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو ضرور خدا کی حضور میں جمع کئے جاؤ تو خدا کی بخشش اور رحمت اس مال سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر لیتے ہیں اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو ضرور خدا کی حضور میں جمع کئے جاؤ گے''۔

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴾

''پس رحمت الٰہی سے تم ان کو نرم دل ملے ہو۔ اور اگر تم سخت گو غصہ والے ہوتے تو ضرور یہ لوگ احد کی جنگ میں تمہارے اردگرد سے منتشر ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگذر کرو۔ اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرو۔ اور امر جنگ میں ان سے مشورہ لو اور جب پورا قصد کرو پس خدا ہی پر بھروسہ کرو۔ بیشک خدا بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

﴿ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

''اگر خدا تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور اگر خدا تمہاری ترک یاری کرے پس کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور اگر خدا تمہاری ترک یاری کرے پس کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے۔ اور لازم ہے کہ خدا ہی پر مومن بھروسہ کریں''۔

﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾

''نبی کو یہ لائق نہیں ہے کہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا اپنے مال خیانت کو لے کر قیامت

کے روز حاضر ہوگا۔ پھر ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے اس کا بدلہ دیا جائے گا''۔

﴿ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴾

''آیا جس نے خدا کی رضامندی کی پیروی کی وہ اس شخص کی مثل ہے جو خدا کے غصہ میں آ گیا۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے سب کے خدا کے ہاں الگ الگ درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سب کاموں کو دیکھتا ہے''۔

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴾

''مومنوں پر خدا نے بڑا ہی فضل کیا۔ کہ ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور کتاب اور حمت ان کو تعلیم کرتا ہے۔ تاکہ وہ نیک باتوں پر عمل کریں۔ اور برائیوں سے محفوظ رہیں ورنہ پیغمبر کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے''۔

﴿ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنفُسِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾

''کیا جب تم پر احد کی جنگ میں شکست کی مصیبت پہنچی۔ حالانکہ تم بدر کی جنگ میں اس سے دگنی مصیبت تم مشرکوں کو پہنچا چکے تھے تم نے کہا یہ مصیبت کہاں سے آئی کہہ دو۔ یہ تمہارے ہی پاس سے ہے۔ بیشک خدا ہر چیز پر قادر ہے''۔

﴿ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا مِنكُمْ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴾

''اور جو مصیبت تم کو احد کی جنگ میں دونوں لشکروں کے لڑنے کے وقت پہنچی۔ پس خدا کے حکم سے تھی۔ تاکہ خدا تم میں سے مومنوں اور منافقوں کو جان لے جن سے کہا گیا کہ آؤ خدا کی راہ میں جہاد کرو یا دشمن کو دفع کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہم لڑائی جانتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ لوگ اس روز کفر سے بہ نسبت ایمان کے زیادہ قریب تھے اور ان کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے''۔

﴿ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾

''جن لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر یہ سارا کہا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے اے رسول ان منافقوں سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے نفسوں سے موت کو دفع کرو''۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے واسطے فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾

''جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوئے ان کو تم مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں کھاتے پیتے خوش ہیں اس نعمت کے ساتھ جو خدا نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے اور ان لوگوں کی خوش خبری پاتے ہیں۔ جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں یہ کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے جس قدر بھائی احد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں ان کی روحیں خداوند تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دی ہیں اور وہ جنت کی نہروں میں سے پانی پیتے اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور عرش کے نیچے قندیلیں سونے کی لٹک رہی ہیں ان میں آرام کرتے ہیں۔ اور پھر جب اپنی خوش عیشی اور کھانے پینے کو دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کاش ہمارے بھائی مسلمان ہمارے اس عیش سے واقف ہوتے تو جہاد میں رغبت کرتے۔ خدا تعالیٰ نے ان سے فرمایا۔ کہ میں تمہارے حال سے ان کو مطلع کرتا ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اپنے رسول پر نازل فرمائی ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ''۔

ابن عباس ہی سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ شہید لوگ جنت کے دروازہ پر ایک نہر کے پاس سبز گنبد میں رہتے ہیں۔ اور روزانہ صبح و شام جنت سے ان کو رزق ملتا ہے۔

ابن مسعود سے کسی نے ان آیات کی نسبت سوال کیا'' **ولا تحسبن الدین قتلوا فی سبیل الله الخ** ''ابن مسعود نے کہا ہم نے بھی اس کی نسبت حضور سے دریافت کیا تھا۔ فرمایا تمہارے بھائی جو احد میں شہید ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دیا ہے۔ جنت کے میوے کھاتے ہیں۔ اور نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے دریافت کیا۔ کہ اے میرے بندو! اور کسی چیز کی تم کو ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار اور کس چیز کی ہم کو ضرورت ہوگی۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں۔ پھل

اور میوے کھاتے پھرتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ خداوند تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اور عرض کیا کہ خداوند۔ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کردے۔ اور ہم دنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور پھر شہید ہوں۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ اے جابر میں تجھ کو ایک خوش خبری سناؤں میں نے عرض کیا ہاں یا نبی اللہ سنایئے۔ فرمایا تیرا باپ جو اُحد میں شہید ہوا ہے خدا نے اس کو زندگانی مرحمت فرمائی ہے اور فرمایا اے عبداللہ بن عمرو تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کروں عرض کیا اے پروردگار میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر زندہ کرے اور میں تیری راہ میں جہاد کر کے شہید ہوں۔

حسن بصری سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مومن دنیا سے جدا ہوتا ہے پھر وہ دنیا میں واپس آنا نہیں چاہتا اگرچہ تمام دنیا کی نعمتیں اس کو ملیں مگر شہید یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں دوبارہ آکر جہاد کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾

”جن لوگوں نے خدا اور رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ پہنچا ان کو زخم جہاد میں نیک لوگوں اور تقویٰ کرنے والوں کے واسطے ان میں سے اجر عظیم ہے جن لوگوں سے مکہ سے آکر چند لوگوں نے کہا کہ تمہارے واسطے بہت لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔ پس تم ان سے خوف کرو ان لوگوں کا اس بات کو سن کر ایمان زیادہ ہوا۔ اور انہوں نے کہا کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے“۔

﴿ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴾

”پس واپس ہوئے مسلمان خدا کی نعمت کے ساتھ اور کوئی برائی ان کو نہ پہنچی اور خدا کی رضا مندی کی انہوں نے پیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے“۔

﴿ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

''بیشک یہ خبر شیطانی تھی اپنے دوستوں کو وہ ڈراتا ہے پس تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اور اے رسول تم ان لوگوں پر غم نہ کھاؤ جو کفر میں دوڑتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ خدا چاہتا ہے۔ کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے اور ان کے واسطے بڑا بھاری عذاب ہے''۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْئًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴾

''بیشک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خریدا وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے''۔

﴿ اِنَّمَا وَّلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴾

''اور تم یہ نہ خیال کرو۔ کہ کفاروں کو جو ہم ڈھیل دیتے ہیں یہ ان کے نفل کے واسطے بہتر ہے۔ ہم ان کو اس واسطے ڈھیل دیتے ہیں تاکہ یہ زیادہ گناہ کریں۔ اور ان کے واسطے ذلیل کرنے والا عذاب ہے''۔

﴿ مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴾

''خدا مومنوں کو اس حالت پر چھوڑنے والا نہیں ہے جس پر اے منافقو! تم ہو یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے متمیز کر دے گا اور خدا تم کو غیب پر مطلع کرنے والا نہیں ہے۔ ولیکن خدا اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔ پس تم خدا اور رسول کے ساتھ ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقوی کرو گے۔ پس تمہارے واسطے اجر عظیم ہے''۔

ان مہاجرین کے نام جو اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے

قبیلۂ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم شہید ہوئے وحشی جبیر بن مطعم کے غلام نے آپ کو قتل کیا تھا۔

اور بنی امیہ بن عبد شمس سے عبداللہ بن جحش ان کے حلیف جو بنی اسد بن خزیمہ سے تھے۔

اور بنی عبدالدار بن قصی سے مصعب بن عمیر شہید ہوئے ان کو ابن قمئہ لیثی نے قتل کیا تھا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے شماس بن عثمان شہید ہوئے یہ سب چار شخص مہاجرین میں سے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے

بنی عبدالاشہل میں سے عمرو بن معاذ بن نعمان۔ اور حرث بن انس بن رافع اور عمارہ بن زیاد بن سکن۔ اور سلمہ بن ثابت بن وقش اور عمرو بن ثابت بن وقش۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ ثابت سلمہ اور عمرو کے والد بھی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔

اور رفاعہ بن وقش اور حسیل بن جابر ابو حذیفہ بن یمان کے باپ ان کو ایمان کہتے تھے یہ بھی شہید ہوئے۔ ان کو مسلمانوں نے دھوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ اور ابو حذیفہ نے ان کا خون بہا مسلمانوں کو معاف کر دیا تھا۔

اور صیفی بن قیظی اور حباب بن قیظی اور عباد بن سہل اور حرث بن اوس بن معاذ یہ سب بارہ شخص تھے۔

اور اہل راتج میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن زعورا بن جشم بن عبدالاشہل۔ اور عبید بن تیہان اور حبیب بن یزید بن تیم یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ظفر میں سے یزید بن حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید سے ابوسفیان بن حرث بن قیس بن زید اور حنظلہ بن ابی عامر بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امۃ ان کو شداد بن اسود بن شعوب لیثی نے شہید کیا تھا۔ اور یہی غسیلؓ ملائکہ ہیں۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عبید بن زید میں سے انیس بن قتادہ ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے ابو حتیہ جو سعد بن خثیمہ کے ماں شریک بھائی تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ ابو حتیہ بن عمرو بن ثابت ہیں۔ اور عبداللہ بن جبیر بن نعمان جو تیر اندازوں کے سردار تھے یہ دو شخص شہید ہوئے اور بنی سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے خثیمہ بن خثیمہ ابوسعد ایک شخص شہید ہوئے۔

اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی عجلان سے تھے عبداللہ بن سلمہ ایک آدمی شہید ہوئے۔

اور بنی معاویہ بن مالک میں سے سبیع بن حاطب بن حرث بن قیس بن ہیشہ ایک شخص۔

اور بنی نجار کی شاخ بنی سواد بن مالک بن غنم سے عمرو بن قیس اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو۔

اور ثابت بن عمرو بن زید اور عامر بن مخلد۔ چار شخص اور بنی مبذول میں سے ابو ہریرہ بن حرث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول۔ اور عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن مالک میں سے اوس بن ثابت بن منذر ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ اوس حسان بن ثابت

کے بھائی ہیں۔

اور بنی عدی بن نجار میں سے انس بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ انس' انس بن مالک حضور کے خادم کے چچا تھے۔

اور بنی مازن بن نجار میں سے قیس بن مخلد اور کیسان ان کا غلام یہ دو شخص۔

اور بنی دینار بن نجار میں سے سلیم بن حرث اور نعمان بن عبد عمرو یہ دو شخص۔

اور بنی حرث بن خزرج میں سے خارجہ بن زید بن ابی زہیر اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔ اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب کے تین شخص شہید ہوئے۔

بنی ابجر میں سے جن کو بنی خدرہ کہتے ہیں۔ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الا بجر یہ ابو سعید خدری کے والد تھے اور ابو سعید خدری کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں سعد تھا۔ اور سعید بن سوید بن قیس بن عامر بن عباد بن البحر اور عتبہ بن ربیع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور ابی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ اور ثقف بن فردہ بن بدی یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی طریف میں سے عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف اور ضمرہ ان کے حلیف بنی جہینہ میں سے یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم میں سے اور پھر ان کی شاخ بنی مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے نوفل بن عبداللہ۔ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن فہر بن غنم بن سالم۔ اور مجذر بن زیاد ان کے حلیف قبیلہ بلی سے۔ اور عبادہ بن صحاس یہ پانچ شخص شہید ہوئے اور نعمان بن مالک اور مجذر اور عبادہ ایک قبر میں مدفون ہوئے۔

اور بنی حبلیٰ میں سے رفاعہ بن عمرو ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام سے عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔ اور عمرو بن جموح بن زید بن حرام یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔ اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔ اور ابوایمن عمرو بن جموح کے آزاد غلام چار شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سواد بن غنم سے سلیم بن عمرو بن جدیدہ اور ان کے آزاد غلام عنترہ۔ اور اہل بن قیس بن ابی بن کعب بن قیس یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی زریق بن عامر میں سے ذکوان بن عبد قیس۔ اور عبید بن معلیٰ بن لوذان یہ دو شخص شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن معلیٰ بنی حبیب میں سے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پس کل مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اُحد میں شہید ہوئے کل پینسٹھ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ستر آدمیوں میں سے جو لوگ ابن اسحٰق نے ذکر نہیں کیے وہ یہ ہیں۔

اوس کی شاخ بنی معاویہ بن مالک سے مالک بن تمیلہ ان کے حلیف مزینہ سے۔

اور بنی خطمہ میں سے حرث بن عدی بن خرث بن امیہ بن عامر بن خطمہ شہید ہوئے۔ اور خسمہ کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن اوس ہے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی سواد بن مالک سے مالک بن ایاس شہید ہوئے۔ اور بنی عمرو بن مال بن نجار سے ایاس بن عدی شہید ہوئے۔ اور بنی سالم بن عوف سے عمرو بن ایاس شہید ہوئے۔

ان مشرکین کے نام جو جنگ اُحد میں قتل ہوئے

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اُحد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے جو علم بردار مشرکین کے تھے یہ لوگ قتل ہوئے۔ طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ اس کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور ابوسعد بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور سافع بن طلحہ اور جلاس بن طلحہ کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا۔ اور کلاب بن طلحہ اور حرث بن طلحہ کو بنی ظفر کے حلیف قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں ان کو عبدالرحمٰن بن عوف نے قتل کیا ہے۔ اور ارطاۃ عبد شرجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور ابو یزید بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو اور صواب اس کے ایک حبشی غلام کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علی نے اور بعض سعد بن ابی وقاص نے اور بعض کہتے ہیں ابو دجانہ نے قتل کیا ہے۔ اور قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ سب گیارہ آدمی کی شاخ میں سے تھے۔

اور بنی اسد بن عبد سعری بن قصیٰ میں سے عبداللہ بن حمید بن زبیر بن حرث بن اسد کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے ابوالحکم بن اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی ان کے حلیف کو بھی حضرت علی نے قتل کیا۔ اور سباع بن عبدالعزیٰ۔ عبدالعزیٰ کا نام عمرو بن نھلہ ہے اس کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن لقیظہ میں سے ہشام بن امیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ولید بن عاص بن ہشام

بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ابوامیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور خالد بن اعلم ان کے حیف کو قزمان نے قتل کیا یہ چار شخص ان قبیلہ کے قتل ہوئے۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو ابوعزہ کہتے تھے اس کو حضور نے بحالت گرفتاری قتل فرمایا۔ اور ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو خاص حضور نے اپنے ہاتھ سے قتل فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے عبیدہ بن جابر اور شیبہ بن مالک بن مضرب ان دونوں کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا۔ یہ سب مشرکین میں سے بائیس آدمی قتل ہوئے۔

جنگ اُحد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعراءِ عرب نے کہے ہیں۔ ان میں سے چند اشعار ہم ذیل میں مندرج کرتے ہیں۔

حسان بن ثابت نے مشرکین قریش کو مخاطب کر کے یہ اشعار کہے

سُقْتُمْ كِنَانَةَ جَهْلاً مِنْ سَفَاهَتِكُمْ   اِلَى الرَّسُوْلِ فَجُنْدُ اللّٰهِ مُخْزِيْهَا

(ترجمہ) اے قریش بنی کنانہ کو تم اپنی جہالت اور بیوقوفی سے رسول خدا کے مقابلہ پر لائے پس خدا کا لشکر ان کو ذلیل کرنے والا ہے۔

اَوْرَدْتُمُوْهَا حِيَاضَ الْمَوْتِ ضَاحِيَةً   فَالنَّارُ مَوْعِدُهَا وَالْقَتْلُ لَاقِيْهَا

(ترجمہ) موت کے کھلے ہوئے اور ظاہر مقاموں پر تم نے ان کو لا کر کھڑا کر دیا پس آگ وعدہ گاہ ان کی ہے اور قتل ان سے ملنے والا ہے۔

جَمَعْتُمُوْا هُمْ اَحَابِيْشَ بِلَاحَسَبٍ   اَئِمَّةَ الْكُفْرِ غَرَّتْكُمْ طَوَاغِيْهَا

(ترجمہ) کیا تم نے ان کو مختلف قبائل غیر حسب والوں سے اے پیشواء کفر کے تم کو ان کے سرکشوں نے فریب اور دھوکا دیا ہے۔

اَلَا اعْتَبَرْتُمْ بِخَيْلِ اللّٰهِ اِذْ قَتَلَتْ   اَهْلَ الْقَلِيْبِ وَمَنْ اَلْقَيْنَهُ فِيْهَا

(ترجمہ) کیا تم نے خدا کے لشکر سے عبرت حاصل نہیں کی جبکہ اس لشکر نے اہل قلیب کو قتل کیا اور جس کو اس کے اندر ڈالا۔

كَمْ مِنْ اَسِيْرٍ فَعَلْنَاهُ بِلَا ثَمَنٍ   وَجَزِّ نَاصِيَةٍ كُنَّا مَوَالِيْهَا

(ترجمہ) بہت سے قیدی تمہارے ہم نے بغیر فدیہ لئے اور پیشانی کے بال کترے چھوڑ دیئے۔

جن کے ہم آقا اور وہ ہمارے غلام تھے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے

اَبْلِغْ قُرَيْشًا عَلٰى نَائِهَا اَتَفْخَرُ مِنَّا بِسَالَمْ تَلِى
فَخَرْتُمْ بِقَتْلٰى اَصَابَتْهُمْ

(ترجمہ) قریش کو ان کی دوری پر یہ بات پہنچا دو کہ کیا تم ہم سے اس بات میں فخر کرتے ہو جو تم کو میسر نہیں ہوئی۔ تم ان مقتولوں کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو جن کو۔

فَوَاضِلُ مِنْ نِعَمِ الْمُفْضِلِ فَحَلُّوْا جِنَانًا وَّ اَبْقُوْا لَكُمْ
اُسُوْدًا تُحَامِىْ عَنِ الْاَمْثَلِ

بڑی بڑی نعمتیں فضل پروردگار سے پہنچیں۔ پس وہ تو جنت میں جا داخل ہوئے۔ اور تمہاری سر کوبی کے واسطے بڑے بڑے بہادر چھوڑ گئے ہیں۔

تُقَاتِلُ عَنْ دِيْنِهَا وَسْطَهَا نَبِىٌّ عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْكُلْ

جو اپنے دین کی طرف سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے درمیان میں نبی ہیں جو حق سے پیچھے نہیں رہتے نہ اس کے اعلان کرنے میں کسی کا خوف کرتے ہیں۔

یوم الرجیع کا بیان جس کا واقعہ ۳ ہجری میں ہوا

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ احد کی جنگ کے بعد بنی عضل اور بنی قارہ کا ایک گروہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ دونوں قبیلے ہون بن خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ ہیں۔

اور اس گروہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے۔ حضور ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ کریں تا کہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم کریں اور قرآن پڑھائیں۔ حضور نے چھ اصحابی ان لوگوں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ ہیں۔ مرثد بن ابی مرثد غنوی حضرت حمزہ کے حلیف اور خالد بن بکیر لیثی بنی عدی بن کعب کے حلیف اور عاصم بن ثابت بن ابی افلح قبیلۂ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے۔ اور حبیب بن عدی قبیلۂ بنی جحی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے اور بنی بیاضہ میں سے زید بن وشنہ بن معاویہ۔ اور عبداللہ بن طارق بنی ظفر بن خزرج کے حلیف۔ اور ان سب میں حضور نے مرثد بن ابی مرثد کو سردار مقرر کیا۔ جب قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگ ان صحابہ کو لے کر مقام رجیع میں پہنچے جو قبیلہ

ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے اور حجاز کے کنارہ پر واقع ہے۔ ان لوگوں نے صحابہ کے ساتھ عذر کیا۔ اور قبیلہ ہذیل کو ان کے خلاف بھڑکا دیا۔ صحابہ اس وقت اپنے خیمہ ہی میں تھے۔ کہ انہوں نے دیکھا چاروں طرف سے لوگ تلواریں لئے چلے آرہے ہیں۔ یہ بھی مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم تم کو قتل نہیں کرتے ہیں ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو پکڑ کر مکہ والوں کے پاس لے جائیں۔ اور ان سے تمہارے معاوضہ میں کچھ لے لیں۔ مرثد بن ابی مرثد اور عاصم بن ثابت اور خالد بن بکیر نے کہا۔ قسم ہے خدا کی ہم مشرک کے عہد میں داخل نہیں ہوتے اور عاصم کی کنیت ابو سلیمان تھی۔ آخر یہ تینوں شخص اسقدر لڑے کہ شہید ہوئے اور عاصم کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم کے سر کو مکہ میں لے جا کر سلافہ بنت سعد کے ہاتھ فروخت کریں کیونکہ جب عاصم نے اس کے دونوں بیٹوں کو احد میں قتل کیا تھا۔ تو اس نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھ کو موقع ملا تو میں عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ اور عاصم نے مشرکین کو ناپاک سمجھ کر خدا سے عہد کیا تھا کہ کوئی مشرک مجھ کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ مشرک کو ہاتھ لگاؤں گا۔ اب جو ہذیل نے یہ ارادہ کیا خداوند تعالیٰ نے اس زور کی بارش برسائی۔ کہ وہ لوگ ان کے سر کو نہ لے سکے۔ پھر اسی بارش کی رو میں ان کی لاش بہ گئی۔ اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلا حضرت عمر نے جب یہ واقعہ عاصم کا سنا تو فرمایا کہ یہ اسی عہد کا سبب تھا جو عاصم نے اپنی زندگانی میں خدا سے کیا تھا کہ مرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے ان کی لاش کو مشرکین کے ہاتھ لگانے سے محفوظ کر دیا۔

اور زید بن دشنہ اور خبیب بن عدی اور عبداللہ بن طارق یہ تینوں نرم ہو گئے اور زندگانی کو عزیز سمجھ کر انہوں نے اپنے تئیں بنی ہذیل کے حوالہ کر دیا۔ بنی ہذیل ان کو گرفتار کر کے مکہ کی طرف لے چلے جب مقام مرظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ بند سے نکال کر تلوار پر قبضہ کیا۔ بنی ہذیل نے ان کے ارادہ سے آگاہ ہو کر ان کو اس قدر پتھر مارے کہ یہ شہید ہو گئے اور وہیں ان کو دفن کر دیا۔ اور خبیب بن عدی اور زید بن دشنہ کو مکہ میں لا کر بنی ہذیل نے اپنے قیدیوں کے بدلہ جو مکہ میں ان کے قیدی تھے فروخت کر دیا خبیب کو تو مجیر بن ابی اہاب تیمی بنی نوفل کے حلیف نے خریدا عقبہ بن حرث بن عامر بن نوفل کے واسطے کیونکہ ابو اہاب حرث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اور اس کے باپ کو خبیب نے قتل کیا تھا۔ اب اس نے اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا۔ اور زید بن دشنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا اور اپنے غلام نسطاس کو ان کے ساتھ کر کے حکم دیا کہ مقام تنعیم میں لے جا کر ان کو قتل کر دے اس وقت تمام قریش ان کے قتل کا تماشا دیکھنے جمع ہوئے اور حرم سے ان کو باہر لے گئے۔ ابو سفیان نے کہا اے زید تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں خوشی کے ساتھ بیٹھے ہو اور بجائے تمہارے ہم محمد ﷺ کی اس جگہ

گردن ماریں زید نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ کہ میں اپنے گھر میں چین سے بیٹھا ہوں۔ اور حضرت محمد کو ایک کانٹا بھی لگے ابوسفیان نے اس جواب کو سن کر کہا کہ جیسا میں نے محمد ﷺ کے اصحاب کو محمد کا دوست دیکھا ہے ایسی کسی کو کسی کا دوست نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زید بن دثنہ کو شہید کیا۔

ماویہ حجیر بن ابی اہاب کی لونڈی کہتی ہے کہ خبیب میرے گھر میں قید کیے گئے تھے۔ میں نے ایک روز دیکھ کر ان کے ہاتھ میں اتنا بڑا انگور کا خوشہ ہے جیسے آدمی کا سر ہوتا ہے اور وہ اس میں سے انگور کھاتے ہیں تعجب ہوا کیونکہ ان دنوں میں انگور کا موسم بھی نہ تھا اور دوسرے وہ قید میں تھے۔ پھر یہ ماویہ کہتی ہے کہ قتل کے روز خبیب نے مجھ سے کہا کہ استرہ مجھ کو دے دو تا کہ میں قتل کے واسطے پاک ہو جاؤں۔ ماویہ کہتی ہے میں نے اپنے لڑکے کو استرہ دیا اور کہا کہ یہ خبیب کو دے دے پھر مجھ کو خوف ہوا۔ کہ خبیب کہیں اس لڑکے کو استرہ سے قتل نہ کر دے۔ اور اپنے خون کا بدلہ لے لے اور میں نے اپنے تئیں بہت علامت کی۔ لڑکا خبیب کو استرہ دے آیا خبیب نے اس سے کہا تیری ماں کا خیال ہوا ہے۔ کہ کہیں میں تجھ کو قتل نہ کر دوں پھر خبیب نے اس کو جھنڈ دیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر لوگ خبیب کو لے کر مقام تنعیم میں آئے۔ تا کہ ان کو قتل کریں خبیب نے کہا اگر تم برا نہ مانو تو میں دو رکعتیں پڑھ لوں۔ مشرکین نے قبول کیا۔ اور خبیب نے اچھی طرح سے دو رکعتیں ادا کیں اور کہا اگر تم لوگ یہ نہ کہتے کہ میں قتل میں دیر ہونے کے لئے پڑھتا ہوں تو میں بہت دیر تک نماز پڑھتا۔ پس خبیب ہی نے اہل اسلام کے واسطے قتل کے وقت دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ نکالا ہے۔ راوی کہتا ہے پھر مشرکین نے خبیب کو ایک لکڑی سے باندھا۔ خبیب نے اس وقت کہا اے اللہ ہم نے تیرے رسول کی رسالت کی تبلیغ کر دی تو بھی اپنے رسول کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے اور اے اللہ ان سب مشرکین کو قتل کر ایک کو بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑ اس کے بعد قریش نے ان کو شہید کیا۔

معاویہ ابوسفیان کے بیٹے کہتے ہیں میں اس وقت موجود تھا۔ جب خبیب نے قریش کو یہ بددعا دی ہے اور میں اس کو سنتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا تھا۔ کہ اگر کوئی کسی پر بددعا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اس بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔

عباد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن حارث سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا۔ کیونکہ میں چھوٹا تھا مگر ابومیسرہ نے جو بنی عبدالدار میں سے ایک شخص تھا۔ اس نے میرے ہاتھ میں حربہ دیا اور پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس حربہ کے ساتھ خبیب کو قتل کیا۔

ابن اسحق کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب نے ایک شخص سعید بن عامر بن خدیم جمحی کو شام کے کسی شہر کا حاکم بنایا تھا اور اس شخص کو یکا یک بیٹھے بیٹھے غشی ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات کا حضرت عمر سے ذکر کیا گیا۔

حضرت عمر نے اس شخص سے سوال کیا کہ یہ تجھ کو کیا بیماری ہے اس نے کہا اے امیر المومنین مجھ کو کچھ بیماری نہیں ہے۔ میں اس وقت موجود تھا۔ جب خبیب کو قتل کیا گیا ہے۔ اور ان کی بددعا میں نے سنی تھی۔ پس قسم ہے خدا کی جس وقت وہ واقعہ مجھ کو یاد آتا ہے مجھ پر غشی ہو جاتی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ قریش نے حرام مہینہ میں خبیب کو قید رکھا اس کے گذرنے کے بعد ان کو شہید کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ اس طرح شہید ہوئے بعض منافقوں نے کہا کہ یہ لوگ نہایت نالائق تھے۔ جو اس طرح سے ہلاک ہو گئے نہ تو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور نہ وہاں جا کر اپنے رسول کی رسالت کو پہنچایا۔ خداوند تعالیٰ نے ان منافقوں کے کلام کی تردید اور ان لوگوں کی تعریف میں یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ فَبِئْسَ الْمِهَادُ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴾

''اور ایک وہ شخص ہے اے رسول جس کا قول تم کو زندگانی دنیا میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ خدا کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب تمہارے پاس سے جاتا ہے زمین میں فساد کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے۔ اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرتا ہے۔ اور خدا فساد کو درست نہیں جانتا ہے۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے خوف کر تو اس کو گناہ کے ساتھ عزت پکڑ لیتی ہے جتنے گناہ زیادہ باز رہنے کو وہ اپنی بے عزتی سمجھتا ہے۔ پس کافی ہے اس کو جہنم اور برا ٹھکانا ہے۔ اور وہ اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی رضامندی میں فروخت کرتے ہیں۔ اور خدا بندوں کے ساتھ مہربان ہے''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ خبیب نے اپنی شہادت کے یہ اشعار پڑھے۔ اشعار

اِلَى اللّٰهِ اَشْكُوْ غُرْبَتِيْ كُرْبَتِيْ وَمَا اَرْصَدَ الْاَحْزَابُ لِيْ عِنْدَ مَصْرَعِيْ

(ترجمہ) میں خدا کی حضور میں اپنی غربت اور کربت کی شکایت کرتا ہوں۔ اور اس بندوبست کی جو لشکروں نے میرے قتل کے واسطے کیا۔

فَذَالْعَرْشِ صَبَّرَنِيْ عَلٰى مَا يُرَادُبِيْ فَقَدْ بَضَعُوْا لَحْمِيْ وَقَدْ يَاسَ مَطْمَعِيْ

(ترجمہ) پس عرش والے ہی نے مجھ کو اس مصیبت پر صابر بنا دیا ہے۔ جس کا میرے ساتھ ارادہ

کیا جاتا ہے۔ پس بیشک میرے گوشت کے انہوں نے ٹکڑے کر دئے ہیں اور مجھ کو ناامیدی ہو گئی ہے۔

وَذٰلِكَ فِىْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاءُ ۔۔۔ يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ

(ترجمہ) اور یہ قتل مجھ کو خاص خدا کے معاملہ میں نصیب ہوا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو جسم کے پریشان حصے کے جوڑوں پر برکت عنایت کرے۔

وَقَدْ خَيَّرُوْنِىْ الْكُفْرَ وَالْمَوْتُ دُوْنَهٗ ۔۔۔ وَقَدْ هَمَلَتْ عَيْنَاىَ مِنْ غَيْرِ مَجْزَعِ

(ترجمہ) کفاروں نے مجھ کو کفر یا موت کے قبول کرنے میں اختیار دیا۔ اور میری آنکھیں بغیر بے صبری کے جاری ہوئیں۔

وَمَابِىْ حِذَارُ الْمَوْتِ اِنِّىْ مَيِّتٌ ۔۔۔ وَلٰكِنْ حِذَارِىْ حُجْمُ نَارٍ مُّقَلَّعِ

(ترجمہ) مجھ کو مرنے کا کچھ ڈر نہیں ہے بیشک میں مرنے والا ہوں۔ لیکن مجھ کو جہنم کی آتش شعلہ زن کا خوف ہے۔

فَلَسْتُ اُبَالِىْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ۔۔۔ عَلٰى اَىِّ جَنْبٍ كَانَ فِى اللّٰهِ مَصْرَعِىْ

(ترجمہ) پس جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے کہ کسی پہلو پر راہ خدا میں میرا گرنا ہو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ قریش میں سے جن لوگوں نے خبیب بن عدی کے قتل میں کوشش کی وہ یہ ہیں عکرمہ بن ابی جہل اور سعید بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود اور اخنس بن شریق ثقفی بنی زہرہ کا حلیف اور عبیدہ بن حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقس سلمی بنی امیہ بن عبد شمس کا حلیف اور امیہ بن ابی عتبہ اور حضرمی کے بیٹے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کا مرثیہ کہا ہے جو اس واقعہ میں شہید ہوئے۔

مرثیہ

صَلَّى الْاِلٰهُ عَلَى الَّذِيْنَ تَتَابَعُوْا ۔۔۔ يَوْمَ الرَّجِيْعِ فَاُكْرِمُوْا وَاُثِيْبُوْا

رَاْسُ السَّرِيَّةِ مَرْثَدٌ وَاَمِيْرُهُمْ

(ترجمہ) خدا ان لوگوں پر رحمت نازل کرے جو یوم الرجیع کی جنگ میں یکے بعد دیگرے شہید ہو کر بزرگی اور ثواب کو پہنچے۔ مرثد جو لشکر کے سردار اور امیر تھے۔

وَابْنُ الْبُكَيْرِ اِمَامُهُمْ وَخُبَيْبُ ۔۔۔ وَابْنُ لِطَارِقِهِ ابْنِ دُثْنَةَ مِنْهُمْ

وَاَفَاهُ ثَمَّ حِمَمُهُ الْمَكْتُوْبُ

(ترجمہ) اور ابن بکیر جو لشکر کے امام تھے اور خبیب۔ اور شارق کے فرزند اور ابن دشنہ بھی انہیں میں سے تھے وہیں ان کی موت ان کو پہنچی جو ان کے واسطے لکھی ہوئی تھی۔

وَالْعَاصِمُ الْمَقْتُوْلُ عِنْدَ رَجِيْعِهِمْ كَسَبَ الْمَعَالِيْ اِنَّهٗ لَكَسُوْب
مَنَعَ الْمَقَادَةَ اَنْ يَنَالُوْا ظَهْرَهٗ

اور عاصم جو رجیع کے پاس شہید ہوئے۔ بلند مرتبوں کو انہوں نے حاصل کیا اور یہ بڑے حاصل کرنے والے تھے۔ لوگوں کو انہوں نے اپنی پشت کے قریب نہ آنے دیا۔

حَتّٰى يُجَالِدُ اِنَّهٗ لَنَجِيْبُ

یہاں تک کہ خود انہوں نے تلوار سے جنگ کی بیشک یہ بڑے جواں مرد تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور ﷺ شوال کے باقی مہینہ اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں رہے۔ اور مشرکوں ہی نے اس حج کی کارپردازی کی پھر حضور نے جنگ احد کے پورے چار مہینہ کے بعد اپنے اصحاب کا لشکر مقام بیر معونہ کی طرف روانہ فرمایا۔

بیر معونہ کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے اس کو اسلام کی دعوت کی اس نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ انکار کیا اور یہ عرض کیا کہ حضور اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو نجد کی طرف روانہ فرمائیں۔ تو مجھ کو امید ہے کہ وہاں اسلام کی اشاعت ہوگی۔ حضور نے فرمایا مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ غدر نہ کریں ابو براء نے کہا میں اس بات کا ذمہ دار ہوں۔ حضور نے اس کے کہنے سے چالیس صحابہ کو نجد کی طرف روانہ کر دیا۔ جن میں یہ لوگ بھی تھے منذر بن عمرو اور حرث بن صمہ اور حرام بن ملحان بنی نجار میں سے اور عروہ بن اسماء بن صلت سلمی اور نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی اور عامر بن فہیرہ حضرت ابو بکر کا غلام اور ان کے علاوہ سب چالیس شخص تھے۔ مدینہ سے روانہ ہو کر جب یہ لوگ مقام بیر معونہ پر پہنچے یہ مقام بنی عامر اور بنی سُلیم کے شہروں کے درمیان میں تھا۔ بلکہ بنی سلیم کے شہر سے زیادہ قریب تھا۔ جب صحابہ یہاں آ کر ٹھیرے۔ حرام بن ملحان کو انہیں نے ایلچی بنا کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ جس وقت یہ عامر کے پاس پہنچے اس نے خط کو بھی نہ دیکھا۔ فوراً حرام بن ملحان کو شہید کر دیا۔ اور پھر بنی عامر کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ بنی عامر نے اس کے حکم سے انکار کیا اور کہنے لگے۔ ہم ابو براء کے عہد کو نہیں

توڑتے ہیں۔ وہ حضورﷺ سے ان کے واسطے ضامن ہوئے ہیں تب عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور بنی رعل اور ذکوان کے قبیلوں کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے قبول کیا۔ اور صحابہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور چاروں طرف سے صحابہ کو گھیر لیا۔ صحابہ بھی تلواریں کھینچ کر ان پر جا پڑے۔ اور سب صحابہ شہید ہوئے سوا ایک کعب بن زید کے۔ کہ ان میں ایک رمق جان باقی تھی۔ مقتولوں میں سے کھسک کھسک کر یہ نکل آئے اور پھر بالکل تندرست ہو گئے۔ اور خندق کی جنگ میں شہید ہوئے۔

راوی کہتا ہے سب صحابہ کے پیچھے عمرو بن امیہ ضمری اور انصار میں سے ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص منذر بن محمد بن عقبہ بن اصیحہ بن حلاج تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ان دونوں شخصوں کو صحابہ کے اس واقعہ کی ایک پرندہ سے خبر معلوم ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ لشکر کے سروں پر چکر کھا رہا ہے اس کو دیکھ کر یہ دونوں کہنے لگے۔ کہ اس پرندہ کی ضرور کوئی خاص حالت معلوم ہوتی ہے اور پھر یہ دونوں لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا اصحاب کرام خون میں ڈوبے ہوئے پڑے ہیں۔ اور گھوڑے ان کے خاموش کھڑے ہیں انصاری شخص نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے۔ عمرو نے کہا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم حضور کے پاس چلیں۔ اور اس واقعہ کی خبر کریں انصاری نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اس جگہ سے واپس نہ جاؤں جہاں اس سندر بن عمرو شہید ہوا ہو۔ اور ہماری خبر اور لوگ حضور کے گوش گذار کر دیں گے۔ پھر انصاری نے دشمنوں کو اس قدر قتل کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے۔ اور عمرو بن امیہ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر جب دشمنوں کو یہ معلوم ہوا۔ کہ عمرو قبیلہ مضر سے ہیں۔ تب انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ کی پیشانی کے بال کتر کے اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کے خیال سے ان کو آزاد کر دیا۔ کیونکہ اس کی ماں کے ذمہ میں ایک غلام آزاد کرنا تھا۔ عمرو بن امیہ یہاں سے روانہ ہو کر جب مقام قرقرہ میں پہنچے۔ وہاں بنی عامر میں سے دو شخص اور بھی آ کر ٹھہرے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ یہ شخص بنی کلاب میں سے تھے اور ابو عمرو مدنی کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں بنی سلیم میں سے تھے اور یہ دونوں شخص عمرو بن امیہ کے پاس ایک درخت کے سایہ میں سو رہے۔ عمرو بن امیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور عمرو کو یہ حال معلوم نہ تھا۔ کہ حضور کی ان سے صلح ہوئی ہے۔ جب یہ دونوں آئے تھے۔ تو عمرو نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ پھر جب وہ سو گئے تو عمرو نے ان کو قتل کر دیا۔ پھر جب عمرو بن امیہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ میں پہلے ہی ابو براء کے کہنے سے اپنے صحابیوں کے بھیجنے پر راضی نہ تھا۔ جب ابو براء کو صحابیوں کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی۔ ان کو

بہت رنج ہوا۔ اور یہ واقعہ ان پر نہایت شاق گذرا۔ کیونکہ وہ صحابہ کرام کی خیریت کے ضامن ہوئے تھے۔ اور ان شہیدوں میں عامر بن فہیرہ بھی تھے جن کی نسبت عامر بن طفیل کہا کرتا تھا۔ کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ جب وہ قتل ہوا۔ تو آسمان وزمین کے درمیان میں معلق ہوگیا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا عامر بن فہیرہ ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر جو عامر بن طفیل کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ اور پھر مسلمان ہوگیا تھا بیان کرتا ہے کہ میرے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ میں نے ایک شخص کے دونوں شانوں کے بیچ میں نیزہ مارا۔ اور میرا نیزہ اس کے سینہ سے پار ہوگیا۔ اور اس نے کہا قسم ہے خدا کی۔ میں اپنے مطلب کو پہنچا۔ جبار کہتا ہے۔ میں اس کی اس بات کو سن کر حیران ہوا۔ کہ یہ کیا کہتا ہے کیا میں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ پھر میں نے لوگوں سے اس کے اس قول کا مطلب پوچھا۔ لوگوں نے اس کا مطلب شہادت کے ساتھ فائز ہونا بتایا تھا جو اس کو نصیب ہوئی۔ پھر ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر حملہ کیا۔ اور ایک نیزہ اس کو مارا۔ جو عامر کی ران میں لگا۔ اور وہ اپنے گھوڑے پر سے نیچے گر پڑا۔ پھر کہنے لگا۔ یہ ابو براء کی کاروائی ہے۔ اگر میں مرگیا تو میرا خون میرے چچا کے واسطے ہے۔ اس کے پیچھے نہ لگنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو جیسی میری رائے ہوگی۔ اس کے موافق عمل کروں گا۔

بنی نضیر کے جلاوطن کرنے کا بیان جو ۴ھ ہجری میں واقع ہوا

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ انہیں دونوں مقتولوں کے خون بہا کہ متعلق گفتگو کرنے کے واسطے بنی نضیر ہی تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ مقتول بنی عامر سے تھے اور بنی عامر کو حضور نے اطلاع دے دی تھی۔ اور بنی نضیر بنی عامر کے حلیف تھے۔ اس سبب سے حضور نے ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا اے محمد بہت بہتر ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی نضیر کے لوگوں نے پوشیدہ یہ مشورہ کیا کہ ایسا موقعہ فرصت کا ہاتھ نہ لگے گا۔ محمد کو زندہ چھوڑ دو۔ اور ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب کو انہوں نے اس کام پر آمادہ کیا۔ کہ جس دیوار کے نیچے حضور تشریف رکھتے تھے۔ وہ دوسری طرف سے اس کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر حضور کے اوپر گرادے تاکہ حضور شہید ہوجائیں حضور کو جبرائیل نے اس واقعہ کی خبر کی۔ اور اسی وقت حضور بغیر کسی سے کہے سنے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہ حضور کی تلاش کرنے لگے۔ پھر ایک شخص کو انہوں نے مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ اور اس نے کہا کہ میں نے حضور کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ صحابہ بھی یہ سن کر مدینہ میں چلے آئے۔ پھر حضور نے ان سے بنی نضیر کے اس مکرو

فریب کا حال بیان کیا۔ اور بنی نضیر سے جنگ وحرب کی تیاری کا حکم دیا اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کر کے حضور روانہ ہوئے۔ اور ربیع الاول کے مہینہ میں ان کا محاصرہ کیا۔ اور اسی وقت شراب کی حرمت کا حکم ہوا۔

جب یہ لوگ بنی نضیر قلعہ بند ہوئے اور چھ شبانہ روز حضور کو ان کے محاصرہ میں گذر گئے تب حضور نے حکم دیا۔ کہ ان کے باغات کاٹ دیئے جائیں۔ اور کھیتوں میں آگ لگا دی جائے۔ اس وقت بنی نضیر نے غل مچایا کہ اے محمد ﷺ تم تو فساد کرنے سے منع کرتے ہو۔ اور فسادی کو برا کہتے ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے ہو۔ اور جلواتے ہو۔

بنی عوف بن خزرج میں سے بعض منافقین نے جن میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ودیعہ بن مالک بن ابی قوقل اور داعس اور سوید وغیرہ لوگ تھے۔ انہوں نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا تھا۔ کہ اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے۔ اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ اسی بھروسہ پر بنی نضیر کئی دن قلعہ بند رہے۔ آخر جب ان منافقوں نے ان کی کچھ مدد نہ کی۔ اور وہ لاچار ہوئے۔ حضور سے انہوں نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کریں۔ اور یہ اجازت دیں کہ جس قدر مال ہم سے اونٹوں پر لے جایا جا سکے ہم لے جائیں تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ حضور نے ان کی اس بات کو منظور فرمایا۔ اور وہ اپنا کل مال واسباب اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے کواڑ اور چوکھٹ بھی لے گئے۔ اور مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ پھوڑ گئے۔ اور بعض لوگ تو ان میں سے ملک شام میں چلے گئے اور بعض خیبر میں جا بسے۔ جو خیبر میں گئے ان میں اشراف یہ لوگ تھے سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق اور حی بن اخطب۔

ابن اسحق کہتے ہیں بنی نضیر اپنے مال اور اولاد اور عورتوں کو لے کر روانہ ہوئے اور ان کی عورتیں گیت گاتی۔ اور دف بجاتی جاتی تھیں۔ اور ایک عورت ان میں عروہ بن ورد عبسی کی بیوی نہایت صاحب جمال عورت تھی جو اپنی نظیر زمانہ میں نہ رکھتی تھی۔ اور بنی نظیر باقی کل مال اپنا حضور کے واسطے چھوڑ گئے۔ اور یہ مال خاص حضور کا تھا جہاں حضور چاہتے۔ اس کو خرچ کرتے تھے۔ اور ان مہاجرین پر حضور نے اس مال کو تقسیم کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ انصار کو اس میں سے حضور نے کچھ نہیں دیا سوا ایک سہل بن حنیف اور ابودجانہ کے کہ جب انہوں نے حضور سے اپنی تنگ دستی بیان کی۔ تو حضور نے ان کو بھی مرحمت کیا۔ بنی نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا ایک یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن حجاش نے اور دوسرے ابوسعد بن وہب نے اور حضور نے ان کے مالوں پر ان کو برقرار رکھا۔

یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ حضور نے یامین سے کہا۔ کہ تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے

بھائی عمرو بن حجاش نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا۔ یامین نے ایک شخص کو کچھ دے کر عمرو بن حجاش کو قتل کرا دیا۔

بنی نضیر کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے سورۂ حشر نازل فرمائی ہے۔ اور اس میں حضور کو ان پر مسلط کرنے اور پھر حضور کے ان کے مالوں کو تقسیم کرنے کا بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ﴾

''وہی خدا ہے جس نے ذلت کے ساتھ بنی نضیر کے کافروں کو جو اہل کتاب سے تھے ان کے گھروں سے نکالا۔ ہے مسلمانو! تم یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ نکلیں گے۔ کیونکہ ان کی قوت و حشمت بہت تھی۔ اور وہ بنی نضیر خیال کرتے تھے کہ ان کے قلعے ان کو خدا سے بچانے والے ہیں۔ پس خدا کا عذاب ان پر اس جگہ سے آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو خراب کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے پس اے آنکھوں والو۔ ان کے حال سے عبرت پکڑو''۔

﴿ وَلَوْلَا اَنْ کَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴾

''اور اگر خدا ان کے واسطے جلا وطنی نہ لکھتا تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے واسطے آگ کا عذاب ہے''۔

﴿ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیُخْزِیَ الْفَاسِقِیْنَ ﴾

''جو کھجور تم نے قطع کی وہ خدا کے حکم سے کی۔ اور جس کو تم نے اس کی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑا وہ بھی خدا کے حکم سے تاکہ فاسقوں کو ذلیل کرے''۔

﴿ فَمَا اَوْجَفْتُمْ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾

''پس نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے نہ اونٹ لیکن خدا اپنے رسول کو جن پر چاہتا ہے مسلط فرماتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے''۔

﴿ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ لِکَیْلَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ

فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾

''جو کچھ دولت اور مال گاؤں والوں کا خدا نے اپنے رسول کو دیا۔ پس وہ خدا اور رسول اور ان کے قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے واسطے ہے تا کہ وہ مال و دولت تمہارے تونگروں کے ہاتھوں میں پھرنے والی نہ ہو۔ اور جو کچھ رسول تم کو دیں۔ اس کو لو اور جو نہ دیں اس سے باز رہو''۔

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴾

ابن ہشام کہتے ہیں پھر بنی نضیر کے غزوہ کے بعد حضور بنی مصطلق کی مہم پر تشریف لے گئے۔ مگر میں اس کو اسی جگہ بیان کروں گا جہاں ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے۔

غزوہ ذات الرقاع کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور بنی نضیر کے غزوہ سے فارغ ہو کر ربیع الآخر اور کچھ مہینہ جمادی الاول کا مدینہ میں رہے اور پھر آپ نے نجد کی طرف بنی محارب اور بنی ثعلبہ پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہ دونوں قبیلے غطفان سے تھے اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول بعض حضرت عثمان کو حاکم مقرر کیا۔ اور اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس سبب سے ہوا۔ کہ اس جنگ میں کفاروں نے اپنے نشانوں پر کچھ لکھا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں اس جگہ ذات الرقاع نام کا ایک درخت تھا۔

جب حضور مقام ذات الرقاع میں آ کر فروکش ہوئے۔ قبیلہ غطفان کے لوگ لشکر کثیر لے کر حضور کے مقابل آئے۔ اور ہر ایک لشکر دوسرے سے خوف زدہ ہوا۔ چنانچہ حضور نے نماز خوف پڑھائی۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہتے ہیں حضور نے ہم کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ اور پھر لشکر کو لے کر واپس ہوئے اور یہ نماز اس صورت سے ہوئی۔ کہ نصف آدمی حضور کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور نصف دشمن کے صف بستہ کھڑے رہے جب حضور ایک رکعت پڑھ چکے یہ لوگ جو حضور کے ساتھ تھے۔ دشمن کے مقابل چلے گئے۔ اور ان لوگوں نے جو حضور کے ساتھ پہلی رکعت پڑھ گئے تھے واپس آ کر اپنی دوسری رکعت پوری کر لی یعنی دونوں حصوں نے لشکر کے ایک ایک رکعت حضور کے ساتھ پڑھی اور ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی تفصیل اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔

بنی محارب میں سے ایک شخص غورث نام نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم کہو۔ تو میں محمد کو قتل کر آؤں قوم

نے کہا اس سے بہتر کیا ہے مگر تو یہ کام کیوں کر کر سکے گا۔ اس نے کہا دیکھو میں جاتا ہوں اور پھر وہ حضور کی خدمت میں آیا۔ حضور اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اور تلوار آپ کے آگے رکھی تھی۔ غورث نے کہا اے محمد میں ذرا آپ کی تلوار دیکھ لوں آپ نے فرمایا دیکھ لے راوی کہتا ہے حضور کی تلوار پر چاندی کا کام ہورہا تھا۔ غورث نے اس کو اٹھالیا۔ اور میان سے نکال کر ہلانے لگا۔ اور کہا اے محمد ﷺ تم مجھ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہے۔ حضور نے فرمایا میرا خدا میرا حافظ ہے۔ میں تجھ سے کچھ نہیں ڈرتا۔ اس کے بعد غورث نے تلوار کو میان میں کر کے حضور کے آگے رکھ دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴾

''یعنی اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو۔ جبکہ ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کرنے کا قصد کیا۔ پس خدا نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اور خدا سے تقویٰ کرو۔ اور لازم ہے کہ مومن خدا ہی پر بھروسہ کریں''۔

بعض لوگ کہتے ہیں یہ آیت بنی نضیر کے موقعہ پر نازل ہوئی ہے جبکہ انہوں نے حضور کے قتل کرنے کے واسطے مکر کیا تھا۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ میں حضور کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گیا تھا۔ جب وہاں سے حضور واپس آئے تو میری سواری کا اونٹ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ اس سبب سے میں سارے لشکر سے پیچھے رہ جاتا اور حضور نے مجھ سے فرمایا اے جابر کیا بات ہے جو تو پیچھے رہ جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا اونٹ نہیں چلتا۔ حضور نے فرمایا اس کو بٹھا۔ میں نے اونٹ کو بٹھایا۔ حضور نے فرمایا ایک لکڑی مجھ کو دے یا کسی درخت میں سے توڑ لا۔ میں نے ایک لکڑی لاکر حضور کو دی۔

حضور نے فرمایا تو اونٹ پر سوار ہو جا۔ میں سوار ہو گیا۔ اور پھر حضور نے وہ لکڑی تین چار دفعہ اس اونٹ کو ماری۔ پھر تو وہ اونٹ سانڈنیوں سے آگے جاتا تھا۔ اور میں حضور سے باتیں کرتا ہوا روانہ ہوا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا اے جابر یہ اونٹ ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو میں نے عرض کیا۔ حضور کی نذر کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا یوں نہیں فروخت کرو۔ میں نے عرض کیا تو حضور قیمت بیان فرمائیں کہ کیا دیں گے۔ فرمایا میں ایک درہم کو لیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ تو بہت تھوڑی قیمت ہے حضور نے فرمایا اچھا دو درہم لے لو۔ میں نے عرض کیا یہ بھی کم ہے یہاں تک کہ حضور بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ پر پہنچے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ایک اوقیہ پر حضور راضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا بس تو یہ اونٹ آپ کا ہو چکا

حضور نے فرمایا ہاں میں نے لے لیا۔ پھر حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر تم نے شادی کی ہے میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا باکرہ[1] عورت سے یا ثیبہ سے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ فرمایا باکرہ سے شادی کیوں نہ کی وہ تم سے خوش ہوتی۔ اور تم اس سے خوش ہوتے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے والد احد کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا۔ کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو ان کے کاروبار کو سنبھال سکے حضور نے فرمایا تم نے اچھا کیا انشاء اللہ برکت ہوگی۔

اور اے جابر اگر ہم کسی ٹیلہ پر پہنچے۔ تو اونٹوں کے ذبح کیے جانے کا حکم دیں گے۔ اور آج کا دن وہیں گزاریں گے۔ اے جابر تمہاری بیوی اپنے نمارق کو صاف کرے گی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے پاس نمارق کہاں ہیں۔ فرمایا عنقریب ہوں گے اور تم کو اس وقت بہت مضبوطی سے عمل کرنا چاہئے۔ جابر کہتے ہیں جب ہم ٹیلہ کے پاس پہنچے حضور نے حکم دیا اور اونٹ ذبح ہوئے اور دن بھر ہم سب وہیں رہے پھر شام کو حضور اپنے گھر میں تشریف لے گئے ہم بھی اپنے گھر گئے۔ جابر کہتے ہیں صبح کو وہ اونٹ لے کر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر باندھ کر آپ مسجد کے اندر حضور کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ حضور مسجد کے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا۔ یہ اونٹ کیسا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور یہ اونٹ جابر لائے ہیں۔ حضور نے فرمایا جابر کہاں ہیں میں بلایا گیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے اپنے اونٹ کو لے جاؤ یہ تمہارا ہی ہے۔ اور پھر بلال کو حکم دیا کہ جابر کو لے جا کر ایک اوقیہ دے دو۔ چنانچہ بلال نے مجھ کو ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں پس وہ مال میرے پاس روز بروز بڑھتا رہا یہاں تک کہ یہ حرۃ کی جنگ ہوئی۔

جابر کہتے ہیں جب ہم غزوۂ ذات الرقاع سے واپس ہوئے۔ تو ایک شخص کسی مشرک کی عورت پر واقع ہوا تھا۔ اور اس کا خاوند موجود نہ تھا۔ جب اس کو خبر ہوئی۔ اس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اصحاب محمد کا خون نہ بہا لوں گا۔ واپس نہ ہوں گا۔ پھر یہ شخص حضور کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا۔ حضور منزل پر پہنچ کر فروکش ہوئے اور فرمایا کون شخص آج کی رات ہماری پاسبانی کرے گا۔ عمار بن یاسر اور عباد بن بشر نے کہا یارسول اللہ ہم حفاظت اور پاسبانی کریں گے۔ ان میں ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے حضور نے ان سے فرمایا تم میدان کے دہانے پر جا کر رات کو رہو۔ چنانچہ یہ دونوں اس جگہ چلے گئے اور انصاری نے مہاجری سے کہا تم اول شب جاگو گے یا آخر شب۔ مہاجری نے کہا میں آخر رات جاگوں گا۔ تم اول رات جاگ لو۔ پس مہاجری سو رہے۔ اور انصاری نے نماز پڑھنی شروع کی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے انصاری کو کھڑے ہوئے دیکھ

---

[1] باکرہ وہ عورت ہے جس کی شادی نہیں ہوئی اور ثیبہ وہ ہے جس کی شادی ہو چکی ہو۔

کر سمجھا۔ کہ یہ لشکر کا پاسبان ہے۔ پس انصاری کو ایک تیر مارا۔ انصاری نے تیر کو اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا۔ اور نماز کو موقوف نہ کیا۔ اس شخص نے ایک تیر اور مارا انصاری نے جب بھی نماز موقوف نہ کی۔ اس نے تیسرا تیر مارا۔ تب انصاری نے رکوع وسجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرا۔ اور اپنے ساتھی مہاجری کو جگایا۔ جب اس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو بھاگ گیا۔ اور مہاجری نے انصاری کے بدن پر خون دیکھ کر کہا۔ کہ تم نے مجھ کو پہلے سے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں اس وقت ایسی سورت نماز میں پڑھ رہا تھا۔ جس کا موقوف کرنا میں نے پسند نہ کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے بعد حضور مدینہ میں جمادی الاول کا باقی مہینہ اور جمادی الآخر اور رجب کے آخر تک رہے پھر ۴ھ ہجری میں شعبان کے اندر آپ نے موافق وعدہ ابوسفیان کے بدر کا ارادہ کیا۔

بدر کا دوسرا غزوہ

حضور صحابہ کا لشکر لے کر بدر میں جا پہنچے اور مدینہ میں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حاکم مقرر کیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں بدر میں حضور نے آٹھ روز ابوسفیان کا انتظار کیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جب مقام ظہران یا عفان میں پہنچا۔ تو اس کی رائے واپس مکہ چلے جانے کی ہوئی۔ اور اس نے قریش سے کہا کہ اے قریش تمہارے سفر کے واسطے ایسا موسم ہونا چاہیے جس میں تم جانوروں کو اپنے چرا بھی سکو اور دودھ بھی خوب پیؤ۔ اور یہ موسم خشکی کا ہے۔ اس واسطے میری یہ رائے ہے۔ کہ تم واپس مکہ کو چلے چلو۔ چنانچہ تمام اہل مکہ واپس ہو گئے اور اس لشکر کا نام اہل مکہ نے جیش سویق رکھا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اس سفر میں ستو بہت۔ پیے تھے۔

حضور بدر میں ٹھہرے ہوئے ابوسفان کا انتظار کر ہی رہے تھے کہ مخشی بن عمرو ضمری کا حضور کے پاس گذر ہوا۔ اور یہ وہ شخص ہے۔ جس سے غزوہ ودان میں حضور نے بنی ضمرہ کی بابت عہد لیا تھا۔ اور اس نے کہا اے محمد ﷺ کیا تم اس چشمہ قریش سے جنگ کرنے آئے ہو۔ حضور نے فرمایا ہاں اے ضمری اگر میرا جی چاہتا ہے تو ہم تیری صلح کو تجھے واپس کر کے تجھ سے جنگ کرنے کو موجود ہیں۔ یہاں تک کہ جیسا کچھ خدا کو منظور ہوگا وہ ہمارے تمہارے درمیان میں فیصلہ کر دے گا۔ مخشی نے کہا اے محمد ﷺ قسم ہے خدا کی ہم کو تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر حضور ابوسفیان کا انتظار کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ دومۃ الجندل کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ بدر سے واپس آ کر حضور کئی مہینے تک مدینہ میں رہے۔ اور ربیع الاول ۵ھ میں آپ غزوۂ دومۃ الجندل کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ میں سباع بن عرفطہ غفاری کو آپ نے حاکم مقرر کیا۔

اور پھر بغیر کسی جنگ کے آپ مدینہ میں واپس چلے آئے۔ اور باقی تمام سال مدینہ ہی میں رہے۔

غزوۂ خندق کا بیان

ابن اسحق کہتے ہیں خندق کا غزوہ شوال ۵ھ میں درپیش ہوا۔ اور ابتداء اس کی اس طرح ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النضری اور حی بن اخطب نضری اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری اور ہوزہ بن قیس وائلی اور ابوعمار وائلی وغیرہ لوگ بنی نضیر میں سے اور بنی وائل میں سے تھے۔ یہ لوگ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے۔ اور ان کو حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تم محمد ﷺ سے جنگ کرو ہم بالکل بیخ و بنیاد ان کی اکھیڑ کر پھینک دیں گے۔ قریش نے ان سے کہا اے گروہ یہود تم قدیم اہل کتاب ہو۔ اور تمہارے پاس علم ہے۔ تم یہ بتلاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمد ﷺ کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے۔ اور تم بہ نسبت محمد ﷺ کے حق پر ہو۔ اس بات کو سن کر قریش بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کی حالت میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾

سے آخر تک اس کا مفصل بیان اوپر گذر چکا ہے۔

قریش فوراً حضور کی جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ اور یہ یہودی مکہ سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہنچے۔ ان کو بھی حضور کی جنگ پر آمادہ کیا۔ اور قریش کے تیار ہونے کی بھی خبر دی۔ غطفان کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ ابن اسحق کہتے ہیں۔ اس لشکر میں قریش کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور غطفان میں بنی فزارہ کا سردار عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر تھا۔ اور بنی مرہ کا سردار حرث بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی اشجع کا سردار مسعر بن خیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان تھا۔

جب حضور نے یہ خبر سنی تب آپ نے خندق مدینہ کے گرد بنانے کا حکم دیا۔ اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کی خاطر سے حضور بھی خود اس کے کھودنے میں مصروف ہوئے۔ اور مسلمان نہایت مستعدی سے اس کام کو کرتے تھے اور منافقوں کا یہ قاعدہ تھا کہ حضور کی غفلت میں اپنے گھروں کو بغیر اجازت کے بھاگ جاتے تھے۔ اور مسلمانوں کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ جب کسی کو سخت ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے بغیر اس کو چارہ نہ ہوتا۔ تب وہ حضور سے اجازت لے کر اپنے کام کو جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''بیشک مومن وہی لوگ ہیں جو خدا اور رسول کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب رسول کے ساتھ کسی امر جامع پر ہوتے ہیں۔ رسول کی بغیر اجازت کے کہیں نہیں جاتے۔ اے رسول جو لوگ تم سے اجازت لیتے ہیں وہی خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس جب تم سے اپنی کسی ضرورت کے واسطے اجازت لیں ان میں سے جس کو چاہو اجازت دو۔ اور خدا سے ان کے واسطے مغفرت مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

اور منافقوں کی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی جو چپکے چپکے کھسک کر جایا کرتے تھے۔

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًاؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًاۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِؕ وَ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْاؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴾

''رسول کے بلانے کو ایسا نہ کرو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے۔ بیشک خدا ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چپکے چپکے کھسک جاتے ہیں۔ پس جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتے ہیں۔ ان کو اس بات سے خوف کرنا چاہئے۔ کہ ان کو فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچے۔ خبردار بیشک خدا ہی کے واسطے ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے بیشک جانتا ہے وہ اس بات کو جس پر تم ہو۔ اور جس روز وہ اس کے حضور میں حاضر کئے جائیں گے۔ پس جو اعمال انہوں نے کئے ہیں۔ ان سے ان کو خبردار کر دے گا۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے''۔

ابن اسحق کہتے ہیں خندق کے کھودنے میں حضور سے متعدد معجزات ظاہر ہوئے۔ جن کے بیان کرنے اور سننے سے ایمان والوں کا ایمان اور حضور کی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے ان معجزات کو بچشم خود دیکھا ہے۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ خندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت زمین نکلی۔ حضور سے اس کا ذکر کیا گیا۔ کہ یا رسول اللہ اس میں کدال (پھاوڑہ) کچھ کارگر نہیں ہوتا۔ اس کو کیونکر کھودیں۔ حضور نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا حضور نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ اور پھر اس پانی کو اس سخت جگہ چھڑک دیا۔ پس وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو اس جگہ موجود تھے۔ کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ

حضور کو مبعوث کیا۔ کہ پانی کے ڈالتے وہ زمین ایسی نرم ہوگئی جیسے ریت اور بہت جلد اس کو اٹھا کر پھینک دیا۔

نعمان بن بشیر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ۔ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے یہ لڑکی کہتی ہیں۔ میں ان کھجوروں کو لے کر چلی اور حضور کے پاس سے گذری اور اپنے باپ اور ماموں کو میں ڈھونڈ رہی تھی۔ حضور نے فرمایا۔ اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور میرے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے واسطے بھیجی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا لا مجھ کو دے میں نے وہ کھجوریں حضور کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں حضور نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا۔ اور پھر ان کے اوپر کپڑا اڑھک دیا۔ اور ایک شخص نے فرمایا۔ کہ لوگوں کو کھانے کے واسطے بلا لو۔ چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہو گئے۔ اور ان کھجوروں کو کھانے لگے اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب لوگ کھا چکے ہیں تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ پر سے نیچے گر رہی تھیں۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ ہم حضور کے ساتھ خندق کے کھودنے میں مصروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو ذبح کر کے میں حضور کی دعوت کروں تو بہتر ہے پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں ان کو پیس لو۔ اور بکری کا گوشت پکا لو میں حضور کی دعوت کروں گا۔ جب شام ہوئی اور حضور مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے۔ کیونکہ یہی قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو گھر چلے آتے تھے۔ میں نے حضور سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور حضور کی دعوت کرتا ہوں۔ حضور میرے گھر تشریف لے چلیں جابر کہتے ہیں۔ میں یہ چاہتا تھا کہ حضور تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئیں گے۔ مگر حضور نے میری یہ بات سنتے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ پکار کر آواز دے دو کہ سب لوگ جابر کے مکان پر چلے آئیں کیونکہ جابر نے دعوت کی ہے جابر کہتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر حضور مع لوگوں کے میرے گھر میں تشریف لائے۔ ہم نے کھانا نکال کر آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے نوش فرمایا اور پھر آپ کے بعد سب لوگوں نے نوش کیا کھاتے جاتے تھے اور چلتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھا کر فارغ ہوگئے۔

سلمان فارسی کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں مصروف تھا۔ کہ ایک عظیم الشان پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اس کے اکھاڑنے میں کوشش کی۔ مگر اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ حضور نے میری اس شدت کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی۔ اور اس پتھر پر لگائی۔ میں نے دیکھا کہ اس کدال میں سے ایک چمک نکلی۔ پھر حضور نے دوسری مرتبہ کدال ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا یا

رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ یہ چمک کیسی دکھائی دیتی ہے حضور نے فرمایا کیا تم نے بھی دیکھی ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پہلی مرتبہ جو چمک ظاہر ہوئی خداوند تعالیٰ نے یمن کو مجھ پر فتح کیا۔ اور دوسری بار ملک شام اور مغرب کو فتح کیا۔ اور تیسری بار مشرق کو فتح کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب یہ ممالک حضرت عمر اور عثمان کے زمانہ میں فتح ہوئے۔ تو ابو ہریرہ مجاہدین سے کہا کرتے تھے۔ کہ جہاں تک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے جس قدر ملک قیامت تک تم فتح کرو گے ان سب کی کنجیاں پہلے ہی خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو عنایت فرما دی ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور خندق کے تیار کرنے سے فارغ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار لشکر لے کر مقام مجتمع الاسیال میں آ پہنچے۔ یہ مقام زمین رومہ میں جرف اور زغابہ کے درمیان واقع ہے۔ اور قریش کے اس لشکر میں بنی کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے۔

اور قبیلۂ غطفان بھی اہل نجد کو اپنے ساتھ لے کر احد کی ایک جانب مقام ذنب نقمی میں آ اترے حضور رسول خدا کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ آپ ان کو لے کر خندق کے اس طرف صف آرا ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں مدینہ میں اس موقعہ پر حضور نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے حکم دیا تھا۔ کہ بال بچے اور عورتیں گھاٹیوں اور ٹیلوں پر پہنچا دی جائیں۔ راوی کہتا ہے دشمن خدا حی بن اخطب کعب بن اسد قرظی بنی قریظہ کے سردار کے پاس پہنچا۔ اور اس کعب نے حضور سے عہد اور صلح کر لی تھی۔ حی بن اخطب جو اس کے پاس آیا اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور اس کو اپنے پاس آنے نہ دیا۔ حی بن اخطب نے غل مچائی۔ کہ اے کعب مجھ کو تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ تو دروازہ کھول دے۔ کعب نے کہا تو ایک منحوس شخص ہے تجھ کو میں اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا۔ اور دوسرے میرا محمد ﷺ سے عہد ہو چکا ہے۔ اور میں نے محمد کو باوفا اور عہد کا پورا پایا ہے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ ان کے عہد کو شکستہ کروں حی بن اخطب نے کہا تجھ کو خرابی ہو ذرا دروازہ کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولوں گا غرضیکہ جب حی بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر اس کو بلایا۔ اس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی کو لے کر آیا ہوں۔ تمام قریش مع اپنے سرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں۔ اور تمام غطفان کے قبائل میرے امداد کو آئے ہیں چنانچہ یہ سب احد کے پاس ذنب نقمی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے عہد اور اقرار کر لیا ہے۔ کہ ہم بغیر محمد کا استیصال کئے واپس نہ ہوں گے۔ کعب نے

جواب دیا۔ کہ اے حی بن اخطب تو دنیا بھر کی ذلت وخواری لے کر میرے پاس آیا ہے۔ اے حی بن اخطب تجھ کو خرابی ہو۔ مجھے میر حالت پر چھوڑ دے۔ کیونکہ میں نے محمد کو نہایت باوفا اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔ الغرض حی بن اخطب کعب کو بہکاتا رہا یہاں تک کہ اس بات پر اس کو راضی کر لیا کہ اگر ہم یعنی قریش اور غطفان کے لوگ محمد ﷺ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں آ کر پناہ گزین ہو جائیں۔ کعب نے اس بات کو منظور کر کے حی بن اخطب سے اس بات پر عہد کر لیا۔ اور حضور کے عہد کو توڑ ڈالا۔ جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسول خدا کا عہد شکستہ کر کے حی بن اخطب سے نیا عہد باندھا ہے۔ تب حضور نے سعد بن نعمان کو جو اوس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہ کو جو بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے خزرج کے سردار تھے اور عبداللہ بن رواحہ اور خوات بن جبیر کو کعب کے پاس بنی قریظہ میں بھیجا۔ تاکہ یہ لوگ اس خبر کی تصدیق معلوم کریں اور ان سے حضور نے فرما دیا۔ کہ اگر یہ خبر سچ ہو تب تم اس کو اشارہ کے ساتھ مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو۔ تب اس کا اعلان کر دینا۔ جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے۔ اور اس کی حالت اس سے بھی بدتر پائی جو سنی تھی۔ اور دیکھا کہ واقعی اس نے حضور کا عہد توڑ دیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ تو نے رسول خدا کا عہد کس سبب سے توڑا۔ کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسول خدا کون ہے اور محمد سے میرا کوئی عہد و پیمان نہیں تھا۔ اور سعد بن عبادہ سے بنی قریظہ بدکلامی کرنے لگے سعد نے کہا تم سے بدکلامی کرنے کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے پھر سعد اور ان کے ساتھیوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اے مسلمانوں خدا بہت بڑا ہے تم خوش ہو جاؤ۔

اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں طرف سے مشرکوں اور کافروں نے ان کو گھیر رکھا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے چنانچہ معتب بن قشیر نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھا کہا کہ محمد ﷺ ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے۔ اور اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے واسطے بھی نہیں جا سکتا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین سے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا۔ اور اوس بن قیظی نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہیں۔ غرض کہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔ راوی کہتا ہے مسلمان اور مشرکین اسی صورت سے کچھ اوپر بیس راتیں پڑے رہے سوا تیر اندازی کے اور جنگ نہیں ہوئی۔

مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے۔ کیونکہ مشرکوں نے چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا۔

آخر حضور ﷺ نے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر اور حرث بن عوف بن ابی حارثہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سردار تھے پیغام بھیجا۔ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار کی لے لو یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہد نامہ لکھا گیا مگر دستخطوں اور گواہیوں سے ہنوز مکمل نہ ہوا تھا۔ جب حضور نے اس کا مکمل کرنا چاہا تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا اس بات کا خدا نے حضور کو حکم کیا ہے یا حضور اپنی رائے سے اس کو کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا خدا نے تو مجھ کو حکم نہیں فرمایا ہے۔ مگر میں خود تم لوگوں کی تنگی اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور اس حکمت سے تمہارے دشمنوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سب مشرک تھے بتوں کو پوجتے تھے اور خدا کو نہ پہچانتے تھے اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کھجور بھی سواء مہمانی[1] یا خرید کے نہ کھا سکتے تھے اب جو خدا نے ہم کو حضور کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا۔ اور خدا نے آپ کے ساتھ ہم کو عزت دی اب ہم ان سے دب کر کس طرح اپنا مال ان کو دے دیں۔ قسم ہے خدا کی ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہم بجز تلوار کے اور کچھ ان کو نہ دیں گے خدا جب چاہے گا ہمارے اور ان کے درمیان میں فیصلہ کر دے گا۔

حضور نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے پھر سعد نے اس کاغذ کو لے کر مٹا دیا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے وہ ہمارا کر لیں اسی طرح جب بہت روز گذر گئے۔ کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور بجز تیر اندازی کے جنگ نہ ہوتی تھی۔ قریش میں سے چند سوار جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ ان معاہدوں میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے عمرو بن عبدود بن ابی نیس بنی عامر بن لوی میں سے اور عکرمہ بن ابی جہل اور ہبیرہ بن ابی وہب اور ضرار بن خطاب شاعر وغیرہ یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ اے بنی کنانہ جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہوگا کہ کون شہ سوار اور مرد میدان ہے۔ اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نیا مکر دیکھا ہے عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں خندق کی ترکیب سلمان فارسی نے حضور کو بتائی تھی اور خندق کے کھودنے میں انصار کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ اور مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ حضور نے جو یہ قصہ سنا فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

---

[1] یعنی جبراً یا زبردستی ہم سے ایک کھجور نہ لے سکتے تھے۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کنارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق تنگ یعنی زیادہ چوڑی نہ تھی۔ اور اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا۔ حضرت علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان قریشیوں کے مقابلہ کو نکلے۔ قریشیوں میں ایک شخص عمرو بن عبدود نام تھا۔ بدر کی جنگ میں یہ شخص بہت زخمی ہو گیا تھا۔ اور احد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا اب آیا ہے اور مسلمانوں سے کہہ رہا ہے۔ کہ میرے مقابل کون آتا ہے۔ حضرت علی اس کے مقابل گئے۔ اور اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو خصلتوں میں سے اچھی خصلت کی طرف بلائے گا۔ تو اس خصلت کو قبول کرے گا۔ عمرو نے کہا ہاں میں نے عہد کیا تھا حضرت علی نے فرمایا بس میں تجھ کو خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی نے فرمایا پھر میرے مقابل آ۔ میں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیوں اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت علی نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا۔ اور اپنے گھوڑے سے اتر کر پہلے گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر ہلاک کیا۔ پھر حضرت علی پر تلوار ماری۔ حضرت نے اس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو ٹکڑے کر دیا۔ اور باقی قریشیوں کو بھی مارتے مارتے خندق سے باہر نکال کر بھگا دیا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل ایسا بدحواس ہو کر بے سر و پا بھاگا۔ کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔

خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شعار کہتے ہیں یہ تھی کہ ہر ایک مسلمان **حم لا ینصرون**۔ کہتا تھا تاکہ اپنا اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔

اس جنگ میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنی حارثہ کے قلعہ میں تشریف لے گئی تھیں جو تمام مدینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ بھی آپ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں اور اس وقت تک عورتوں کے واسطے پردہ کا حکم نہ ہوا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہمارے قلعہ کے نیچے سے سعد بن معاذ گذرے اور میں نے ان کی زرہ کو دیکھا کہ بہت بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی۔ اور اس میں سے سعد کی کلائیاں باہر نکلی ہوئی تھیں عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے سعد کی ماں سے کہا کہ اگر سعد کی زرہ درست ہوتی تو بہتر تھا۔ اور میں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعد کو تیر نہ لگ جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ سعد کی اکحل رگ میں ایک تیر آ کر لگا۔ اور یہ تیر حبان بن قیس بن عرقہ بنی عامر کے ایک شخص نے مارا تھا اور مارتے وقت کہا تھا۔ کہ میرا یہ تیر نوش کر۔ اور میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا۔ خدا تیرے منہ کو دوزخ میں ڈالے۔ پھر خدا سے دعا کی۔ کہ اے خدا اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھیو۔ کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے

تیرے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ اور ان کو ان کے گھر سے نکالا ہے۔ اور اگر تو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تو مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ کر میں اپنی آنکھ سے بنی قریظہ کی ہلاکت دیکھ لوں۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کو ابو اسامہ جشمی بنی مخزوم کے حیف نے تیر مارا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں خفاجہ بن عاصم بن حبان نے تیر مارا تھا۔ اور اس جنگ میں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب حضور کی پھوپھی حسان بن ثابت کے قلعہ میں تشریف رکھتی تھیں۔ اور حسان بن ثابت بھی اسی قلعہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے واسطے موجود تھے۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھر رہا ہے۔ اور حضور اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابل ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آ گیا۔ تو سخت مشکل ہو گی۔ پس اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقعہ اور محل دیکھ رہا ہے یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے۔ تم اس کو جا کر قتل کر دو حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو۔ کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں صفیہ کہتی ہیں۔ جب حسان کا میں نے یہ جواب سنا اور سمجھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے۔ میں خود ایک لٹھ لے کر قلعہ سے باہر نکلی۔ اور اس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر قتل کر دیا پھر حسان سے آ کر کہا کہ اے حسان میں اس کو قتل کر آئی ہوں۔ تم جا کر اس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ۔ میں چونکہ عورت ہوں اس سبب سے میں نے اس کے کپڑے نہیں اتارے حسان نے کہا اے صفیہ مجھ کو اس کے کپڑوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جبکہ مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے۔ کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے ان کو گھیر رکھا تھا۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلادہ بن اشجع بن ریث بن غطفان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی خیر نو ہی ہو سکے کرو۔ اور چونکہ لڑائی مکر ہے لہذا ایسی ترکیب کرو۔ جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ نعیم نے عرض کیا بہت بہتر ہے پھر نعیم حضور کے پاس سے بنی قریظہ کے پاس آئے اور پہلے یہ ان کے بڑے دوست تھے بنی قریظہ سے انہوں نے کہا۔ کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا کیسا دوست ہوں۔ بنی قریظہ نے کہا بیشک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمد ﷺ سے عہد شکنی کی ہے یہ اچھا نہیں کیا۔ قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ پھر محمد تم پر حملہ کریں گے اس وقت تم کیا کرو گے۔ اور تم میں محمد ﷺ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس واسطے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور رہن کے اپنے پاس مقید رکھو۔ تاکہ اگر محمد تم پر حملہ کریں۔ تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آ جائیں بنی

قریظہ نے کہا اے نعیم واقعی یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کریں گے اور بغیر اس کے ہرگز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔

نعیم قریظہ کو یہ سبق پڑھا کر قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو۔ قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کی بات کہنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے۔ اس سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریظہ محمد ﷺ سے عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں۔ اور محمد ﷺ سے انہوں نے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپ سے بہت شرمندہ ہیں اور اس عہد شکنی کے بدلہ ہم چاہتے ہیں کہ چند قریش اور غطفان کے سرداروں کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائیں۔ آپ ان کی گردنیں مار دیں اور محمد ﷺ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے۔ پس اب قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے چند آدمی بطور رہن کے مانگیں۔ اور پھر ان کو محمد ﷺ کے پاس بھیج دیں اور محمد ﷺ ان کو قتل کر دیں۔ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز اپنا ایک آدمی بھی قریظہ کو نہ دینا۔ ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس سے ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم اور قبیلہ ہو۔ اور سب سے زیادہ مجھ کو پیارے ہو۔ مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جھوٹا نہ جانو گے غطفان نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو۔ ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کہتا ہوں۔ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو۔ اور پھر جو کچھ قریش سے کہا تھا وہ غطفان سے بھی کہا۔

راوی کہتا ہے ہفتہ کی رات ۵ھ میں ابوسفیان بن حرب اور غطفان کے سرداروں نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور یہ کہا کہ کل محمد پر حملہ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت پریشان ہو گئے ہیں۔ بنی قریظہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ سکتے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ جب تک تم چند آدمی اپنے ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے تمہارے ساتھ ہو کر ہرگز محمد ﷺ سے جنگ نہ کریں گے کیونکہ ہم کو یہ خوف ہے کہ جب تم یہاں سے چلے جاؤ گے تو محمد ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ اگر تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوں گے تو ہم کو یقین ہوگا۔ کہ ضرور تم ہماری مدد کو آ جاؤ گے۔

بنی قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا۔ کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا۔ قسم ہے خدا کی ہم ہرگز ان کو اپنے آدمی نہ دیں گے۔ اور بنی قریضہ سے کہا کہ ہم تمہارے اس حیلہ حوالہ کو نہیں سنتے۔ اگر تم کو ہمارا ساتھ دینا ہے۔ تو ہمارے ساتھ نکل کر جنگ کرو۔ بنی قریظہ نے کہا جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے ہم ہرگز محمد ﷺ سے جنگ نہ کریں گے قریش نے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کر

دیا۔ اور خداوند تعالیٰ نے ان کے آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

راوی کہتا ہے اور خدا کی طرف سے ان مشرکین پر یہ قہر نازل ہوا۔ کہ اس سردی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی۔ کہ تمام ہنڈیاں اور برتن مشرکوں کے الٹ گئے۔ اور کھانے پینے کا سارا سامان ان کا خراب ہو گیا اور مارے سردی کے پریشان ہو گئے۔

راوی کہتا ہے جب حضور ﷺ کو مشرکین کی اس خرابی کی خبر پہنچی۔ آپ نے حذیفہ بن یمان کو ان کی خبر لانے کے واسطے روانہ کیا تا کہ دیکھ آئیں کہ رات کو ان کی کیا حالت گذری۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے حذیفہ بن یمان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول خدا کو دیکھا ہے۔ اور ان کی صحبت میں رہے ہیں حذیفہ نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا پس آپ کس طرح کام کرتے تھے۔ حذیفہ نے کہا ہم بڑی محنت کرتے تھے۔ اس شخص نے کہا اے حذیفہ اگر ہم لوگ حضور کے زمانہ میں ہوتے تو آپ کو کبھی زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے۔ حذیفہ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خندق کی جنگ میں حضور کے ساتھ تھا۔ حضور نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ کون شخص ہے کہ جو ہم کو مشرکین کی خبر لادے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے حذیفہ کہتے ہیں۔ خوف اور بھوک اور سردی کی شدت سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ تب حضور نے مجھ کو طلب کیا۔ میں کھڑا ہوا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے حذیفہ تم جا کر دیکھو کہ مشرک کیا کر رہے ہیں۔ اور کسی سے کچھ نہ کہنا۔ سیدھے ہمارے پاس چلا آنا۔

اور حذیفہ کہتے ہیں۔ میں جب مشرکوں میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا اے قریش قسم ہے خدا کی۔ تم ایسی جگہ میں آکر ٹھہرے ہو کہ جہاں جوتیاں تک ٹوٹ گئیں۔

اور بنو قریظہ نے ہم سے عہد خلافی کی۔ اور ایسی باتیں کیں جو ہم کو بہت ناگوار گذریں۔ اور ہوا نے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ کسی طرح کا ہم کو اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ قائم رہتا ہے۔ پس میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکہ کو واپس چلے چلو۔ اور پھر ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اس کے پیکڑہ بندھا ہوا تھا ابوسفیان بدحواسی میں اونٹ پر سوار ہو کر اس کو مارنے لگا تب ایک اور شخص نے اس کا پیکڑہ کھول دیا اور ابوسفیان روانہ ہوا۔ حذیفہ کہتے ہیں۔ اگر حضور مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور میں ابوسفیان کو ایک تیر مار کر قتل کر دیتا۔

حذیفہ کہتے ہیں۔ پھر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اس وقت کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے مجھ کو دیکھا اپنے پیروں میں مجھ کو داخل کر لیا۔ اور چادر مجھ پر ڈال

دی پھر رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیرا۔ میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔

قریش کے واپس جانے کی خبر سنتے ہی غطفان بھی واپس اپنے ملک کو چلے گئے۔

بنی قریظہ کا غزوہ

ابن اسحق کہتے ہیں ۵ھ ہجری میں جبکہ مسلمان اور حضور خندق سے واپس ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اتار کر رکھے۔ ظہر کے وقت جبرئیل استبرق کا سفید عمامہ سر پر باندھے خچر پر سوار حضور کی خدمت میں آئے اور کہا یارسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے۔ حضور نے فرمایا ہاں جبرئیل نے کہا۔ فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں رکھے۔ اور نہ ابھی تک وہ قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں۔ اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لے جائیے اور میں بھی انہیں کی طرف جاتا ہوں۔

حضور نے اسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ جو شخص سننے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے اور مدینہ میں حضور نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

پھر حضور نے حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر کا نشان عنایت کر کے آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ جب حضرت علی بنی قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے۔ حضور کی شان میں ان کے گستاخانہ کلمات سن کر حضور کی خدمت میں واپس آئے اور راستہ میں آپ سے ملاقات کی۔ اور عرض کیا۔ حضور اگر آپ بذات خاص ان جیشوں کی طرف تشریف نہ لائیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا میں سمجھتا ہوں۔ کہ تم نے ان کو میرے تئیں برا بھلا کہتے سنا ہے۔ علی نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اگر وہ مجھ کو دیکھ لیں گے تب پھر کچھ نہ کہیں گے۔ پس جب حضور ان کے قلعوں کے پاس پہنچے فرمایا اے بندوں کے بھائیو۔ تم نے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیسا عذاب تم پر نازل کیا۔ بنی قریظہ نے کہا اے ابوالقاسم تم تو جاہل نہ تھے اب یہ کس قسم کا کلام کرتے ہو۔

بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے حضور کا مع صحابہ کے چند لوگوں کے پاس سے گذر ہوا۔ حضور نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی شخص گذرا ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار جس کا زین پوش دیباج کا تھا۔ یہاں سے گذرا ہے حضور نے فرمایا وہ جبرئیل تھے۔ خداوند نے ان کو اس واسطے بھیجا۔ تاکہ بنی قریظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کر دیں۔ اور ان کے دلوں پر خوف اور رعب غالب کریں۔

الغرض جب حضور بنی قریظہ کے پاس پہنچے۔ ان کے ایک کوئیں پر جس کو بیرانا کہتے تھے آپ نے قیام کیا اور مسلمان آپ کی خدمت میں آن جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ عشاء کے بعد تک

آئے اور عصر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی تھی۔ کیونکہ حضور نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سامان جنگ کی تیاری کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور حضور کے پاس آنے شروع ہوئے۔ اور یہیں حضور کے اس عشاء کے بعد ان لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی حضور نے ان لوگوں کو کچھ نہ کہا۔ اور خدا نے اپنی کتاب میں ان کی بڑائی بیان کی۔

حضور نے پچیس راتیں بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا۔ یہاں تک کہ یہ سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالی کیونکہ بنی اسرائیل سے ایک فرقہ کو خداوند تعالی نے بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا تھا۔

نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

راوی کہتا ہے قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حی بن اخطب بنی نضیر کا سردار بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس موافق عہد کے آ گیا تھا۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ بغیر ان کو مطیع کئے واپس نہ ہوں گے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے یہودیو۔ جس حالت اور مصیبت میں تم مبتلا ہو اس کو تم خود دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں ان میں سے جو بات تم کو پسند ہو اس کو قبول کرو۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا باتیں ہیں۔ ان کو بیان کرو۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم اس شخص کی اتباع کریں۔ اور ان کی تصدیق بجالائیں کیونکہ قسم ہے خدا کی یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے۔ کہ یہ سچے نبی ہیں۔ اور وہی رسول ہیں۔ جن کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان و مال اور اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ یہودیوں نے جواب دیا۔ کہ ہم توراۃ کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔ کعب نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچ کر محمد ﷺ اور ان کے اصحاب پر جا پڑو۔ اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو۔ پھر خود لڑ کر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے۔ اگر تم محمد پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے واسطے بہت سی عورتیں اور اولاد مہیا ہو جائے گی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنی ذریات کی طرف سے کچھ کھٹکا نہ رہے گا۔ یہودیوں نے کہا۔ ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو ان کے بعد اپنی زندگانی کا کیا لطف رہے گا۔ کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کرو۔ کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان تمہاری طرف سے بے فکر ہیں۔ تم راتوں رات ان پر شب خون مارو۔ شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مسخ ہو گئے۔

پھر ان سب لوگوں نے حضور کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیج

دیجئے۔ ہم ان سے مشورہ کریں گے۔ ابولبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قریظہ ان کے حلیف تھے حضور نے ابولبابہ کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ابولبابہ ان کے پاس پہنچے بہت سے مرد وعورت بنی قریظہ کے ان کے سامنے رونے اور چیخنے لگے۔ ابولبابہ کو ان کی حالت پر رحم آ گیا۔ اور انہوں نے کہا اے ابولبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمد کے حکم پر اتر آئیں۔ ابولبابہ نے کہا ہاں اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ذبح ہونا ہے۔

ابولبابہ کہتے ہیں وہاں سے میں ہلنے نہ پایا تھا۔ کہ اسی وقت مجھ کو خیال ہوا۔ کہ میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی اور اسی وقت وہاں سے واپس ہو کر مسجد شریف میں آیا۔ اور ایک ستون سے اپنے تئیں باندھ دیا اور رونے لگا۔ اور دل میں عہد کیا کہ جب تک خدا میری توبہ قبول نہ فرمائے گا۔ میں ہرگز اس ستون سے جدا نہ ہوں گا۔ اور بنی قریظہ میں جہاں میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی ہے ہرگز کبھی نہ جاؤں گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابولبابہ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

﴿ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾

"یعنی اے مومنو! تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو۔ اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم خیانت کی خرابی کو جانتے ہو"۔

جب ابولبابہ کو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے دیر ہوئی اور حضور کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا۔ میں اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتا اب جو خود اس نے ایسی حرکت کی ہے۔ میں بھی اس کو ستون سے نہیں کھولتا۔ جب تک کہ خدا اس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور ام سلمہ کے مکان میں تھے کہ سحر کے وقت ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کا حکم حضور پر نازل ہوا۔ اور حضور ہنسے۔ ام سلمہ نے عرض کیا حضور کس بات سے ہنستے ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا میں جا کر ابولبابہ کو یہ خوش خبری پہنچا دوں۔ حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس ام سلمہ نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ کہ اے ابولبابہ تم کو خوش خبری ہو کہ تمہاری توبہ خدا نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہ نے لوگوں کو منع کیا کہ خبردار کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول خدا مجھ کو خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے۔ جب میں کھوں گا۔ چنانچہ جب حضور صبح کی نماز کے واسطے باہر تشریف لائے۔ تب آپ نے ابولبابہ کو کھولا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ چھ رات ابولبابہ ستون سے بندھے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا۔ ان کی بیوی ان کو کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں۔ اور ان کی توبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی

﴿ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾

''یعنی اور دوسرے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کے مرتکب ہوئے۔ قریب ہے کہ خدا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب بنی قریظہ حضور کے حکم پر اتر آئے تب ثعلبہ بن مسعیہ اور سعید بن سعیہ اور اسد بن عبید جو بنی ہدل میں سے تھے یعنی نہ قریظہ میں سے نہ نضیر میں سے بلکہ قریظہ کے چچا زاد بھائی تھے اسی رات اسلام لائے جس رات بنی قریظہ حضور کے حکم پر اترے۔

اور اسی رات میں عمرو بن سعد قرظی بنی قریظہ میں سے نکل کر حضور کے پاس بان محمد بن مسلمہ کے پاس سے گذرا۔ جب محمد بن مسلمہ نے اس کو دیکھا پوچھا کون ہے اس نے کہا میں ہوں عمرو بن سعد اور یہ وہ شخص تھا۔ جس نے بنی قریظہ کا اس وقت ساتھ نہ دیا تھا جبکہ انہوں نے حضور کا عہد توڑا ہے اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا۔ کہ میں محمد ﷺ سے کبھی عذر نہ کروں گا۔ اب اس وقت جو محمد بن مسلمہ نے اس کو پہچانا۔ اس سے کچھ نہ کہا۔ اور جانے دیا۔ عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبوی کے دروازہ پر آیا اور پھر اس کا آج تک پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ حضور سے جب یہ ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا۔ کہ اس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب سے خدا نے اسے نجات دی۔

پھر جب صبح کو بنی قریظہ حضور کے حکم پر اتر آئے۔ قبیلہ اوس نے حضور سے گفتگو کی کہ یا رسول اللہ یہ بنی قریظہ ہمارے موالی ہیں۔ بنی خزرج کے نہیں ہیں۔ اور حضور نے ہمارے خزرجی بھائیوں کے موالی کے حق میں کل ہی وہ فیصلہ فرمایا ہے جس کو حضور جانتے ہیں۔ یعنی بنی قریظہ سے پہلے جب حضور نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا تھا اور وہ بنی خزرج کے حلیف تھے اور حضور کے حکم پر اتر آئے تب حضور نے ان کو عبداللہ بن ابی بن سلول کو بخش دیا تھا یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی۔ حضور نے فرمایا اے اوس کے لوگو۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو۔ کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی ہیں حضور نے فرمایا۔ پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہیں فیصلہ کریں۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے لگنے سے زخمی ہو گئے تھے۔ اور حضور نے ان کو ایک عورت رفیدہ نام کے خیمہ میں بھیج دیا تھا یہ عورت ثواب سمجھ کر زخمیوں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی تھی اور بڑی تجربہ کار تھی اور حضور نے سعد بن معاذ سے فرما دیا تھا کہ جب تک میں بنی قریظہ کی مہم سے واپس نہ آؤں تم یہیں رہو۔

اب جو حضور نے سعد بن معاذ کو اس فیصلہ کا حاکم بنایا انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ کے پاس گئے۔ اور ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کر ان کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جسیم اور خوب صورت شخص تھے۔ اور حضور کی خدمت میں لے کر آئے۔ اور راستہ میں ان سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنی قریظہ پر احسان کرنا۔ کیونکہ حضور نے تم کو اسی واسطے اس فیصلہ کا حکم بنایا ہے تاکہ تم احسان کرو۔ سعد نے کہا سعد ایسا شخص نہیں ہے۔ جس کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب سن کر بہت سے لوگ تو اسی وقت سعد کے پاس سے کھسک گئے اور سعد کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سن کر بنی عبد الاشہل میں جا کر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ سعد بن معاذ جس وقت حضور کے سامنے پہنچے۔ حضور نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو۔ مہاجرین جو قریش میں سے تھے ان کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب حضور نے انصار سے کیا۔ اور انصار یہ کہتے ہیں کہ یہ خطاب حضور کا عام طور پر سب سے تھا۔

انصار نے جب سعد بن معاذ کو دیکھا کہا اے سعد رسول خدا نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ کرنے کے واسطے حکم بنایا ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا تم خدا کے عہد اور میثاق پر قائم رہو۔ اور جو حکم میں کروں۔ اس کو تسلیم کرو۔ انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے سعد بن معاذ حضور کی تعظیم کے سبب سے حضور کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔ سعد نے کہا۔ پس میں یہ حکم کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے حضور نے سعد کے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا اے سعد تم نے خدا کے حکم کے موافق فیصلہ کیا۔

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت علی اور زبیر بن عوام لشکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اس فیصلہ کو سن کر حضرت علی نے فرمایا کہ آج یا تو میں بھی مثل حمزہ کے شہید ہوں گا۔ اور یا ان کے قلعہ کو فتح کر کے چھوڑوں گا۔ بنی قریظہ نے کہا اے محمد ﷺ ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اترتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور حضور نے مدینہ میں لا کر ان کو بنی نجار میں سے ایک عورت بنت حرث کے مکان میں مقید کیا۔ پھر حضور مدینہ کے بازار میں تشریف لائے۔ اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہود بنی قریظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے۔ اور قتل کئے جاتے تھے یہ سب یہودی چھ سو یا سات سو تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے درمیان میں تھے۔

جب ان لوگوں کو لا کر قتل کیا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب سے کہا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں کعب نے کہا کیا تم کسی جگہ بھی نہیں سمجھتے تم نہیں دیکھتے ہو کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا ہے۔ قسم ہے خدا کی یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح حضور سب کے قتل سے فارغ ہوئے

اور اسی وقت دشمن خدا حی بن اخطب بھی گرفتہ وبستہ مشکیں بندھا ہوا حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا اور حضور کو دیکھتے ہی اس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی مگر خدا جس کو شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر اس نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے لوگو خدا کا حکم اور اس کی تقدیر اسی طرح جاری ہوئی تھی۔ اور اس خون ریزی کو اس نے بنی اسرائیل کے واسطے لکھ دیا تھا۔ پھر اس کی بھی گردن ماری گئی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی۔ اور اس کو اس واسطے قتل کیا گیا کہ اس نے خلاد بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گرا کر ان کو شہید کیا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ ہنس بول رہی تھی۔ حالانکہ اس کو اپنے قتل کیے جانے کی خبر تھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس ہنستی رہی۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا میں یہاں ہوں حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے۔ اور اس کی گردن ماردی۔

بنی قریظہ میں ایک شخص زبیر بن باطا قرظی نام تھا۔ اس نے جاہلیت کے زمانہ میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا یعنی بعاث کی جنگ میں جبکہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب زبیر بن باطا نے ان کی پیشانی کے بال کتر کے ان کو آزاد کر دیا۔ اب اس موقع پر زبیر ثابت کے پاس آیا۔ اور کہا اے ثابت مجھ کو پہچانتے ہو ثابت نے کہا ہاں مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہ پہچانے گا۔ زبیر نے کہا اب میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ تم مجھ کو پناہ دلواؤ۔ ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیک آدمی نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ پھر ثابت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا اس کو بدلہ دوں۔ حضور نے فرمایا ہم نے اس کو تجھے بخشا۔ ثابت نے زبیر سے آن کر کہا کہ حضور نے تجھ کو پناہ دے دی اور تیرا خون بخش دیا۔ زبیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جب میرے بال بچے زندہ نہ ہوں گے۔ تب پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔ ثابت پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہوں اس کی جورو اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرمایئے۔ حضور نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا ثابت پھر اس کے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی حضور نے بخش دیا۔ اس نے کہا حجاز میں ایسے گھر کے لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو کیونکر زندہ رہیں گے۔ ثابت پھر حضور کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کا مال بھی مجھ کو بخش دیجئے۔ حضور نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا ثابت نے زبیر سے آکر کہا تیرا مال بھی حضور نے بخش دیا ہے۔ زبیر نے کہا اے ثابت ہماری قوم کا سردار کعب بن اسد کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ زبیر کہا

اور ہر غائب و حاضر کا سردار حی بن اخطب کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا اور عزال بن سموال جو ہمارا پشت و پناہ تھا وہ کیا ہوا ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کیا ہوئے۔ ثابت نے کہا سب قتل کئے گئے۔ زبیر نے کہا اے ثابت بس تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔ میں ان کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا۔ اور ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ ثابت نے لے جا کر اس کی گردن ماردی۔ راوی کہتا ہے جب حضرت ابوبکر نے اس کی یہ بات سنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا قسم ہے خدا کی دوزخ میں ہمیشہ ان سے ملتا رہے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ بنی قریضہ میں سے حضور نے ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس کے زیر ناف بال برآمد ہو گئے تھے۔ عطیہ قرظی کہتے ہیں۔ مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زیر ناف بال نہ تھے۔ پس مجھ کو بچہ خیال کر کے چھوڑ دیا۔

سلمیٰ بنت قیس منذر کی ماں جو حضور کی خالہ بنی عدی بن نجار میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف حضور کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے حضور سے رفاعہ بن سموال قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاعہ کو مجھے بخش دیجئے۔ وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا۔ اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا حضور نے اس کو ان کے تئیں بخش دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور نے بنی قریظہ کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ معلوم ہوا کہ حضور نے ان کے مال میں سے خمس نکال کر دو حصے گھوڑے کے مقرر کئے اور ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا یعنی سوار کے تین حصے اور پیدل جس کے پاس گھوڑا نہ تھا اس کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا۔ اس بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے راوی کہتا ہے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ بعد حضور کے جاری ہوا۔

پھر حضور نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن خذافہ اپنے واسطے پسند فرمائی اور یہ عورت حضور ہی کے اس رہیں۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوا۔

حضور نے ان سے ارشاد کیا تھا کہ تم مجھ سے شادی کرلو۔ اور پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے واسطے زیادہ آسان ہے۔ حضور نے ان کو اسی حالت پر رہنے دیا۔ اور جب حضور نے ریحانہ سے اسلام کی بابت کہا۔ تو ریحانہ نے انکار کیا۔ حضور کو یہ انکار ناگوار گذرا۔ پھر حضور ایک روز اپنے اصحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جوتیوں کی آواز آئی۔ فرمایا یہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی خوش خبری لے کر آتا ہے کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا

یارسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ حضور اس بات سے بہت خوش ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں غزوۂ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورۂ احزاب میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ جن میں مسلمانوں پر اپنی نعمت اور دشمنوں کو دفع کرنے اور منافقوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا ہے۔

﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَ تْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَکَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴾

''اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو۔ جو اس نے تم پر کی جس وقت کہ تم پر چاروں طرف سے لشکر آئے۔ پس ہم نے ان پر آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نہ دیکھتے تھے (یعنی فرشتوں کو بھیجا) اور ہے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا۔

﴿ اِذْ جَآءُ وْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴾

''جبکہ انہوں نے تم پر اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے حملہ کیا اور جبکہ تمہاری آنکھیں حیرت سے پھر گئیں۔ اور تمہارے دل حلق کے پاس آپہنچے اور تم خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرتے تھے''۔

﴿ هُنَالِكَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾

''وہاں مسلمانوں کی خوب آزمائش کی گئی اور منافق ہول دل سے خوب ہلائے اور لرزش دیئے گئے۔ اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے نہیں وعدہ کیا ہے ہم سے خدا اور سول نے مگر فریب کا''۔

﴿ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ یَا اَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ فَارْجِعُوْا وَیَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴾

''اور جب انہیں میں سے ایک گروہ نے کہا اے اہل مدینہ اس لشکر میں تمہارا ٹھکانہ نہیں ہے۔ پس تم واپس چلے جاؤ۔ اور ایک فریق منافقوں میں سے نبی سے اجازت لیتا تھا کہتے تھے ہمارے گھر خالی ہیں۔ حالانکہ وہ خالی نہ تھے صرف یہ منافق لڑائی سے بھاگنا چاہتے تھے''۔

﴿ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا وَّلَقَدْ کَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَکَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴾

''اور اگر منافقوں پر چاروں طرف سے مدینہ کے دشمن گھس آ دیں۔ اور ان سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کہ کہیں تو یہ فوراً ادیں اور دیر نہ کریں مگر تھوڑی سی۔ اور بیشک پہلے انہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ پشت نہ پھیریں گے جہاد سے اور خدا کے عہد کی بابت ضرور سوال کیا جائے گا''۔

﴿ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِالْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلاً قُلْ مَنْ ذَاالَّذِىْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْءً اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴾

''کہہ دو اے منافقو! تم کو موت یا قتل سے بھاگنا نفع نہ کرے گا اور اس وقت تم فائدہ نہ دئے جاؤ گے مگر تھوڑا سا۔ کہہ دو کون شخص تم کو خدا سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ برائی یا بھلائی کا ارادہ کرے اور نہیں پاویں گے وہ سوا خدا کے اپنے واسطے والی اور مددگار''۔

﴿ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلاً ﴾

''بیشک خدا جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو لوگوں کو جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں کو بہکاتے ہیں۔ اور خود جنگ میں نہیں جاتے ہیں مگر تھوڑا سا یعنی کبھی کبھی''۔

﴿ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِىْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ﴾

''بخیلی کرتے ہیں تمہاری مدد میں۔ ان کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں جیسے موت کی غشی والی کی آنکھیں پھرتی ہیں۔ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے۔ تب تم سے تیز زبانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں مال غنیمت میں بخیلی کرنے والے''۔

﴿ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ يَسْئَلُوْنَ عَنْ اَنْبَآءِكُمْ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قَاتَلُوْا اِلَّا قَلِيْلاً ﴾

''اور اگر پھر لشکر آموجود ہوں تو یہ منافق یہی چاہیں کہ کاش یہ دیہات میں کہیں نکل جائیں اور تمہاری خبریں دریافت کرتے رہیں اور اگر تمہارے ساتھ جنگ میں شریک بھی ہوں تو نہ لڑیں گے یہ لوگ مگر تھوڑا سا''۔

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ﴾

''بیشک تمہارے واسطے اے مسلمانو (یعنی) ان لوگوں کے لئے جو خدا اور روز آخرت (کے

عذاب) سے ڈرتے اور کثرت سے یادالٰہی کرتے تھے (پیروی کرنے کو) رسول اللہ کا عمدہ نمونہ موجود تھا''۔

﴿ وَلَمَّا رَاٰ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ﴾

''اور جب سچے مسلمانوں نے (دشمنوں کے) گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے۔ جس کا خدا اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس موقع کے پیش آنے سے ان کا ایمان اور فرماں برداری کا شیوہ زیادہ ہوا''۔

﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾

''مومنوں میں سے بعض تو ایسے ہیں۔ کہ خدا کے ساتھ جو انہوں نے (جاں نثاری) کا عہد کیا تھا اس میں سچے اترے سو بعض تو ان میں سے اپنی منت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے) اور بعض ان میں سے (شہادت) کے منتظر ہیں۔ اور انہوں نے اپنی (بات میں) کچھ ردوبدل نہیں کیا۔ (یہ جنگ اسی واسطے پیش آئی) کہ خدا سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا عوض دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا (چاہے) توبہ کی توفیق دے کر ان کی توبہ قبول فرمائے بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

﴿ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَّ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴾

''اور خدا نے کافروں کو (مدینے سے) ہٹا دیا (اور وہ) اپنے غصہ میں (بھرے ہوئے ہٹ گئے اور) ان کو (اس مہم سے) کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا اور خدا نے (اپنی مدد سے) مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی اور اللہ زبردست اور غالب ہے۔ اور اہل کتاب میں سے جو لوگ (یعنی بنی قریظہ کے یہودی) مشرکین کے مددگار ہوتے تھے خدا ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لایا۔ اور ان کے دلوں میں (تم مسلمانوں کا (ایسا) رعب بٹھا دیا (کہ) تم (بے دھڑک) بعض کو ان

میں سے قتل اور بعض کو قید کرنے لگے۔ اوران کی زمین اوران کے گھروں اوران کے مالوں کا اور (نیز) اس زمین (خیبر) کا جس میں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا تم (ہی) کو مالک بنادیا''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوگئی سعد بن معاذ کا زخم بہنے لگا۔ اوراسی کے سبب سے وہ شہید ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا ہے۔ رات کا وقت تھا۔ اسی وقت جبرئیل استبرق کا عمامہ باندھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے۔ جس کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ اور عرش ہل گیا ہے۔ حضور اسی وقت اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے سعد کے پاس آئے اور دیکھا تو ان کا انتقال ہوگیا تھا۔

حضرت عائشہ جب مکہ سے واپس آرہی تھیں تو اسید بن حضیر ان کے ساتھ تھے فرماتی ہیں راستہ میں اسید کو ایک عورت کے مرنے کی خبر پہنچی اسید اس سے بہت رنجیدہ ہوئے حضرت عائشہ نے فرمایا اے اسید تم ایک عورت کے مرنے پر اس قدر رنج کرتے ہو حالانکہ تمہارے چچا زاد بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے جن کی وفات سے عرش ہل گیا۔

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ ایک جسیم آدمی تھے۔ جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اس کو بہت ہی ہلکا پایا۔ مسلمان کہنے لگے قسم ہے خدا کی یہ ایسے جسیم شخص کا جنازہ اوراس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ حضور نے جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح کے ساتھ بشارت حاصل کررہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔

جابر کہتے ہیں۔ جس وقت سعد کو دفن کیا ہے ہم حضور کے ساتھ موجود تھے۔ پس حضور نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی حضور کے ساتھ تسبیح پڑی انہوں نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ نے حضور سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ تسبیح اور تکبیر حضور نے کس واسطے پڑھی فرمایا اس نیک بندہ کی قبر تنگ ہورہی تھی یہاں تک کہ خدا نے اس کو کشادہ کردیا۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا قبر ہر شخص پر تنگ ہوتی ہے۔ اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا۔ تو سعد بن معاذ تھا۔ انصار میں سے ایک شخص نے سعد بن معاذ کی وفات میں یہ شعر کہا۔ شعر

وَمَا اهْتَزَّ عَرْشُ اللّٰهِ مِنْ مَوْتِ هَالِكٍ ‏ ‏ ‏ سَمِعْنَا بِهٖ اِلَّا لِمَوْتِ اَبِیْ عَمْرٍو

(ترجمہ) کسی مرنے والے کی موت سے ہم نے خدا کے عرش کو ہلتے نہیں سنا سوا سعد بن معاذ ابی عمرو کے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ خندق کی جنگ میں مسلمانوں میں چھ آدمی شہید ہوئے۔ بنی عبدالاشہل میں سے سعد بن معاذ اور انس بن عوف بن عتیک بن عمرو اور عبداللہ بن سہل تین شخص۔ اور خزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے طفیل بن نعمان اور ثعلبہ بن غنمہ دو شخص۔ اور بنی نجار کی شاخ بنی دینار میں سے کعب بن زید ایک تیر کی ضرب سے شہید ہوئے۔ جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا۔ کہ کون شخص تھا۔

اور مشرکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے۔ بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار یہ ایک تیر سے زخمی ہوا۔ اور مکہ میں جا کر مر گیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ قتل ہوا۔ اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہوا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش اپنے قبضہ میں کر لی۔ مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ حضور نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اس کی قیمت کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور حضور نے وہ لاش مشرکین کو عنایت کر دی اور زہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے اس لاش کے معاوضہ میں حضور کو دس ہزار درہم دیئے۔

معتبر روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں عمرو بن عبدود اور اس کے بیٹے حسل بن عمر کو قتل کیا۔ اور بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حرث بن خزرج سے خلاد بن سوید بن ثعلبہ شہید ہوئے۔ ان پر ایک یہودی عورت نے چکی کا پاٹ گرا دیا تھا اس کی ضرب سے ان کا سر پھٹ گیا اور یہ شہید ہو گئے اور حضور نے فرمایا ان کے واسطے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت ابوسنان بن محصن نے انتقال کیا اور بنی قریظہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اسی مقبرہ میں اب بھی ان کے مردے دفن کئے جاتے ہیں۔

جب صحابہ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو حضور نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ کر نہ آئیں گے بلکہ اب تم ان پر چڑھ کر جاؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب خندق اور بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوئی تو بنی خزرج نے حضور سے اسلام بن ابی الحقیق کے قتل کرنے کی اجازت لی۔

کیونکہ اس سے پہلے کعب بن اشرف کو قتل کر چکے تھے۔ اب خزرج نے چاہا کہ ہم اسلام بن ابی الحقیق کو قتل کر کے حضور کی عنایت اور ثواب کے مستحق ہوں۔ یہ سلام بن ابی الحقیق ابورافع شخص ہے جو قبائل عرب کو حضور کی عداوت اور لڑائی پر آمادہ کیا کرتا تھا اور خود خیبر میں رہتا تھا۔ حضور نے بنی خزرج کو اس کے قتل کی اجازت دے دی۔

سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا بیان

ابن اسحق کہتے ہیں۔ خداوند کریم کی اپنے رسول پر عنایت اور نوازش کی ایک یہ بات تھی کہ انصار کے دونوں قبیلے اس کوشش میں رہتے تھے کہ ہم دوسرے سے نیک کام میں پیچھے نہ رہیں۔ جب اوس کوئی کام کرتے۔ تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا یا اس سے بڑھ کر کام کریں۔ اور جب خزرج کوئی کام کرتے تو اوس کا یہی حال ہوتا۔

جب اوس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو حضور سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ خزرج نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور یہ ہم پر فضیلت لے جائیں۔ تب انہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو حضور سے سخت عداوت رکھتا ہو جیسے کہ ابن اشرف تھا۔ پس یہ بات طے ہوئی کہ ابن ابی الحقیق کو جو خیبر میں رہتا ہے قتل کرو۔ پھر انہوں نے آ کر حضور سے اجازت چاہی حضور نے ان کو اجازت دی۔ پس خزرج کے قبیلہ۔ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر مستعد ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک اور مسعود بن سنان اور عبداللہ بن انیس اور ابوقتادہ حرث بن ربعی اور خزاعی بن اسود ان کے حلیف جو بنی اسلم سے تھے ان میں حضور نے عبداللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا۔ پس یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان میں پہنچے اور اس مکان میں جس قدر گھر تھے سب کے دروازوں کی کنڈیاں لگاتے گئے تا کہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پائے۔

پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر میں پہنچے اور اس کو آواز دی اس کی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو۔ ہم نے کہا ہم عرب ہیں اور میرہ[1] کی تلاش میں یہاں آئے ہیں عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں انصار اندر گئے اور اندر سے اس کوٹھڑی کی بھی کنڈی لگائی تا کہ کوئی اندر آ کر اس کے قتل میں مانع نہ ہو مگر اس کی بیوی یہ دیکھ کر غل مچانے لگی اور یہ لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا۔ اور رات کے اندھیرے میں اس کے جسم کی سفیدی نے ہم نے اس کو جان کر اپنی تلواروں کے نیچے رکھ لیا۔ اور جب اس عورت نے غل مچائی۔ تو ہم میں سے ایک شخص نے اپنی تلوار اس پر بلند کی۔ مگر پھر حضور کی ممانعت کو خیال کر کے ہاتھ روک لیا۔ ورنہ ایک ہاتھ میں اسی وقت اس کا فیصلہ ہو جاتا کہتے ہیں جب ہم نے اس پر

---

[1] یعنی فوج کے واسطے سامان خورد و نوش از قسم غلہ وغیرہ۔

تلواریں ماریں تو عبداللہ بن انیس نے اپنی تلوار اس کے پیٹ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا بس مجھ کو یہ کافی ہے کافی ہے انصار کہتے ہیں اس کو قتل کر کے ہم واپس ہوئے اور جب اوپر کے درجہ سے نیچے اترنے لگے تو عبداللہ بن عتیک بسبب ضعف بصارت کے سیڑھی پر سے گر پڑے اور ان کا ہاتھ اور بقول بعض پیر اتر گیا۔ ہم ان کو چھڈھی پر چڑھا کر خیبر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دم لیا۔ اور یہودیوں نے چراغ روشن کر کے چاروں طرف ہم کو ڈھونڈھنا شروع کیا۔ جب کہیں ہم کو نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ اور ہم نے یہ خیال کیا۔ کہ ہم کو کیونکر معلوم ہو کہ واقعی دشمن خدا قتل ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ سلام بن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اس کے منہ کو دیکھ رہی ہے۔ اور لوگوں سے اس قصہ کو بیان کر رہی ہے۔ اور کہتی ہے کہ قسم خدا کی میں نے ابن عتیق کی آواز سنی تھی۔ پھر میں نے خیال کیا۔ کہ یہاں اس وقت ابن عتیق کہاں پھر اس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا۔ اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا۔ انصاری کہتے ہیں۔ اس کی اس بات سے میں بہت خوش ہوا۔ اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پیٹھ پر لاد کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دشمن خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی۔ پھر حضور کے سامنے ہی ہم نے اس بات میں اختلاف کیا کہ کس کی تلوار نے اس کو قتل کیا ہے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ حضور نے فرمایا تم سب اپنی اپنی تلواریں مجھ کو دکھاؤ۔ ہم نے حضور کو تلواریں دکھائیں۔ حضور نے عبداللہ بن انیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا۔ کہ اس تلوار سے وہ قتل ہوا ہے۔ کیونکہ اس پر میں نے کھانے[۱] کا نشان دیکھا ہے۔

عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کا اسلام قبول کرنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں خاص عمرو بن عاص کی زبانی روایت ہے کہتے ہیں جب میں خندق کی جنگ سے مع لشکر کے مکہ واپس گیا۔ تو میں نے قریش کے چند لوگوں کو جمع کیا جو اکثر میری رائے سے متفق ہوا کرتے اور میری بات کو سنا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ قسم ہے خدا کی۔ میں ایسا دیکھتا ہوں کہ روز بروز حضرت محمد کا کام بلند ہوتا جائے گا اور انہیں کو غلبہ اور فتح ہو گی۔ میں نے اس میں ایک رائے نکالی ہے تم لوگ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے ان لوگوں نے کہا پہلے تم بیان کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے میں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لے کر نجاشی بادشاہ حبش کے پاس چلیں۔ اور وہیں رہنا اختیار کریں۔ کیونکہ

---

[۱] جب عبداللہ بن انیس نے اس کے پیٹ میں تلوار گھسائی تھی۔ تو اس پر پیٹ کی آلائش کچھ لگ گئی تھی۔

اس کے ماتحت ہو کر رہنا ہمارے نزدیک محمد کے تابع دار ہو کر رہنے سے بہتر ہے پھر اگر یہاں ہماری قوم محمد ﷺ پر غالب ہوئی تب تو ہمارے واسطے بہت ہی بہتر ہوگا۔ اور اگر محمد ﷺ غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ حرج نہ ہوگا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا۔ اور عمدہ عمدہ چمڑے جو ہمارے ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم نجاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ہم نے دیکھا عمرو بن امیہ ضمری کو حضور نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کے واسطے بھیجا تھا۔ اور جس وقت ہم نجاشی کے پاس جارہے تھے۔ اس وقت عمرو بن امیہ نجاشی کے پاس سے آ رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن امیہ جارہا ہے میں نجاشی سے اس کو مانگ لوں گا۔ اور قتل کروں گا۔ پھر قریش اگر محمد کو قتل کریں گے۔ تو میں ان کے برابر ہو جاؤں گا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں نجاشی کے سامنے گیا۔ اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسی کہ میری عادت تھی۔ نجاشی نے کہا آؤ۔ میرے دوست آؤ خوب آئے کیا میرے واسطے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے لائے ہو۔ میں نے عرض کیا اے بادشاہ میں بہت سے کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے واسطے لایا ہوں۔ پھر وہ ہدیہ نجاشی کے سامنے میں نے پیش کیا۔ نجاشی بہت خوش ہوا۔ اور اس کو قبول کیا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کے پاس سے ابھی نکل کر گیا ہے۔ اور وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں آیا ہے اس کو آپ مجھے دے دیجئے۔ تا کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں نجاشی میری اس بات کو سن کر سخت خفا ہوا۔ اور اس زور سے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر مارا۔ کہ مجھ کو یقین ہوا۔ کہ ضرور ناک ٹوٹ گئی ہو گی۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہہ کر میں اس قدر شرمندہ ہوا۔ کہ اگر زمین پھٹ جائے تو میں اس میں سما جاؤں۔ اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ تم خفا ہو گے۔ تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

نجاشی نے کہا اے عمرو کیا تو مجھ سے ایسے شخص کو مانگتا ہے جو اس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آتا تھا تا کہ تو اس کو قتل کر دے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا یہ بات ہے۔ نجاشی نے کہا اے عمرو تجھ کو خرابی ہو میری اطاعت کر اور محمد ﷺ کی بیعت کر لے۔ بیشک وہ حق پر ہیں۔ اور عنقریب وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہو جائیں گے جیسے کے موسیٰ فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیتے ہیں نجاشی نے کہا ہاں میں بیعت لیتا ہوں۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے نجاشی سے بیعت کی۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ مگر ان سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا اس کے بعد خاص حضور کے ہاتھ پر اسلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید مکہ سے آتے ہوئے ملے۔ اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے میں نے کہا اے ابو سلیمان کہاں جاتے ہو۔ خالد نے کہا اب کہاں تک ہم مخالفت کریں گے۔ قسم ہے خدا کی بیشک وہ سچے نبی ﷺ ہیں۔ میں تو ان پر اسلام

لانے جاتا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی اسلام لانے جاتا ہوں۔ پھر ہم مدینہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید نے آگے بڑھ کے حضور کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس شرط سے بیعت کرتا ہوں کہ میرے سب گناہ معاف ہو جائیں حضور نے فرمایا اے عمرو بیعت کر۔ اسلام اپنے سے پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور ہجرت بھی سب گناہوں کو دور کرتی ہے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے حضور سے بیعت کی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بعض معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ قریظہ کی جنگ ماہ ذی حجہ میں ہوئی۔ اور یہ حج بھی مشرکوں ہی کے قبضہ میں رہا۔

غزوۂ بنی لحیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی قریظہ کی جنگ کے بعد حضور مدینہ ذی الحجہ۔ محرم۔ صفر۔ ربیع الاول ربیع الثانی پانچ مہینہ رہے۔ پھر چھٹے مہینہ میں بنی لحیان کی جنگ کے واسطے تشریف لے چلے اور اصحاب رجیع یعنی خبیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کا ارادہ تھا اور حضور نے ظاہر یہ کیا کہ ملک شام پر جاتے ہیں۔ تاکہ یکبارگی دشمنوں پر جا پڑیں اور مدینہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔ پھر مدینہ سے باہر نکل کر جب غراب پر سے گذرے پہاڑ مدینہ کے ایک طرف شام کے راستہ پر ہے۔ پھر اس پہاڑ پر سے حضور مقام شراء پر آئے۔ اور وہاں سے صفق ذات الیسار میں آئے پھر یہاں سے پتھریلے میدان سے گذر کر سیدھے راستہ پر آ گئے۔ اور یہاں سے آپ نے زور رفتاری اختیار کی۔ یہاں تک کہ مقام غران میں جہاں بنی لحیان رہتے تھے پہنچے۔ غران ایک جنگل ہے ان اور عسفان کے درمیان میں اور اس کے قریب شہر ساجہ ہے حضور کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنی لحیان پہاڑیوں کو چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے۔

حضور کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ تب آپ نے فرمایا۔ اگر ہم عسفان کی طرف اتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ ہم مکہ کی طرف آتے ہیں۔ پھر حضور دو سو سواروں کو لیکر عسفان کی طرف اتر گئے۔ اور پھر دو سواروں کو آپ نے کراع الغمیم کی طرف روانہ کیا۔ اور پھر خود مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ جابر کہتے ہیں میں نے حضور سے سنا تھا جس وقت آپ مدینہ کی طرف واپس ہوئے فرماتے تھے۔ اعوذ باللہ من وعثاء السفر

---

[1] پناہ مانگتے ہیں ہم خدا کے ساتھ سفر کی مشقت سے اور واپسی کے غم واندوہ اور مال وحال میں برائی کے دیکھنے سے۔

و کابة للنقلب وسوء للنظر فی الاهل المال.

بنی لحیان کے غزوہ سے آن کر مدینہ میں حضور دو تین ہی رات رہے تھے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری غطفان کے چند سواروں کو لے کر حضور کے اونٹوں پر آ پڑا۔ اور ان کو لوٹ کر لے گیا۔ اور ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا قتل کر گیا۔ اور اس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا۔

غزوۂ ذی قرد

ابن اسحٰق کہتے ہیں پہلے جس شخص نے عیینہ کو اونٹ لے جاتے ہوئے دیکھا وہ سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی تھے۔ صبح کے وقت یہ اپنی تیر کمان لگاتے ہوئے کسی ضرورت سے جا رہے تھے۔ اور طلحہ بن عبید اللہ کا غلام ایک گھوڑے کو ہکاتا ہوا ان کے ساتھ جا رہا تھا۔ جب یہ دونوں ثنیۃ الوداع کے اوپر پہنچے اور وہاں سے انہوں نے دشمنوں کے گھوڑے دیکھے اور چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آ جاؤ۔ اور پھر سلمہ بن رکوع مثل شیر کے دشمنوں پر جا پڑے اور تیروں سے ان کی خبر لینی شروع کی۔ اور جب تیر مارتے تھے کہتے تھے خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ۔ اور سلمہ یہ کرتے کہ جب دشمن ان کی طرف کو دوڑتے تو یہ پیچھے بھاگ آتے اور پھر ان کے تیر مارنے شروع کرتے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے سلمہ بن اکوع کے چیخنے کی آواز سنی۔ تمام مدینہ میں اعلان کرا دیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ پس فوراً سوار حضور کی خدمت میں آنے شروع ہوئے اور سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے۔ انہیں کو مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں پھر مقداد کے بعد عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زغوراء بنی عبدالاشہل میں سے اور سعد بن زید بنی کعب بن عبدالاشہل میں سے اور اسید بن ظہیر بنی حارثہ میں سے اور عکاشہ بن محصن بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ابو قتادہ حرث بن ربعی بنی سلمہ میں سے اور ابو عیاش عبید بن زید بن صامت بنی زریق میں سے آ کر حضور کی خدمت میں جمع ہوئے۔ سعد بن زید کو حضور نے ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ۔ میں بھی تم سے آ کر ملتا ہوں۔

راوی کہتا ہے حضور نے ابو عیاش سے فرمایا۔ کہ اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو تو بہتر ہے وہ تم سے پہلے لٹیروں سے جا ملے گا۔ ابو عیاش نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی اچھا سوار ہوں۔ اور پھر میں نے گھوڑے کو ایڑھ دی۔ پس قسم ہے خدا کی پچاس قدم بھی میرا گھوڑا نہ چلا۔ کہا کہ اس نے مجھ کو پھینک دیا۔ تب مجھ کو اپنے قول پر تعجب ہوا کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی اچھے سوار کو دے دو اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں اچھا سوار ہوں۔ بنی زریق میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابو عیاش کا گھوڑا حضور نے معاذ بن

ماعص بن قیس بن خلدہ کو عنایت کیا تھا۔

سلمہ بن اکوع پیدل ہی لٹیروں کے عقب میں گئے تھے پھر ان کے بعد یہ سوار جا پہنچے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پہلا جو سوار لٹیروں کے پاس پہنچا۔ یہ محرز بن نضلہ تھا جس کو اخرم بھی کہتے ہیں۔ اور بعض قمیر کہتے ہیں۔ جب مدینہ سے سوار نکل کر روانہ ہونے لگے۔ تو محمود بن مسلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ گھوڑا اور گھوڑوں کی آواز سن کر ہنہنانے اور غل مچانے لگا۔ بنی عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے اس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر قمیر سے کہا کہ اے قمیر تم اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ اور حضور سے جا ملو۔ قمیر کہتے ہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ اور میں اس پر سوار ہو کر بہت جلدی قوم سے جا ملا۔ اور ان کو قتل کرنا شروع کیا۔ اور ان سے کہا کہ اے بدمعاش ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ چاروں طرف سے مہاجرین اور انصار تمہاری گوش مالی کو آ جائیں۔ لٹیروں میں سے ایک شخص نے قمیر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا۔ اور گھوڑا ان کا بھاگ کر اپنے مقام پر آ گیا۔ اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے سوا قمیر کے کوئی شہید نہیں ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ قمیر کے ساتھ وقاص بن مجزز زلجی بھی شہید ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں محمود کے گھوڑے کا نام ذولجہ تھا۔ اور سعد بن زید کے گھوڑے کا نام لاحق تھا۔ اور مقداد کے گھوڑے کا نام بعزجہ تھا اور بعض کہتے ہیں سبحہ تھا۔ اور عکاشہ بن محصن کے گھوڑے کا ذولمہ تھا اور ابوقتادہ کے گھوڑے کا نام خردہ تھا۔ اور عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام لماع تھا اور اسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام مسنون تھا۔ اور ابوعیاش کے گھوڑے کا نام حلوہ تھا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ محرز عکاشہ بن محصن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام جناح تھا۔ پس محرز کو شہید کر کے لٹیرے جناح کو لے گئے۔ اور ابوقتادہ نے حبیب بن عیینہ بن حصن کو قتل کر کے جو لٹیروں میں سے تھا اپنی چادر اس پر اڑھادی۔ پھر لٹیروں کے مقابلہ پر چلے گئے۔

حضور ﷺ مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے۔ اور مسلمانوں نے حبیب کو ابوقتادہ کی چادر اوڑھے ہوئے پڑا دیکھ کر انا للہ پڑھی اور سمجھے کہ ابوقتادہ شہید ہو گئے۔ حضور نے فرمایا یہ ابوقتادہ نہیں ہے بلکہ ابوقتادہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے۔ ابوقتادہ نے اس واسطے اپنی چادر اس کو اڑھادی۔ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابوقتادہ کا قتیل ہے۔

اور عکاشہ بن محصن نے اوبار اور اس کے بیٹے عمرو بن ادبار کو ایک اونٹ پر بیٹھے دیکھ کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ دونوں کے پار ہو گیا اور دونوں قتل ہوئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لٹیروں سے چھڑا لئے پھر حضور مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قرد میں جا کر اترے اور ایک شبانہ روز وہاں قیام کیا۔

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے حضور سے عرض کیا۔ کہ اگر سو آدمی حضور میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اونٹ بھی میں لٹیروں سے چھڑا لاؤں اور لٹیروں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کروں۔ حضور نے فرمایا یہ لٹیرے قبیلہ غطفان میں آج شام کو جا پہنچیں گے۔ پھر حضور نے اپنے صحابہ کے اندر سو سو آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا۔ اور حضور کے پاس تشریف لے آئے۔ اور غفاری کی بیوی حضور علیہ السلام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر حضور کے پاس آئی اور سارا واقعہ ابتداء سے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ پھر کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر خدا مجھ کو اس اونٹنی پر نجات دے گا۔ تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ عورت کی اس بات سے حضور نے تبسم فرمایا۔ اور فرمانے لگے تو نے اس اونٹنی کے واسطے برا بدلہ تجویز کیا ایک تو خدا تجھ کو اس پر نجات دے۔ پھر تو اس کی قربانی کرے یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی۔ اور نہ اس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو یہ اونٹنی میرے اونٹوں میں سے ہے۔ تیری ملکیت نہیں ہے جو تیری نذر اس پر جاری ہو سکے تو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا۔

غزوۂ بنی مصطلق

غزوۂ ذی قرد کے بعد حضور نے مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ گذار کر شعبان ۶ ہجری میں خزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر جہاد کی تیاری کی۔ اور مدینہ میں ابو ذر غفاری اور بقول بعض نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کو خبر پہنچی۔ کہ بنی مصطلق حضور کی جنگ کے واسطے تیاری کر رہے ہیں۔ اور سرداران کا حرث بن ابی ضرار ہے جو حضور کی زوجہ ام المومنین حضرت جوریہ کا باپ تھا۔

حضور اس خبر کے سنتے ہی صحابہ کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور مقام مرسیع میں جو ان کے ایک چشمہ کا نام تھا۔ دونوں لشکروں کی ملاقات ہوئی یہ مقام ساحل سمندر کے قریب قدید کے کنارہ پر ہے۔

دونوں لشکروں میں خوب جنگ مغلوبہ ہوئی۔ اور قتل وقتال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور حضور نے ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

راوی کہتا ہے بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام بن صبانہ کو انصار میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ سے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر انجان پنے میں قتل کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ چشمہ پر پانی پلانے کچھ لوگ آئے۔ اور حضرت عمر کا پناہ دیا ہوا بنی غفار میں سے ایک شخص جہجاہ بن مسعود تھا۔ یہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا۔ اور سنان بن وربجہنی بنی عوف بن خزرج کا

حلیف بھی چشمہ پر آیا۔ اوران دونوں یعنی سنان اور جہجاہ میں لڑائی ہوگئی۔ پھران دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے واسطے لوگوں کو پکارا۔ جہجاہ نے مہاجرین کو آواز دی اور سنان نے انصار کو آواز دی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کو غصہ آیا۔ اوراس نے انصار کو حضور اور مہاجرین کے برخلاف ابھارنے کے واسطے کہا کہ تم لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے شہر میں اور اپنے گھروں میں جگہ دی اوران کو پرورش کیا۔ قسم ہے خدا کی اب جو ہم مدینہ میں واپس جائیں گے۔ تو ضرور عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ یہ سارا تمہارا قصور ہے۔ تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور اپنے گھروں میں رکھا۔ اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے۔

جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگو کر رہا تھا۔ ایک نوعمر شخص زید بن ارقم نامی وہاں کھڑا ہوا یہ گفتگو سن رہا تھا جب عبداللہ بن ابی کہہ چکا۔ زید بن ارقم نے ساری خبر حضور کی خدمت میں جا کر بیان کی۔ اور یہ اس وقت کا ذکر ہے جبکہ حضور دشمن کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور عمر بن خطاب بھی حضور کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عمر بن خطاب نے عرض کیا حضور عباد بن بشر کو حکم فرمائیں تا کہ وہ فوراً جا کر عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیں۔ حضور نے فرمایا اے عمر لوگ یہ کہیں گے۔ کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ پھر حضور نے اسی وقت لشکر کے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ وقت حضور کے کوچ کرنے کا نہ تھا حضور کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیا اور عبداللہ بن ابی کو خبر پہنچی کہ حضور کو میری گفتگو کی خبر ہوگئی ہے زید بن ارقم نے حضور سے کہہ دیا ہے وہ اسی وقت دوڑا ہوا حضور کی خدمت میں آیا۔ اور قسم کھائی۔ کہ میں نے ایک حرف نہیں کہا ہے۔ انصار میں سے جو لوگ اس وقت حضور کی خدمت میں موجود تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی کی طرف سے دفع الوقتی کے واسطے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زید بن ارقم بچہ ہے ضرور اس سے بیان کرنے میں غلطی ہوگئی ہوگی۔

ابن اسحق کہتے ہیں۔ جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے ایک شخص اسید بن حضیر نے حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا اور عرض کیا یا نبی اللہ آپ نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے۔ کہ اس وقت آپ کبھی روانہ نہ ہوتے تھے۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے اپنے ساتھی کی بات نہیں سنی کہ اس نے کیا کہا ہے اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ کس ساتھی کی۔ فرمایا عبداللہ بن ابی کی۔ اسید نے عرض کیا وہ کیا کہتا ہے فرمایا اس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے گا۔ تو عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ بس تو آپ ہی اس کو مدینہ سے نکالیں گے اگر آپ جائیں گے قسم ہے خدا کی آپ عزت والے ہیں۔ اور وہ ذلیل ہے پھر اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ بن ابی کے واسطے لوگوں نے تاج بنایا تھا۔ کہ اس کو بادشاہ کریں گے مگر حضور کے

تشریف لانے سے وہ بات رفو چکر ہوگئی۔اس سبب سے وہ خیال کرتا ہے کہ حضور نے اس کی بادشاہت چھین لی حضور اس کی بات پر توجہ نہ فرمائیں۔

اور حضور کے اس وقت کوچ فرمانے کا یہی سبب تھا۔ کہ لوگ اس گفتگو سے رک جائیں پھر حضور اس دن پھر چلے اور رات بھر چلے جب صبح ہوئی تو دھوپ نے لوگوں کو ستایا آخر حضور ایک جگہ اترے اور سب لوگ سو گئے پھر حضور حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو بقعاء کہتے تھے نزکش ہوئے۔

پھر جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایک ایسے زور کی آندھی چلی۔ جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے حضور نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کے سبب سے چلی ہے۔ چنانچہ جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت مرگیا تھا۔ یہ منافقوں کا سرداران کا سرگروہ تھا۔

راوی کہتا ہے پھر قرآن شریف میں عبداللہ بن ابی کی گفتگو کے متعلق آیات نازل ہوئیں اور حضور نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سن کر خدا کی محبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سنا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی میرے باپ کو قتل کرانا چاہتے ہیں۔ بسبب اس بات کے جو آپ نے اس کی سنی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ قسم ہے خدا کی خزرج اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں ہے۔ اور مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور اس نے قتل کیا تو مجھ سے ہرگز گوارہ نہ ہوگا کہ میں اس کو زندہ زمین پر چھوڑ دوں پھر میں اس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اس کو قتل کردوں حضور نے فرمایا نہیں ہم اس کو قتل نہیں کراتے بلکہ اس کی صحبت کو اپنے ساتھ اچھا سمجھتے ہیں۔

پھر اس کے بعد عبداللہ بن ابی جب کوئی ایسی ویسی بات کہتا اسی کی قوم اس کو سخت وست کہتی تھی اس وقت حضور نے عمر بن خطاب سے فرمایا کہ اے عمر جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کرانے کے واسطے کہا تھا اگر میں اس کو قتل کرادیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہوجاتے۔ اور اب اگر انہیں لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کردیں۔ عمر کہتے ہیں قسم ہے خدا کی میں نے جان لیا کہ بیشک حضور کی رائے میری رائے سے افضل و بہتر ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مقیس بن صبابہ مکہ سے مسلمان ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور حضور سے اپنے بھائی کا خون بہا چاہتا ہوں یعنی ہشام بن صبابہ کا جس کو

مسلمانوں نے خطا سے قتل کیا ہے حضور نے اس کو خون بہادے دیا۔ یہ چند روز تو مسلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پا کر قتل کر کے مکہ روانہ ہو گیا۔ اور اسلام سے بھی پھر گیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ تھا یا منصور اَمِتْ اَمِتْ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی مصطلق میں سے اس جنگ میں چند لوگ قتل ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی نے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک شہ سوار کو جس کا نام اَحْمَر یا اُحَیْمَر تھا قتل کیا اور حضور کے ہاتھ اس جنگ میں بہت سے قیدی آئے جن کو حضور نے مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ اور ام المومنین جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار بھی انہیں قیدیوں میں تھیں۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضور نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حرث ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں یا اس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی تھیں غرض کہ جویریہ نے کتابت کر لی۔ اور جویریہ نہایت خوبصورت ملاحت والی تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر آتے ہوئے دیکھا۔ اور ان کا آنا مجھے ناگوار گذرا۔ کیونکہ مجھے خیال ہوا۔ کہ جو حسن ان کا میں نے دیکھا ہے حضور بھی دیکھیں گے۔ پھر جویریہ حضور کی خدمت میں آئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جویریہ حرث کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور جو مصیبت مجھ کو پہنچی ہے۔ وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے میں ثابت بن قیس یا اس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اس سے کتابت کر لی ہے۔ اور اب میں آپ کی خدمت میں اس واسطے آئی ہوں کہ آپ میرے مال کتابت کے ادا کرنے میں امداد فرمائیں۔ حضور نے فرمایا اے جویریہ اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے جویریہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے فرمایا وہ بات یہ ہے کہ میں تمہارا مال کتابت ادا کر دیتا ہوں۔ تم مجھ سے شادی کر لو۔ جویریہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے قبول ہے جب یہ خبر لوگوں میں شائع ہوئی۔ کہ حضور نے جویریہ بنت حرث سے شادی فرمائی ہے۔ لوگوں نے حضور کے اس رشتہ کے سبب سے بنی مصطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور حضور کے شادی فرمانے سے اسی روز ایک سو آدمی قید سے آزاد ہو گئے۔ راوی کہتا ہے میرے نزدیک جویریہ سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے واسطے بابرکت نہیں تھی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو حضور نے ان کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو زکوۃ وصول کرنے کے واسطے بھیجا۔ جب ولید ان کے پاس پہنچا۔ ان لوگوں کو خبر ہوئی اور یہ استقبال کے واسطے سوار ہوئے۔ ولید ان کی جماعت کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ لوگ تو میرے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اور زکوۃ نہیں دی مسلمانوں کو اس بیان سے بہت غصہ آیا۔ اور ان پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ حضور نے بھی جہاد کا قصد فرمایا۔ مسلمان اسی ارادہ میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم

نے سنا ہے کہ جب آپ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا ہم اس کے استقبال کے واسطے نکلے۔ اور زکوۃ بھی ہم اس کو دینی چاہتے تھے۔ مگر وہ خود بخود بھاگ آیا۔ اور آپ سے اس نے کہا کہ ہم اس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ قسم ہے خدا کی ہم اس واسطے نہیں نکلے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ الخ﴾

''(ترجمہ) اے مسلمانو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح اس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم پر جا چڑھو پھر اپنے کیے سے پشیمان ہو۔ اور جان لو کہ تم میں رسول خدا موجود ہیں۔ اگر وہ بہتیری باتوں میں تمہارا کہا مانیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے۔ اور حضور اس سفر سے واپس چلے آئے''۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت عائشہ بھی آپ کے ساتھ تھیں اور اسی سفر میں افک کا واقعہ ہوا۔

افک یعنی حضرت ام المومنین عائشہ پر تہمت کا بیان

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی بیبیوں میں قرعہ ڈالتے تھے جس کا قرعہ نکل آتا اس کے ساتھ سفر کرتے۔ جب بنی مصطلق کا غزوہ ہوا۔ تب بھی حضور نے قرعہ ڈالا اور حضرت عائشہ کا قرعہ نکلا۔ فرماتی ہیں حضور مجھ کو لے کر تشریف لے گئے۔ فرماتی ہیں اور عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی۔ میں ہودج میں بیٹھ جاتی تھی۔ اور لوگ میرے ہودج کو اٹھا کر کس دیتے تھے۔ پھر اونٹ لے کر چلے جاتے تھے۔ فرماتی ہیں جب حضور مدینہ کو واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے ایک منزل میں حضور نے قیام فرمایا اور رات رہے۔ پھر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا۔ اور لوگ روانہ ہونے لگے میں حاجت ضروری کو گئی ہوئی تھی۔ وہاں میری گردن سے ایک قیمتی ہار کھل پڑا۔ میں اس کو ڈھونڈھنے لگی۔ مگر وہ مجھ کو نہ ملا۔ پھر جو میں اپنے مقام پر آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں پھر اس ہار کو ڈھونڈھنے چلی آئی اور وہ مجھ کو مل گیا۔ پھر جو میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو ہودج میں بیٹھا ہوا سمجھ کر میرا ہودج اونٹ پر کس کر لے گئے تھے۔ پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا۔ وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا۔ مجھ کو نہایت قلق اور بے چینی ہوئی اور میں اسی جگہ لیٹ رہی تاکہ جو کوئی مجھ کو ڈھونڈھنے آئے وہیں دیکھ لے۔ پس صفوان بن معطل سلمی میرے پاس سے گذرا اور میں لیٹی ہوئی تھی صفوان لشکر سے کسی ضرورت کے سبب سے پیچھے رہ گیا

تھا۔صفوان نے میری سیاہی دیکھی اور میرے قریب آئے اور صفوان نے پردہ کا حکم ہونے سے پہلے مجھ کو دیکھا تھا اب جوانہوں نے مجھ کو دیکھا کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون اور میں اپنے کپڑے لپیٹے ہوئے تھی۔ صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے خدا تم پر رحم کرے حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔میں نے صفوان کو جواب نہ دیا پھر صفوان نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔میں اس پر سوار ہوئی اور صفوان اس کی نکیل پکڑ کر آگے ہولئے۔اور لشکر کی تلاش میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب صبح ہوگئی اور لشکر ٹھیرا۔ صفوان مجھ کو لے کر پہنچے اور تہمت لگانے والوں کو جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔یہاں تک کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو میں بیمار ہوگئی۔اور تہمت کی خبر حضور کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو بھی پہنچی۔مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جو میں بیمار ہوتی تھی حضور میری دلجوئی از حد فرمایا کرتے تھے۔اس مرتبہ میں نے حضور کی وہ توجہ اپنے حال پر نہ دیکھی۔اور جب حضور گھر میں آتے تو میری والدہ ام رومان سے جو بیماری میں میرے پاس تھیں فقط اتنا فرماتے کہ اب یہ کیسی ہیں۔بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔جب میں نے حضور کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مجھ کو اجزت دیں تو میں اپنے ماں باپ کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس اپنے والدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور درد کی تکلیف سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہوگئی تھی۔اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے پاخانے نہ تھے جیسے عجم کے لوگوں میں رسم ہے۔کہ گھر میں پاخانہ بناتے ہیں ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضاء حاجت کو ام مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی۔ام مسطح کی ماں صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابوبکر صدیق کی خالہ تھیں۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں ام مسطح نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا خراب کرے مسطح کا نام عوف تھا عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے۔اور بدر میں شریک ہوا ہے ام مسطح نے سارا واقعہ تہمت کا مجھ سے بیان کیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس خبر کو سن کر میں ایسی بدحال ہوئی کہ قضاء حاجت بھی پورے طور سے نہ کر سکی پھر الٹی گھر آ گئی۔اور اس قدر روتی رہی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر پھٹ جائے۔اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میری نسبت کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات نہ کہی۔ میری والدہ نے کہا۔اے بیٹی تم کچھ رنج نہ کرو۔جس شخص کے پاس خوب صورت بیوی ہوتی ہے وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں پس اس پہ لوگ ضرور تہمت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر حضور خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ کہ حضور کیا بیان فرمائیں گے پس آپ نے خدا کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کی طرف سے مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں۔ جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں۔ اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں بجز میرے کوئی داخل نہیں ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہے۔ اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور خزرج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حمنہ بنت جحش بھی تھے۔ اس کے ساتھ شریک تھے اور حمنہ کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ حمنہ کی بہن زینب حضور کی زوجہ تھیں اور حضور کو جو التفات میری جانب تھا وہ اور کسی بی بی سے نہ تھا زینب کو خدا نے ان کی دیانتداری کے سبب سے رشک وحسد سے محفوظ رکھا مگر حمنہ بہن کی خاطر مجھ سے ضد رکھتی تھی اور اسی سبب سے اس تہمت میں شریک ہوئی۔ جب حضور نے صحابہ میں تقریر مذکور بیان کی۔ اسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اس میں سے ہیں۔ تو میں اس کی سزا دہی کے واسطے کافی ہوں۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرجیوں میں سے ہیں۔ پس آپ مجھ کو حکم فرمائیں قسم ہے خدا کی وہ اس لائق ہیں کہ ان کی گردنیں ماری جائیں۔

عائشہ فرماتی ہیں اسید کا یہ کلام سن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے تو نے یہ بات اس سبب سے کہی ہے کہ تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خزرج میں سے ہیں اگر وہ تیری قوم میں سے ہوتے تو ہرگز تو یہ بات نہ کہتا۔ اور تو ہرگز ان کی گردنیں نہیں مار سکتا ہے اسید نے کہا قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور یہاں تک ان دونوں میں بدزبانی ہوئی۔ کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج میں جنگ ہو جائے۔ حضور اس وقت منبر پر سے اتر کر گھر میں تشریف لے آئے اور علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اسامہ نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کیں۔ اور کہا یا رسول اللہ یہ خبر بالکل جھوٹ ہے میں آپ کی اہل کی نسبت بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا اور علی نے عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں۔ آپ لڑکی سے دریافت فرمائیں۔ یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی۔ تب حضور نے بریرہ کو دریافت کرنے کے واسطے بلایا۔ اور علی نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا سچ سچ کہہ دے۔ بریرہ نے کہا میں نے کچھ برائی نہیں دیکھی ہے۔ اور میں عائشہ میں کوئی عیب نہیں پاتی۔ میں آٹا گوندھ کر رکھتی ہوں۔ اور عائشہ سے کہتی ہوں اس کو دیکھتی رہنا۔ مگر وہ سو جاتی ہے اور آٹا بکری کھا لیتی ہے۔

عائشہ فرماتی ہیں پھر حضور میرے پاس آئے میرے ماں باپ اور انصاری کی ایک عورت میرے پاس

بیٹھے تھے میں بھی رو رہی تھی اور وہ عورت بھی روتی تھی حضور آ کر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثناء بیان کر کے فرمایا اے عائشہ جو خبر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے پس اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے توبہ کرلو۔ خدا بندہ کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں حضور کے اس ارشاد سے میرے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہوئیں۔ اور میں اس انتظار میں ہوئی کہ میرے ماں باپ حضور کو کچھ جواب دیں گے۔ مگر وہ چپ بیٹھے رہے اور میں اپنے تئیں اس مرتبہ کا نہ سمجھتی تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں نازل فرمائے گا جو مسجدوں میں نماز میں پڑھی جائے گی۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی۔ کہ شاید خدا تعالیٰ کوئی خواب حضور کو اس طرح کا دکھادے جس سے میری بریت حضور کو معلوم ہو جائے یا خدا خبر دے دے۔

فرماتی ہیں۔ میں نے اپنے والدین سے کہا تم حضور کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے ہو انہوں نے کہا ہم کیا جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہوگی۔ جو ان دونوں میں ابوبکر کے گھر پر نازل ہو رہی تھی۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپ نے کچھ جواب نہ دیا میں زیادہ رونے لگی۔ اور میں نے کہا میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں۔ تو کسی کو یقین نہ آئے گا۔ اور اگر اقرار کرتی ہوں۔ تو خواہ مخواہ کی برائی اور بدنامی جس سے میں بالکل بری ہوں اپنے ذمہ میں لے لوں۔

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا تو ان کا نام مجھے یاد نہ آیا۔ تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح سے میں کہتی ہوں۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ[1] وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

فرماتی ہیں حضور ابھی وہیں بیٹھے ہی تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور حضور کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور چادر اڑھا دی گئی جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں پاک و صاف ہوں۔ خدا مجھ پر ظلم نہ کرے گا بلکہ ضرور میری بریت ظاہر فرمائے گا۔ مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا۔ ان کی روح پرواز کر جائے اس خوف سے کہ کہیں خداوند تعالیٰ لوگوں کی تہمت کے موافق آیت نازل نہ فرمائے۔ پھر جب وحی تمام ہو چکی حضور بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمایا اے عائشہ خوش ہو جا۔ کہ خدا نے تیری بریت نازل فرمائی۔ میں نے کہا الحمد للہ پھر حضور باہر تشریف لائے اور جو آیات نازل ہوئی تھیں۔ ان کو لوگوں کے تئیں پڑھ کر سنایا پھر مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حد قذف لگانے کا حکم فرمایا۔

---

[1] پس صبر و شکر بہتر ہے اور خدا ہی مددگار ہے اس بات کے آشکارا کرنے پر جو تم بیان کرتے ہو۔

کیونکہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کے باعث تھے۔ پس حد ان پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری کی بیوی ام ایوب نے ان سے کہا۔ اے ابوایوب تم سنتے ہو کہ لوگ عائشہ کے حق میں کیا کہہ رہے ہو۔ ابوایوب نے کہا ہاں میں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے اے ام ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو۔ ام ایوب نے کہا قسم ہے خدا کی میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی جس کی تہمت لوگ عائشہ پر لگا رہے ہیں ابوایوب نے کہا پھر عائشہ جو تم سے افضل و بہتر ہیں وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہو سکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اہل افک کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴾

''بیشک جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے اس کو تم اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہے ان بہتان والوں میں سے ہر شخص نے جتنا گناہ سمیٹا ہے اس کی سزا پائیگا اور جس نے اس بہتان کا بڑا حصہ ان لوگوں میں سے لیا ہے اس کے واسطے بڑا (سخت) عذاب ہے''۔

﴿ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ﴾

''مسلمانو! جب تم نے (ایسی (نالائق) بات سنی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے اور مومن بھائی بہنوں کے حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا''۔

﴿ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ﴾

''جب کہ تم اس (نالائق) بات کی اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے۔ اور اپنے مونہوں سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو علم نہ تھا۔ اور تم نے اس کو ایسی ہلکی بات سمجھا۔ حالانکہ خدا کے نزدیک یہ بات بہت بڑی (سخت) ہے''۔

جب حضرت عائشہ کی بریت ان آیات سے ظاہر ہوگئی تب حضرت ابوبکر نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح کے ساتھ کوئی سلوک نہ کروں گا اور نہ کچھ اس کو نفع پہنچاؤں گا۔ اور حضرت ابوبکر مسطح کے ساتھ بسبب قرابت اور اس کے غریب ہونے کے بہت سلوک کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''تم میں سے فضل اور کشائش والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہئے بلکہ ان کو معاف اور درگذر کرنا چاہئے اے مسلمانوں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے ہو کہ خدا تمہاری بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

حضرت ابوبکر نے جس وقت یہ آیت سنی فرمایا بیشک میں چاہتا ہوں کہ خدا میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسطح کو جو کچھ دیتا تھا اس کو منقطع نہ کروں گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی جو حسان نے ان کی نسبت تہمت کی۔ اور ان کی ہجو میں شعر بھی کہے تو صفوان تلوار لے کر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کو لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کو ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اس کو قتل کر دیا عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی حضور کو بھی خبر ہے یا نہیں صفوان نے کہا حضور کو کچھ خبر نہیں ہے عبداللہ بن رواحہ نے صفوان کو کھول دیا۔ اور پھر سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سارا قصہ بیان کیا حضور نے حسان کو بھی طلب فرمایا صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری ہجو میں شعر کہے ہیں۔ مجھ کو غصہ آ گیا۔ میں نے اس کو تلوار مار دی۔ حضور نے حسان سے فرمایا اے حسان تم کو ایسی باتیں نہ کہنی چاہئیں۔ کیا تم کو یہ بات ناگوار گذری کہ صفوان کی قوم کو خدا نے اسلام کی ہدایت فرمائی پھر فرمایا اے حسان یہ زخم جو تجھ کو لگا ہے یہ معاف کر دے حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اختیار ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس زخم کے بدلہ میں حضور نے حسان کو بیر حا جو بنی حدیلہ کا اب مدینہ میں محل ہے۔ عنایت کیا۔ اور یہ ابی طلحہ بن سہل نے حضور کی نذر کیا تھا اور ایک قبطیہ لونڈی سیرین نام بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان حصُور شخص تھا۔ اس کو عورتوں سے رغبت نہ تھی۔ اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوا۔

حدیبیہ کا واقعہ

(جو ۶ ہجری کے آخر میں واقع ہوا اور بیعت رضوان اور حضور کی سہیل بن عمرو سے صلح کا بیان)

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ حضور مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر ذیقعدہ میں۔ آپ عمرہ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا۔ اور مدینہ میں حضور نے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ حضور کے اس ارادہ کو سن کر عمرہ کی شرکت کے واسطے آنے شروع ہوئے اور حضور کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ کہیں قریش آپ سے برسر جنگ آمادہ نہ ہوں۔ اور خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیں۔ الغرض حضور مہاجرین اور انصار اور گردنواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدی کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تاکہ لوگ سمجھیں۔ کہ آپ جنگ کے اردہ سے جاتے ہیں بلکہ یہ جانیں کہ آپ فقط زیارت کے واسطے جاتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور ستر اونٹ ہدی یعنی قربانی کے واسطے لے گئے تھے۔ اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔

جابر کہتے ہیں حدیبیہ کے سفر میں ہم چودہ سو آدمی حضور کے ساتھ تھے۔ جب حضور مقام عسفان میں پہنچے۔ بشر بن سفیان کعبی حضور سے آکر ملا اور اس نے کہا یا رسول اللہ قریش حضور کی روانگی کی خبر سن کر درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے حضور کے مقابلہ کو آئے ہیں۔ اور مقام ذی طوی میں ٹھہرے ہیں۔ اور خدا سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ حضور کو آنے نہ دیں گے۔ حضور نے اس خبر کو سن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان کو خرابی ہے لڑائی ان کو کھا گئی ہے۔ پھر بھی یہ باز نہیں آتے ہیں۔ اگر یہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں۔ اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے اگر مجھ کو خدا نے عرب پر غالب کیا۔ تب یہ بھی اسلام اختیار کر لیں یا جنگ کریں۔ اور اگر میں عرب سے مغلوب ہو گیا تب ان کا مطلب مفت حاصل ہو گا۔ پس قریش کیا خیال کرتے ہیں قسم ہے خدا کی میں اس دین کی اشاعت کے واسطے ہمیشہ جہاد کروں گا۔ جس کے ساتھ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کر دے۔ پھر فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جداگانہ ہو۔ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا راستہ میں جانتا ہوں چنانچہ یہ شخص سارے قافلہ کو لے کر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے گذرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا۔ اور مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گذرا حضور نے فرمایا اے مسلمانو! کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے۔ حضور نے فرمایا یہ تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حطۃ کہو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔

پھر حضور نے حکم فرمایا دائیں طرف سے مقام حمض کی پشت پر ہو کر ثنیۃ المرار کے راستہ سے مکہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ اور قریش کے سواروں نے جب حضور کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ فوراً انہوں نے قریش کو خبر کی اور حضور اس وقت ثنیۃ المرار میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے۔ اونٹنی تھک گئی حضور نے فرمایا یہ

تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اس نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے میں ان کو دوں گا۔ پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس جنگل میں پانی نہیں ہے حضور نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیر بن یعمر بن دارم بن عمرو بن واثلہ بن اوہم بن مازن ابن سلامان بن اسلم بن افصی بن ابی حارثہ کو عنایت کیا یہ شخص حضور کے اونٹ ہکایا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اس تیر کو گاڑ دے۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب کہتے ہیں۔ میں نے حضور کا تیر گڑھے میں گاڑا تھا۔

ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ جب حضور اس مقام پر آ کر ٹھہرے بدیل بن ورقاء خزاعی بنی خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ کس کام کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ حضور نے بیان کیا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں۔ جنگ و حرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ حضور کا جواب سن کر قریش کے پاس گئے۔ اور کہا اے گروہ قریش تم ناحق محمد کے واسطے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو۔ حالانکہ محمد ﷺ جنگ کے واسطے نہیں آئے۔ وہ تو صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔ قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا کہ ان سے ایسا کبھی نہ ہو گا۔ کہ محمد زیارت کا دھوکا دے کر ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بیوقوفی اور دھوکا میں آ جانے کا چرچا پھیلے۔

راوی کہتا ہے۔ بنی خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب حضور کے خیر خواہ تھے مکہ کی کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے حضور کی خدمت میں مکرز بن حفص بن اخیف عامری کو بھیجا۔ جس وقت حضور نے اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا یہ شخص عذر کرنے والا ہے جب یہ حضور کے پاس پہنچا اس سے حضور نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے آ کر یہی بیان کیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا حضور کے پاس بھیجا یہ شخص بنی حرث بن عبد مناۃ کے قبیلہ سے تھا جب اس کو حضور نے آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تا کہ اس کو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے وہیں سے قریش کے پاس الٹا چلا گیا۔ حضور کی خدمت میں بھی نہیں آیا۔ اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔

راوی کہتا ہے حلیس اس بات کو قریش سے سن کر بہت خفا ہوا۔ اور کہا اے قریش قسم ہے خدا کی اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اس کو روک دیں قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمد کو زیارت کرنے دو۔ ورنہ میں ایک دم میں اپنے تمام لشکر کو لے کر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے مصلحت وقت کو خیال کر کے کہا اے جناب آپ خفا نہ ہو جائیے ہم خود ایسے فکر میں ہیں۔ جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔

راوی کہتا ہے پھر قریش نے حضور کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا عروہ نے کہا اے قریش میں ان لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد ﷺ کے پاس بھیجا۔ اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی۔ اور تم جانتے کہ تم میرے بجائے والد کے ہو اور میں تمہارے بجائے فرزند کے ہوں اور عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے پھر عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے۔ اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے واسطے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔

پھر عروہ بن مسعود حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمد آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔ اور پھر آپ اپنے بیضہ کی طرف آئے ہیں تا کہ اس کو شکستہ کر دیں۔ یہ قریش لوگ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں۔ اور درندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل ہونے نہ دیں گے۔ اور قسم ہے خدا کی وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں کل آپ کے مقابل آ جائیں گے اور آپ کو بھگا دیں گے حضرت ابو بکر حضور کے پس پشت بیٹھے تھے۔ انہوں نے فرمایا جا لات[۱] کی فرج کو چوس کیا ہم لوگ حضور کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے عروہ نے عرض کیا اے محمد ﷺ یہ کون شخص ہے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں عروہ نے کہا اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا۔ تو میں اس کو بتا دیتا پھر عروہ حضور کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اور حضور سے بات کرتا جاتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ حضور کے سرہانے ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پر جب وہ حضور کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے حضور نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری برائی کو کس طرح مٹایا تھا۔

راوی کہتا ہے مغیرہ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کا خون بہا دے کر اس قصہ کو طے کیا۔

راوی کہتا ہے پس حضور نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں سے کی تھی۔ اور عروہ نے دیکھا کہ

جب حضور وضو کرتے ہیں۔ تو صحابہ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش میں نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد ﷺ کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اس کو قائم کرو۔

راوی کہتا ہے حضور نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا۔ قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ اور اس کو قتل کرنا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شخص حضور کے پاس پہنچا۔

راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس واسطے حضور کے لشکر کی طرف روانہ کئے۔ کہ اگر حضور کے صحابیوں میں سے کوئی شخص ان کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے حضور کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے صحابہ نے ان کو گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور نے عمر بن خطاب کو بلایا تاکہ ان کو مکہ میں اشراف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضور کو زیارت کر لینے دیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر ان پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو بچا لے گا۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنی عثمان بن عفان تب حضور نے عثمان کو طلب کیا اور ابوسفیان وغیرہ اشراف قریش کے پاس بھیجا تاکہ عثمان ان کو خبر دے دیں۔ کہ حضور جنگ کے واسطے نہیں آئے صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔

راوی کہتا ہے عثمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید بن عاص مکہ میں داخل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمان کو ملا اور ان کے ساتھ ہولیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔ ابوسفیان وغیرہ نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کرلو۔ عثمان نے کہا جب تک حضور طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا۔ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی۔ کہ حضرت عثمان شہید ہو گئے۔

بیعتِ رضوان

جب حضور کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کئے گئے۔ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ مشرکوں

سے بدلہ نہ لے لوں گا۔اوراس وقت حضور نے لوگوں کو بیعت کے واسطے بلایا اور یہی بیعت' بیعت رضوان ہے جوایک درخت کے سایہ میں ہوئی۔

لوگوں کا بیان یہ ہے کہ حضور نے ہم سے مرنے پر بیعت لی۔اور جابر کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر حضور نے بیعت نہیں لی۔ بلکہ اس بات پر بیعت لی۔ کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں۔ سب مسلمانوں نے اس بات پر بیعت کی۔سوا ایک جد بن قیس سلمٰی کے۔ جابر کہتے ہیں۔ میں نے اس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا پھر حضور کے پاس خبر آئی۔ کہ عثمان قتل نہیں ہوئے۔ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے حضور کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے۔

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کی طرف سے حضور نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر بیعت کی۔

صلح کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر قریش نے سہیل بن عمرو عامری کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔اور کہا تو جا کر محمد سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہیں گے کہ محمد نے زبردستی عمرہ کرلیا۔ اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ سہیل بن عمرو حضور کے پاس آیا۔حضور نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا اس کو صلح کے واسطے بھیجا ہے۔ پس جب سہیل حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر بیان کی پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ جب سب باتیں طے ہوگئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا حضرت عمر دوڑ کر ابوبکر کے پاس گئے اور کہا اے ابوبکر کیا حضور رسول خدا نہیں ہیں۔ابوبکر نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ابوبکر نے کہا بیشک ہیں عمر نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں ابوبکر نے کہا بیشک ہیں۔عمر نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں ابوبکر نے کہا اے عمر میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضور خدا کے رسول ہیں عمر نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں ابوبکر نے کہا پس تو جو کچھ حضور کریں تم اسی کو بہتر سمجھو۔ پھر عمر حضور کے پاس آئے۔اور یہی تقریر کی جو ابوبکر سے کی تھی۔ حضور نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی مخالفت نہیں کرسکتا۔اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا۔

عمر کہتے ہیں۔ میں نے اس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہوگیا کہ اب یہ اس گفتگو کا کفارہ ہوگیا ہوگا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عہد نامہ لکھنے کے واسطے طلب کیا اور فرمایا

لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا ہوں یہ لکھو باسمک اللھم حضور نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علی نے یہی لکھا پھر حضور نے فرمایا یہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسول خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھئے تب آپ نے فرمایا کہ یوں لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے رکے رہیں اور جو شخص قریش میں سے بغیر اجازت اپنے ولی کے محمد ﷺ کے پاس آئے گا محمد اس کو واپس کر دیں گے۔ اور اگر محمد کا کوئی شخص قریش کے پاس چلا جائے گا قریش اس کو واپس نہ کریں گے اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہوگا۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ محمد کے عہد میں داخل ہو ۔ بنی خزاعہ نے اس بات کے سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمد ﷺ کے عہد میں ہیں اور بنو بکر نے کہا ہم قریش کے عہد میں ہیں۔ اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال حضور واپس تشریف لے جائیں اور آیندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواروں کو میان میں کئے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور بغیر تلواروں کے نہ رہیں۔

راوی کہتا ہے ہنوز یہ صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا۔ کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو زنجیروں سے بندھے ہوئے حضور کی خدمت میں آئے۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں حضور کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی امید سے آئے تھے اب جو حضور کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھا۔ تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابو جندل کو کھڑا دیکھا ایک طمانچہ ان کے منہ پر مارا۔ اور حضور سے کہا اے محمد میرے تمہارے درمیان میں قضیہ اس کے آنے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنی ابو جندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دوں گا۔ حضور نے فرمایا سچ کہتا ہے سہیل نے ابو جندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تاکہ قریش میں پہنچا دے ابو جندل نے غل مچائی۔ کہ یارسول اللہ اور اے مسلمانو کیا میں کفاروں میں واپس کر دیا گیا۔ تاکہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا۔ اور حضورؐ نے فرمایا اے ابو جندل تم اور چند روز صبر کرو۔ عنقریب خداوند تعالیٰ تمہارے واسطے کشادگی کر دے گا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا۔ اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا ہوں۔ راوی کہتا ہے عمر بن خطاب اٹھ کر ابو جندل کے پاس آئے اور کہا اے ابو جندل تم چند روز اور صبر کرو یہ لوگ مشرک ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا خون ایسا ہے جیسا کتے کا خون۔ پھر عمر کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور پھر قضیہ زیادہ پھیل جائے۔

راوی کہتا ہے جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے ابو بکر صدیق عمر بن خطاب عبدالرحمٰن بن عوف عبداللہ بن سہیل بن

عمرؓ سعد بن ابی وقاص' محمود بن مسلمہ' مکرز بن حفص جو اس وقت تک مشرک تھا۔ اور حضرت علی جو کاتب بھی تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور مقام حل میں بے چین تھے۔ اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کی قربانی دی۔ اور خراش بن امیہ خزاعی سے سر منڈوایا۔ لوگوں نے جب حضور کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سر منڈوا لئے۔ اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے۔ حضور نے فرمایا خدا سر منڈانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا۔ سر منڈانے والوں پر خدا رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا۔ اور بال کتروانے والوں پر بھی عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے سر منڈوانے والوں کے واسطے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والوں کے واسطے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا۔ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں حضور ابوجہل کا اونٹ بھی مشرکوں کو جلانے کے واسطے لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی پڑی ہوئی تھی۔

زہری کہتے ہیں پھر حضور مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آ رہے تھے کہ جب آپ مکہ مدینہ کے درمیان میں پہنچے سورۂ فتح نازل ہوئی:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴾

''بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی۔ تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔ اور دکھائے سیدھا راستہ۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾

''بیشک جن لوگوں نے تم سے بیعت کی انہوں نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پھر جو اس بیعت کو توڑے گا تو اس کا وبال اس کے اوپر ہے اور جو اس عہد کو خدا سے اس نے کیا ہے پورا کرے گا۔ پس عنقریب خدا اس کو اجر عظیم عنایت فرمائے گا''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جو حضور کے ساتھ نہیں آئے تھے اور حضور نے ان کو ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا:

﴿ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَا اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ﴾

''اے رسول عنقریب تم سے وہ دیہاتی جو جنگ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے کہیں گے ہمارے

مال اور اولاد نے ہم کو شرکت سے باز رکھا۔ پس آپ ہمارے واسطے مغفرت مانگئے''۔

پھر اس کے بعد فرمایا ہے:

﴿ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ﴾

''عنقریب جنگ میں نہ جانے والے تم سے کہیں گے۔ جب تم مال غنیمت کو لوٹنے جاؤ گے کہ ہم کو منع نہ کرو ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے کلام کو بدل دیں۔ کہہ دو تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے جیسا کہ خدا تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے''۔

پھر اس کے آگے خداوند تعالیٰ نے ایک سخت قوم پر جہاد کرنے کو فرمایا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں یہ قوم فارس ہے۔ اور زہری کہتے ہیں۔ یہ قوم مسیلمہ کذاب اور بنو حنیفہ ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴾

''بیشک خدا مومنوں سے راضی ہوا۔ جبکہ وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے۔ پس جان لی اس نے وہ بات جو ان کے دلوں میں تھی۔ پھر ان پر اس نے چین اور اطمینان نازل کیا اور جلد فتح یعنی خیبر کی ان کو پہنچائی۔ اور اس فتح میں بہت سا مال غنیمت کا جس کو تم لو گے۔ پس یہ مال تم کو جلدی سے دیا۔ اور دشمنوں کی دست درازی کو تم سے دور رکھا۔ یعنی خیبر کے لوگوں کو کسی کی مدد اور کمک نہ پہنچ سکی اور تاکہ یہ فتح اور لوٹ ایک نشانی ہو مومنوں کے واسطے اور خدا تم کو سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائے۔ اور دوسری فتح کا اور لوٹ کا خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے علاوہ فتح خیبر کے جس پر تمہیں اختیار نہیں یعنی تمہاری قدرت سے وہ فتوحات باہر ہیں بیشک خدا نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے''۔

یہ فتوحات فارس اور شام وغیرہ ممالک کی ہیں۔

﴿ هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ

عَلَيْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾

''خدا کی وہی ذات ہے جس نے مکہ کے میدان میں تم کو مشرکوں پر غالب کرنے کے بعد ان کی دست درازی کو تم سے روکا اور تمہاری دست درازی کو ان سے روکا اور ہے نہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا۔ یہ مشرکین وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور تم کو مسجد حرام میں جانے سے روکا اور قربانی کو اس کے مقام پر ذبح نہ ہونے دیا۔ اور اگر مکہ میں مسلمان مرد اور عورتیں جو ستر کی تعداد میں تھے نہ ہوتے اور تم ان کو نہ جانتے تھے کہ وہ پوشیدہ مسلمان ہیں اگر تم لڑتے تو وہ لوگ مارے جاتے پھر تم کو ان کے قتل کے سبب سے غم پہنچتا بہ سبب بے خبری کے''۔

﴿ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ﴾

''جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت اور احمق پن کی غیرت بھر رکھی تھی۔ پس خدا نے اپنا چین اور آرام اپنے رسول اور مومنوں پر نازل کیا اور قائم رکھا خدا نے مسلمانوں کو پرہیز اور ادب کی بات پر اور مسلمان اس بات کے بڑے حقدار اور اہل ہیں''۔

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾

''یعنی بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کیا۔ کہ تم ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مسجد حرام میں ان کے ساتھ سر منڈائے اور بال کترائے بے خوفی اور اطمینان کے ساتھ داخل ہو گے۔ پس خدا وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو یعنی حضور کا خواب میں دیکھنا کہ ہم ان کے ساتھ مسجد حرام میں گئے ہیں۔ پس خدا نے تمہارے واسطے اس کے علاوہ قریب فتح رکھی ہے''۔

زہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ کیونکہ جنگ موقوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوئے تھے۔ پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔

زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب حضور حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابر نے بیان کیا ہے اور اس کے دو ہی برس کے بعد جب آپ فتح مکہ کے واسطے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔

حدیبیہ کی صلح کے بعدان غریب مسلمانوں کا حال جو قریش کی قید میں گرفتار تھے

جب حضور اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے ابو بصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ازہر بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کی بابت حضور کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابو بصیر کے لانے کے واسطے حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور ایک اپنا غلام بھی اس کے ساتھ کیا یہ دونوں شخص ازہر اور اخنس کا خط لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ابو بصیر سے فرمایا کہ اے ابو بصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کر لیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اس کا خلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے واسطے ضرور کشادگی پیدا کرنے والا ہے تم اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ ابو بصیر نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ حضور نے پھر فرمایا اے ابو بصیر تم چلے جاؤ۔ عنقریب خدا تمہارے واسطے کشادگی اور مخرج پیدا کرے گا۔ ابو بصیر یہ سن کر ان دونوں کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مقام ذی الحلیفہ میں پہنچے ابو بصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابو بصیر نے کہا اے بھائی عامری یہ تلوار تمہاری ہے۔ اس نے کہا ہاں کہا میں اس کو ذرا دیکھ لوں اس نے کہا دیکھ لو ابو بصیر نے اس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا اور پھر عامری کو ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ سیدھا جہنم کو پہنچایا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا حضور کی خدمت میں آیا حضور نے جو اس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اسی وقت ابو بصیر بھی تلوار لگائے ہوئے حضور کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا۔ آپ نے مجھ کو ایسی قوم کے حوالہ کیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہیں رہنے دیتے میں نے اپنے دین کو بچا لیا۔ حضور نے فرمایا تو بڑا لڑاک اور لڑائی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔ پھر فرمایا کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے۔ پھر اس کے بعد ابو بصیر سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مروہ کے پاس ہے جا رہے یہ راستہ قریش کے شام سے آنے جانے کا تھا۔ جب ابو بصیر کے یہاں رہنے کی خبر مکہ میں اُن مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے۔ اور حضور کے اس عہد و پیمان

سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور نا امید ہو گئے تھے اب جو انہوں نے یہ خبر سنی اور حضور کا یہ فرمان بھی سنا کہ آپ نے ابو بصیر کے حق میں فرمایا کہ کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے یہ لوگ نکل نکل کر ابو بصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوئے یہاں تک کہ قریب ستر آدمیوں کے ابو بصیر کے پاس جمع ہو گئے۔ اور قریش کو انہوں نے تنگ کر مارا جو آدمی قریش کا ان کے ہاتھ لگتا فوراً اس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ ادھر سے گذرتا اس کو لوٹ لیتے۔

جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے۔ تب انہوں نے حضور کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر لکھا کہ ہم کو ان لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آپ باشوق ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے تب حضور نے ان سب لوگوں کو بلا کر مدینہ میں رکھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب سہیل بن عمرو کو ابو بصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہنچی اس نے کعبہ سے اپنی پشت لگا کر کہا قسم ہے خدا کی جب تک اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا میں اپنی پشت کعبہ سے نہ ہٹاؤں گا۔ ابوسفیان نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تیری جہالت ہے اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا تین مرتبہ ابوسفیان نے یہی کہا۔

اور انہی ایام میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے حضور کی خدمت میں ہجرت کی۔ ام کلثوم کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید عقبہ کے بیٹے حضور کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے واسطے اسی عہد کے سبب سے آئے مگر حضور نے ام کلثوم کے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ابن ابی ہنیدہ عبدالملک بن مروان کے صوبہ نے عروہ بن زبیر کے پاس ایک خط بھیجا اور اس میں اس آیت کی نسبت سوال کیا تھا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ ﴾

''اے ایمان والو! جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تم ان کے ایمان کا امتحان کرو۔ خدا ان کے ایمان کی حالت سے خوب واقف ہے۔ پس اگر تم ان کو پکا مسلمان جانو تو پھر ان کو کفاروں کی طرف واپس نہ کرو نہ عورتیں کفاروں کے واسطے حلال ہیں نہ کفار ان کے واسطے حلال ہیں۔ اور جو مہر کفاروں نے ان کو دیا ہے وہ تم ان کو دیدو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم مہر دے کر ان عورتوں سے شادی کر لو اور کافر عورت کو تم پکڑ نہ رکھو جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہے وہ ان سے مانگ لو اور جو کفاروں کا خرچ ہوا ہے وہ مانگ لیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اس

نے تمہارے درمیان میں کیا ہے اور خدا علم و حکمت والا ہے''۔

عروہ بن زبیر نے اس کو جواب لکھا کہ حضور نے حدیبیہ میں قریش سے اس بات پر صلح کی تھی۔ کہ جو شخص قریش کا حضور کے پاس بلا اجازت اپنے ولی کی آئے گا حضور اس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے۔ مگر جب عورتیں قریش کی اسلام لا کر ہجرت کر کے حضور کے پاس آئیں تو حضور نے ان کو واپس نہ کیا اور ان کا مہر دینا اس شرط سے مقرر کیا کہ اگر مشرک ان عورتوں کا مہر مسلمانوں کو دے دیں۔ جو مسلمانوں کی بیویاں ہیں اور مشرکوں نے ان کو قید کر رکھا ہے تب مسلمان ان عورتوں کا بھی مہر دے دیں گے جو مسلمانوں کے پاس مسلمان ہو کر آئی ہیں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں۔

مردوں کو حضور نے واپس کر دیا تھا مگر عورتوں کو واپس نہیں کیا اور یہ حدیبیہ کی صلح نہ ہوتی تو حضور ان نو مسلم عورتوں کا مہر بھی نہ دیتے جیسے کہ اس صلح سے پہلے آنے والی عورتوں کا مہر آپ نے نہیں دیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں میں نے امام زہری سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا:

﴿ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَا اَنْفَقُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴾

''اور اے مسلمانو! اگر تمہاری کچھ عورتیں مرتد ہو کر کفار کے پاس چلی گئیں۔ اور مہر ان کا کفار سے تمہارے ہاتھ نہ آیا۔ پھر تم نے کفاروں کا مال لوٹا۔ پس اس مال میں سے ان لوگوں کو جن کی بیویاں مرتد ہو کر بھاگ گئی ہیں وہ رقم دے دو جو انہوں نے ان پر خرچ کی تھی۔ اور اس خدا سے تقویٰ کرو جس کے ساتھ تم ایمان لائے ہو''۔

زہری نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کی بیوی کفاروں میں ہو اور کفاروں کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس نہ ہو جس کے سبب سے وہ بدلہ لیں۔ پس خدا فرماتا ہے کہ اس مسلمان کو مال غنیمت میں سے وہ رقم دے دی جائے جو اس نے اپنی بیوی پر مہر وغیرہ میں خرچ کی ہے۔

راوی کہتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ ﴾

کو آخر تک حضرت عمر نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ کو طلاق دے دی پھر اس عورت سے معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور یہ دونوں مرد و عورت اس وقت مشرک تھے اور مکہ میں رہتے تھے۔ اور ام کلثوم بنت جرول سے جو بنی خزاعہ میں سے عبید اللہ بن عمر کی ماں تھی۔ ابو جہم بن حذیفہ بن غانم نے شادی کی یہ دونوں بھی مشرک تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں گے۔ حضور نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ اسی سال داخل ہوں گے اس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا فرمایا بس یہ اسی کے موافق ہے جو جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حدیبیہ سے واپس آ کر حضور مدینہ میں ذی الحج اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آخر دنوں میں حضور نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آگے روانہ کیا۔

خیبر پر حضور کی لشکر کشی کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ خیبر کے سفر میں حضور نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن رکوع کے چچا تھے۔ فرمایا اور اکوع کا نام سنان تھا کہ اے اکوع کے بیٹے تم کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر کہو۔

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

اِنَّا اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

قسم ہے خدا کی اگر خدا کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے بیشک ہم پر جب کفاروں نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا۔ ہم نے انکار کیا۔ پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔ اور اگر ہمارا کفاروں سے مقابلہ ہوا تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔

حضور نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ جنت ان کے واسطے واجب ہوگئی۔ راوی کہتا ہے پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے۔ اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی۔ کہ خود انہیں کی تلوار جنگ میں ان کے اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلمہ بن عمرو بن اکوع نے حضور سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا بیشک یہ شہید ہیں۔ اور پھر حضور نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ابی معتب بن عمرو کہتے ہیں جب حضور خیبر کے پاس پہنچے صحابہ سے فرمایا اور میں بھی انہیں میں تھا کہ ٹھہرے۔

اور پھر آپ نے یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ رَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَذْرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ فِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا"

''اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جن پر یہ سایہ افگن ہیں۔ اور پروردگار زمینوں کے اور جن کو انہوں نے اپنے اوپر جگہ دی ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور جن چیزوں کو انہوں نے پریشان کیا۔ پس ہم تجھ سے خیریت اس کے اہل کی اور خیریت ان چیزوں کی جو اس کے اندر ہیں۔ مانگتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اس کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو اس کے اندر ہیں''۔

پھر فرمایا اب بسم اللہ کہ کے آگے بڑھو۔ راوی کہتا ہے حضور جس شہر میں جاتے تھے یہی دعا پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور جس قوم پر لشکر کشی کرتے تھے صبح کے وقت ان پر حملہ فرماتے تھے۔ اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو رات کے وقت وہاں پہنچے رات حضور نے آرام کے ساتھ بسر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا۔ جس وقت خیبر کے نیچے پہنچے دیکھا کہ کاروباری لوگ اپنے اہل وغیرہ سامان زراعت کو لے کر باہر آرہے ہیں اور حضور کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ قسم ہے خدا کی محمد ﷺ لشکر لے کر آگئے۔ اور پھر یہ لوگ الٹے خیبر کے اندر بھاگ گئے۔ حضور نے فرمایا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَخُرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا اَنْزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ .

''اللہ بہت بڑا ہے خیبر خراب ہوا بیشک ہم جب کسی قوم کے میدان میں نازل ہوئے پس منذرین کا دن برا ہوا اور منذرین وہ لوگ ہیں جن کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے یعنی کفار''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور مدینہ سے چل کر عصر میں آئے یہاں آپ کے واسطے مسجد تیار کی گئی پھر آپ مقام صہبا میں آئے پھر ایک میدان میں جس کو رجیع کہتے ہیں رونق افروز ہوئے۔ اور یہاں اترنے کی یہ وجہ تھی کہ غطفان نے خیبر والوں کی مدد کا ارادہ کیا تھا اور اپنے شہر سے اہل خیبر کی اعانت کے واسطے حضور کے مقابل میں چلے تھے مگر پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا۔ تب وہ حضور کو خیبر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو الٹے چلے گئے۔ اور حضور نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح کیا اس کا نام حصن ناعم تھا۔ اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چکی کا پاٹ ڈال دیا تھا۔

پھر حضور نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القموص کو فتح کیا۔ اور اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں ام المومنین حضرت صفیہ بھی تھیں۔ اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔ اور ان کی دو چچازاد بہنیں بھی ان کے پاس تھیں حضور نے ان کو اپنے واسطے پسند فرمایا۔

دحیہ بن خلیفہ کلبی نے صفیہ کو حضور سے مانگا مگر جب حضور نے صفیہ کو اپنے واسطے پسند کرلیا۔ تب دحیہ کو ان کی چچازاد دونوں بہنیں عنایت کر دیں اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور مسلمانوں نے گھریلو گدھوں کے گوشت پکائے حضور نے ان کے کھانے سے ممانعت کر دی۔ چنانچہ لوگوں نے ہنڈیوں کو فوراً اونڈھا دیا۔

مکحول کہتے ہیں حضور نے اس وقت چار باتوں سے منع فرمایا تھا ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اس کے پاس نہ جائیں دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں۔ تیسرے کسی درندہ کا گوشت نہ کھائیں چوتھے مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اس کو فروخت نہ کریں۔

جابر سے روایت ہے اور جابر خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے کہ جب خیبر میں حضور نے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی۔

حنش صنعانی کہتے ہیں ہم رویفع بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب کی فتوحات میں شریک تھے پس ایک شہر ہم نے جربہ نام فتح کیا اور رویفع بن ثابت انصاری خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خاص حضور سے سنی ہے۔ اور خیبر کی جنگ میں حضور نے ہم سے فرمائی تھی حضور خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنی حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ بغیر استبرا کے لونڈی کو تصرف میں لائے اور نہ مسلمان کو یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اس کو فروخت کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے گھوڑے کو تقسیم سے پہلے اپنے کام میں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اس پر سوار بھی ہوا ہے تو پھر اس کو مال غنیمت میں واپس کر دے ایسا نہ کرے کہ اس کو بیکار کر کے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہئے کہ مال غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے پہلے پہنے اور پھر پرانا کر کے اس کو واپس کرے۔

عبادہ بن صامت کہتے ہیں ہم کو حضور نے خیبر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بلکہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی چاندی کے ساتھ خرید و فروخت کریں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور نے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ اور اسلم سے قبیلہ بنی سہم کے لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے پینے کو نہیں ہے حضور کے پاس بھی اس وقت کچھ نہ تھا جو ان کو دیتے تب حضور نے دعا کی کہ اے خدا تو خوب جانتا ہے۔ جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دوں۔ پس تو اپنے فضل و کرم سے سب سے بڑا قلعہ ان کے ہاتھوں فتح کرادے تاکہ یہ اس کے مال غنیمت سے غنی ہو جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کا قلعہ جو خیبر کے کل قلعوں سے زیادہ پرانہ مال واسباب تھا اور غلہ وغیرہ سامان بھی اس میں بکثرت تھا فتح کرایا۔

راوی کہتا ہے جب حضور فتح کرتے ہوئے وطیح اور سلالم آخری دو قلعوں پر پہنچے ان کا آپ نے کچھ اوپر دس راتیں محاصرہ رکھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یا منصور امت امت تھا۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں اسی جنگ میں مرحب یہودی سامان جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے اپنے قلعہ سے نکل کر میدان میں آیا اور اپنی تعریف کے اشعار پڑھنے لگا۔ حضور نے صحابہ سے فرمایا۔ اس کے مقابلے کون جوانمرد جاتا ہے محمد بن مسلمہ نے عرض کیا حضور مجھ کو اجازت دیجئے۔ کل میرا بھائی شہید ہوا ہے آج میں اس کا قصاص لیتا ہوں حضور نے فرمایا بہتر ہے جاؤ خدا تمہاری مدد و اعانت فرمائے۔ محمد بن مسلمہ اس کافر کے مقابل گئے میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اس کی آڑ میں ہو کر ایک نے دوسرے پر وار کیے۔ اور سپاہ گری کے ہنر دکھلائے پھر آخر روبرو مقابلہ ہوا۔ یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار ماری۔ محمد نے سپر سے پناہ کی تلوار سپر کو کاٹ کر اس میں پھنس گئی۔ ہر چند یہودی نے زور کیا۔ مگر تلوار نہ نکلی۔ محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی نے جہنم تک کہیں دم نہ لیا براہ راست اس میں داخل ہو گیا۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ مرحب یہودی کے بعد اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اور پکارنے لگا کہ میرا کون مقابل ہے زبیر بن عوام قرشی حضور کے پھوپھی زاد بھائی اس کے مقابل ہو گئے ان کی والدہ حضرت صفیہ حضور کی پھوپھی نے کہا یا رسول اللہ میرا بیٹا مارا جائے گا۔ حضور نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا بیٹا مارے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زبیر یاسر کے مقابل ہوئے اور اس کو دم لینے کی فرصت نہ دی فوراً ہی دوزخ کو بھیج دیا۔

عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ حضور نے خیبر کے ایک قلعہ کی طرف ابوبکر صدیق کو سفید نشان عنایت کر کے روانہ کیا ابوبکر نے بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر واپس آ گئے پھر حضور نے اسی قلعہ کی طرف یہی نشان دے کر عمر بن خطاب کو روانہ کیا انہوں نے نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر ناکامیاب ہو کر واپس چلے آئے تب حضور نے فرمایا کل صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور رسول کو

دوست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ پر خدا قلعہ کو فتح کرے گا اور وہ شخص جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے سلمہ کہتے ہیں پھر حضور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حضرت علی کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ پس حضور نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا اور نشان ان کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔ خدا تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کرے گا۔ پس حضرت علی دوڑتے ہوئے نشان لے کر اس قلعہ کے نیچے پہنچے اور نشان کو پتھروں کے بیچ میں کھڑا کر دیا۔ سلمہ کہتے ہیں۔ میں بھی حضرت علی کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ پس میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے اوپر آیا اور اس نے پوچھا تم کون ہو حضرت علی نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس کتاب کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی بیشک تم غالب ہوگے۔ سلمہ کہتے ہیں پس حضرت علی کے ہاتھ پر خدا نے اس قلعہ کو فتح کر دیا۔

ابو رافع حضور کے آزاد غلام سے روایت ہے کہتے ہیں جب حضور نے حضرت علی کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے بھیجا ہے میں حضرت علی کے ساتھ تھا جب حضرت علی قلعہ کے پاس پہنچے مقابلہ اور مقاتلہ شروع ہوا۔ ایک یہودی نے جو حضرت علی پر وار کیا آپ کے ہاتھ سے سپر نکل کر دور جا پڑی حضرت علی نے قلعہ کے دروازہ کا کواڑ جو قریب تھا اٹھا لیا اور اسی سے کفاروں کے حربے مثل ڈھال کے روکتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب جنگ سے فارغ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔ اس کواڑ کو آپ نے پھینک دیا ابو رافع کہتے ہیں وہ کواڑ اتنا بڑا بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمیوں نے اس کو پلٹنا چاہا مگر نہ پلٹ سکے۔

ابو الیسر کعب بن عمرو سے روایت ہے کہتے ہیں ہم خیبر کی جنگ میں حضور کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں جا رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے۔ ابو الیسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاتا ہوں فرمایا جاؤ میں بکریوں کی طرف دوڑا۔ حضور نے جب مجھ کو دوڑتے ہوئے دیکھا فرمایا اے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابو الیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئی تھیں۔ پچھلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور ان کو بغل میں دبا کر بھاگا اور حضور کے آگے لا کر ان کو چھوڑ دیا۔ پھر لوگوں نے ان کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا۔

راوی کہتا ہے ابو الیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہوا ہے اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روتے تھے اور کہتے تھے اے لوگو میری عمر کے ساتھ نفع حاصل کرو۔ کیونکہ سب صحابہ کے پیچھے رہ گیا ہوں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور نے بنی ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح کر لیا۔ اور بلال حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کو اور ایک اور عورت کو لے کر حضور کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہود کے مقتولوں پر سے ان کا

گذر ہوا۔ پس اس عورت نے جو اپنے مقتولوں کو دیکھا چیخیں مار کر رونے لگی اور اپنے منہ پر خوب اس نے طمانچے مارے اور سر میں خاک ڈالی جب حضور نے اس کی یہ حالت دیکھی فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے دور لے جاؤ۔ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی چادران کو اڑھادی جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ حضور نے ان کو اپنے واسطے مخصوص فرمالیا ہے۔ راوی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے پھر انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا کنانہ نے کہا اس کی تعبیر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تو حجاز کے بادشاہ محمد کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ ایک طمانچہ ان کے اس زور سے مارا کہ ان کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کا نشان بھی باقی رہا چنانچہ اسی نشان کو دیکھ کر حضور نے صفیہ سے اس کا سبب دریافت فرمایا۔ تب انہوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا۔

خیبر کا باقی واقعہ

کنانہ بن ربیع حضور کی خدمت میں گرفتار کر کے لایا گیا اور اسی کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا حضور نے اس سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا پھر ایک یہودی نے آ کر بیان کیا کہ میں نے اس کو فلاں جگہ اکثر آتے جاتے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہاں خزانہ ہے۔ حضور نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اس جگہ سے خزانہ مل گیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا بہتر ہے پھر حضور نے اس مقام کو کھدوایا تو وہاں سے کچھ خزانہ نکلا باقی خزانہ کو پھر کنانہ سے دریافت کیا اس نے بتانے سے بالکل انکار کیا تب حضور نے زبیر بن عوام کو حکم فرمایا کہ اس کو تکلیف دے کر پوچھو چنانچہ زبیر نے ہر چند تکلیف دے کر بھی اس سے دریافت کیا مگر اس نے نہ بتایا۔ تب حضور نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تا کہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض میں اس کو قتل کریں چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس کی گردن ماردی۔

راوی کہتا ہے حضور نے خیبر کے آخری قلعوں وطیح اور سلالم کا محاصرہ رکھا۔ جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ تب انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ ہماری جاں بخشی کریں حضور نے اس بات کو منظور کر لیا۔

اور خیبر کا تمام مال واسباب حضور کے ہاتھ آیا سوا ان دو قلعوں کے جب یہ خبر فدک کے لوگوں کو پہنچی انہوں نے بھی حضور کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم تمام مال اپنا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری جاں بخشی ہو جائے۔ حضور نے اس بات کو منظور کر لیا اور حضور کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے محیصہ بن مسعود حارثی تھے۔

راوی کہتا ہے جب خیبر والوں کو خاص اقرار کے ساتھ جان سے امن ملا۔ تب انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ حضور ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار حضور کو خراج میں دیا کریں گے اور نصف اپنی محنت کا حق سمجھ کر لے لیں گے۔ اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے۔ اور زمین کو درست کرنے اور قابل زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں حضور نے اس بات کو منظور کر لیا اور یہ شرط ان سے کر لی کہ جس وقت ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے۔ یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

راوی کہتا ہے خیبر تو کل مسلمانوں کے حصہ میں تھا اور فدک کو حضور نے خاص اپنے اخراجات کے واسطے رکھ تھا۔ کیونکہ فدک بغیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضور فتوحات سے فارغ ہوئے زینب حرث کی بیٹی اور سلام بن مشکم یہودی کی جنہوں نے ایک بکری کا گوشت بھون کر حضور کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کو کونسا گوشت پسند ہے۔ لوگوں نے کہ دست کا پس اس نے دست میں بہت سا اور باقی گوشت میں بھی خوب زہر ملا کر حضور کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور حضور نے اس میں سے ایک بوٹی اٹھا کر منہ میں رکھی۔ اور اس کو چبایہ مگر نگلا نہیں بلکہ اس کو تھوک دیا۔ اور بشر بن براء بن معرور بھی حضور کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک بوٹی چبا کر نگل لی اور حضور نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ پھر حضور نے اس عورت کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملایا ہے حضور نے فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا عورت نے کہا اس واسطے کہ میری قوم کی جو حالت تم نے کی وہ تم جانتے ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو زہر دے کر راحت پاؤں گی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائے گی۔

راوی کہتا ہے حضور نے اس عورت سے درگذر کی اور بشر بن براء نے اس ایک نوالہ کے کھانے سے انتقال کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور کو مرض وفات ہوا۔ اور بشر بن براء کی بہن آپ کی مزاج پرسی کو آئیں تو آپ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اس میں اپنی رگوں کو اسی نوالہ کے اثر سے منقطع دیکھتا ہوں جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براء کے ساتھ کھایا تھا۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں باوجود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی دیکھتے ہیں۔

ابن اسحق کہتے ہیں جب حضور خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر واپس ہوئے۔ تو راستہ میں آپ نے چند راتیں وادی القریٰ کے لوگوں کا محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

ابوہریرہ کہتے ہیں جب ہم حضور کے ساتھ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے تو قریب غروب

آفتاب ہم نے وہاں قیام کیا۔ اور حضور کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید خزاعی ثم الضمی نے حضور کی نذر کیا تھا یہ غلام حضور کا کجاوا اٹھا کر رکھ رہا تھا کہ ایک تیر کہیں سے اس غلام کو آ لگا اور معلوم نہ ہوا۔ کہ کس نے مارا ہے غلام بے چارہ تیر کے صدمہ سے مر گیا ہم لوگ کہنے لگے واہ واہ یہ جنتی آدمی ہے حضور نے ہمارے اس کلام کو سن کر فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے اور یہ شملہ اس غلام نے خیبر کے مال غنیمت میں سے چرایا تھا حضور کی یہ بات سن کر ایک شخص آیا۔ اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ جوتیوں کے دو تسمے تو میں نے بھی مال غنیمت میں سے لے لئے تھے فرمایا۔ ان کے برابر تجھ کو دوزخ میں جلنا ہوگا۔

عبداللہ بن مفضل مزنی کہتے ہیں خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک کپا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لے کر میں اپنے ڈیرے میں آ رہا تھا۔ کہ مال غنیمت کے محافظ نے مجھے دیکھ لیا۔ اور آ کر وہ کپا مجھ سے چھیننے لگا۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ کپا میں تجھ کو نہ دوں گا اس نے کہا تو اس کو چھوڑ دے جب مال مسلمانوں میں تقسیم ہو جائے گا جب لے لیجو اسی اثناء میں حضور تشریف لائے اور ہنس کر فرمایا کہ اس کو لے جانے دو عبداللہ کہتے ہیں۔ میں اس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے سب ساتھیوں نے اس کو کھایا۔

ابن اسحق کہتے ہیں۔ خیبر میں یا آتے ہوئے راستہ میں حضور نے صفیہ کے ساتھ شادی فرمائی اور ام سلیم انس کی ماں نے صفیہ کو دلہن بنایا اور رات کو حضور ان کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے اور ابوایوب انصاری تلوار لئے ہوئے رات بھر حضور کے خیمہ کے گرد پہرا دیا کرتے۔ جب صبح کو حضور نے ان کو دیکھا۔ تو فرمایا اے ابوایوب تم نے کس واسطے تکلیف کی۔ ابوایوب نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس عورت سے حضور کے حق میں خوف تھا۔ کیونکہ اس عورت کا باپ اور خاوند اور ساری قوم قتل ہوئی ہے اور یہ عورت نومسلم ہے اس سبب سے مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ تھا۔ حضور نے ابوایوب کے حق میں دعا فرمائی۔ کہ اے خدا جیسے ابوایوب نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت فرمائی رکھ۔

جب حضور خیبر سے واپس ہوئے تو راستہ میں ایک رات حضور نے فرمایا آج رات کو کون ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سو جائیں اس واسطے صبح کے وقت جگانے کے واسطے ایک آدمی ضرور چاہئے۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جاگوں گا۔ پس حضور اور سب لوگ سو رہے۔ اور بلال نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے اور پھر بلال مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے۔ اور نیند ان پر غالب ہوگئی۔ پھر سورج کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کھلی۔ اور سب سے پہلے حضور جاگے اور بلال سے فرمایا۔ کہ یہ تو نے کیا کیا۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ جس نے آپ کو

سلایا اسی نے مجھ کو بھی سلا دیا حضور نے فرمایا تو سچ کہتا ہے پھر حضور نے اپنے اونٹ کو تھوڑی دور لے جا کر بٹھایا۔ اور وہیں وضو کیا اور سب لوگوں نے بھی وضو کیا پھر بلال نے تکبیر کہی اور حضور نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد فرمایا۔ کہ جب تم نماز کو بھول جاؤ۔ تو پھر جس وقت یاد آئے اسی وقت اس کو پڑھ لو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ۔

ابن اسحق کہتے ہیں خیبر کو فتح کر کے حضور نے وہاں کی مرغیاں وغیرہ ابن لقیم عبسی کو عنایت فرمائی تھیں اور خیبر کا غزوہ ماہ صفر میں ہوا تھا۔

خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں۔ اور حضور نے مال غنیمت میں سے ان کو بھی کچھ دیا تھا۔ مگر مردوں کے ساتھ ان کا حصہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب حضور نے خیبر کا قصد کیا میں چند عورتوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم عورتیں چاہتی ہیں۔ کہ حضور کے ساتھ جہاد میں ہم بھی چلیں۔ ہم زخمیوں کی تیمارداری کریں گی۔ اور جہاں تک ہم سے ہوگا۔ مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کی مستحق ہوں گی حضورؐ نے فرمایا چلو خدا تمہارے ارادہ میں برکت دے چنانچہ ہم حضور کے ساتھ روانہ ہوئیں اور حضور نے مجھ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور جب صبح کو حضور منزل پر اترے اور میں بھی اونٹ پر سے اتری تو اس کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر میں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو بہت شرم آئی اور یہ مجھ کو پہلا حیض آیا تھا۔ جب حضور نے اس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اس سے کاٹھی کو دھو ڈال اور پھر سوار ہو جا۔ کہتی ہیں جب خیبر فتح ہو گیا۔ تو حضور نے ہم عورتوں کو بھی مال غنیمت میں سے عنایت کیا اور یہ ہار جو میرے گلے میں ہے خود حضور نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا ہے میں اس کو کبھی جدا نہیں کرتی۔ راوی کہتا ہے یہ ہار آخر وقت تک اس عورت کے گلے میں رہا اور پھر اس کی وصیت کے موافق اس کے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ عورت حیض سے پاک ہونے کے واسطے پانی میں نمک ملاتی تھیں اور وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے پانی سے غسل دینا۔

ان مسلمانوں کے نام جو خیبر کے جہاد میں شہید ہوئے

بنی امیہ کے حلیفوں میں سے ربیعہ بن سنجرہ بن عمرو بن لکنیر بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد اور ثقف بن عمرو اور رفاعہ بن مسروح۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے عبداللہ بن ہیب بن اہیب بن سحیم بن غیرہ یہ اصل میں بنی سعد بن لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہورہے کہ ان کے حلیف اور ان کے بھانجے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے بنی سلمہ سے بشر بن براء بن معرور حضور کے ساتھ زہریلی بوٹی کو کھا کر شہید ہوئے اور فضیل بن نعمان۔

اور بنی زریق میں سے مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

اور اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل سے محمود بن مسلمہ بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابوضیاح بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور حرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراقہ اور اوس بن فائدہ اور انیف بن حبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ۔

اور بنی غفار سے عمارہ بن عقبہ تیر سے شہید ہوئے۔

اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی جن کا نام اسلم تھا یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور خیبر ہی کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہری نے شہداء خیبر میں ان لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے۔ بنی زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ جو بنی قارہ میں سے ان کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف سے اوس بن قتادہ شہید ہوئے۔

اسود راعی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور خیبر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اسود راعی بکریاں لئے ہوئے حضور کے پاس آیا۔ اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چروانے پر نوکر تھا۔ اور اس نے حضور سے عرض کیا۔ یارسول اللہ مجھ کو مسلمان کیجئے۔ حضور نے اس کو مسلمان کیا اور حضور کسی شخص کے مسلمان کرنے میں یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہے یا اعلیٰ سب کو مسلمان کرتے تھے۔ اسود نے عرض کیا یارسول اللہ میں ان بکریوں کو کیا کروں فرمایا ان کو مار کر ہکا دے یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔ اسود نے ایک مٹھی کنکر لے کر بکریوں پر مارے اور ان کو قلعہ کی طرف ہکا دیا۔ بکریاں سیدھی قلعہ میں چلی گئیں۔ پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ اور ایک پتھر قلعہ پر سے ایسا اسود کے سر پر لگا کہ اس کے صدمہ سے شہید ہوگیا۔ لوگ اس کی لاش حضور کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر اڑھا دیا۔ حضور چند صحابہ کے ساتھ اس کی لاش پر آئے اور پھر آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور نے اس کی طرف سے منہ کیوں

پھیرا۔ فرمایا ایک حور جو اس کی بیوی ہے اس کے پاس بیٹھی ہے۔ راوی کہتا ہے اسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی۔

روایت ہے کہ جب شہید گرتا ہے اس کی بیوی حوروں میں سے اس کے منہ پر خاک پونچھتی ہے اور کہتی ہے جس نے تجھ کو خاک آلود کیا ہے خدا اس کو خاک آلود کرے اور جس نے تجھ کو قتل کیا ہے خدا اس کو قتل کرے۔

حجاج بن علاط کا بیان

جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمی ثم البہزی نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ میں میرا بہت سا مال ہے اور بہت مال میرا میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہے اور سوداگروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے حضور مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں اپنا مال لے آؤں۔ اور مناسب وقت جیسا چاہوں کہوں حضور نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام ثنیۃ البیضاء میں آئے۔ تو دیکھا قریش کے چند لوگ بیٹھے ہیں یہ لوگ مکہ سے نکل کر راستہ میں آنے جانے والوں سے حضور کی خبر پوچھا کرتے تھے اور ان کو معلوم ہوا تھا کہ حضور نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے اب جو انہوں نے حجاج کو آتے ہوئے دیکھا کہنے لگے حجاج بن علاط آ رہے ہیں۔ ان کو ضرور کچھ خبر ہوگی۔ اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی۔ اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاز میں اول درجہ کا سرسبز اور آباد ملک ہے۔ اس کا فتح ہونا محمد سے دشوار ہے۔ غرض کہ حجاج سے ان لوگوں نے کہا کہ اے حجاج ہم نے سنا ہے کہ قاطع نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے وہ یہودیوں کا نہایت آباد ملک ہے حجاج نے کہا ہاں میں نے بھی یہ خبر سنی ہے۔ اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔ حجاج کہتے ہیں میرے اس کہنے سے سب لوگوں نے چاروں طرف سے میرے اونٹ کو گھیر لیا اور کہا اے حجاج جلد اس خبر کو بیان کرو۔ میں نے کہا محمد کو ایسی شکست ہوئی۔ کہ کبھی تم نے سنی نہ ہوگی تمام اصحاب ان کے قتل ہوئے اور وہ خود قید ہو گئے۔ اور یہودیوں نے کہا کہ ہم محمد کو قریش کے پاس مکہ میں بھیجیں گے تاکہ قریش اپنے لوگوں کے معاوضہ میں محمد کو قتل کریں۔ حجاج کہتے ہیں یہ بات سنتے ہی وہ لوگ مکہ میں شور وغل مچاتے ہوئے داخل ہوئے اور کہتے تھے اب محمد تمہارے پاس آتے ہیں تم ان کو قتل کرنا حجاج کہتے ہیں میں نے کہا اے قریش تم میرا مال جمع کراؤ۔ میں بہت جلد خیبر کو جاتا۔ ہوں تاکہ سوداگروں کے پہنچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمد کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید کروں۔ پس قریش نے ایک دم میرا سارا مال جمع کر دیا۔ اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیبر میں جا کر مال خریدوں گا۔ تو سب مال مجھ کو دے دے اس نے بھی سب مال دے دیا پھر یہ خبر حضرت عباس کو ہوئی وہ میرے پاس میرے خیمہ میں جو تاجرانہ وضع کا تھا آ کر کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا اے حجاج یہ تو نے کیا خبر بیان کی ہے۔ میں نے کہا اس وقت تو تم مجھ کو مال اٹھا

کرنے دو جس وقت میں چلنے لگوں گا۔ اس وقت خلوت میں مجھ سے ملنا چنانچہ جب میں رخصت ہونے لگا۔ تو عباس میرے پاس آئے میں نے کہا اے عباس جو بات میں تم سے کہوں تین دن تک تم اس کو ہرگز کسی سے ظاہر نہ کرنا اور بعد اس کے تم کو اختیار ہے شوق سے کہہ دینا میں تمہارے بھتیجے یعنی حضور کو خیبر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تمام خیبر انہوں نے فتح کر لیا۔ عباس نے کہا اے حجاج یہ تو کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی میں سچ کہتا ہوں۔ اور میں مسلمان ہو گیا ہوں یہ حیلہ میں نے فقط اپنا مال جلد وصول کرنے کے واسطے کیا تھا تم ہرگز تین دن کے اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ یہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کریں گے اور تین دن کے بعد میں دور نکل جاؤں گا پھر تم شوق سے کہہ دینا۔

راوی کہتا ہے جب حجاج کو مکہ گئے ہوئے تین روز گذر گئے۔ حضرت عباس نے اپنا قلہ پہنا اور عصا ہاتھ میں لے کر کعبہ میں آئے۔ اور طواف کرنے لگے۔ قریش نے جو اس شان سے ان کو دیکھا کہا اے ابوالفضل (حضرت عباس کی کنیت ہے) یہ تو جنگ کا سامان ہے حضرت عباس نے فرمایا اس خدا کی قسم ہے جس کی تم قسم کھاتے ہو کہ محمد نے خیبر کو فتح کر لیا۔ اور وہاں کے تمام مال واسباب پر قبض ہو گئے۔ اور خیبر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے تصرف میں لائے۔ اسی خوشی میں میں نے یہ لباس آج پہنا ہے قریش نے کہا یہ خبر تم کو کس نے دی حضرت عباس نے کہا اسی شخص نے جس نے تم سے وہ خبر بیان کی تھی وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ اور اس حیلہ سے وہ تم سے اپنا مال لینے آیا تھا۔ اور اب وہ محمد سے جا ملا ہے۔ قریش یہ بات سن کر بہت خفا ہوئے۔ اور حجاج کی نسبت کہنے لگے کہ دشمن خدا اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔ اگر ہم کو اسی وقت خبر ہوتی۔ تو ہم اس کو ضرور اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔ پھر اس کے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔

خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم کا بیان

ابن اسحق کہتے ہیں حضور نے مال غنیمت میں سے خمس خدا اور رسول اور ذوی القربٰی اور یتیموں اور مسکینوں کے حصہ کا نکالا اور اسی میں حضور کی ازواج کا خرچ تھا۔ اور ان لوگوں کو بھی حضور نے اس میں سے عنایت کیا۔ جنہوں نے اہل فدک سے صلح کرائی تھی اور انہیں لوگوں میں سے ایک محیصہ بن مسعود تھے ان کو حضور نے تیس وسق[1] کھجوریں عنایت کیں اور باقی مال غنیمت ان مسلمانوں پر تقسیم کیا جو حدیبیہ کے واقعہ میں حضور کے ساتھ تھے چنانچہ سب لوگ جو حدیبیہ میں تھے خیبر کی جنگ میں بھی تھے۔ سوا ایک جابر بن عبداللہ کے

---

[1] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کا۔

کہ یہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر حضور نے ان کا بھی حصہ لگایا۔

راوی کہتا ہے خیبر کی جنگ میں چودہ سو آدمی تھے اور دو سو گھوڑے پس حضور نے کل مال کے اٹھارہ سو حصہ کئے چودہ سو حصے آدمیوں کے اور چار سو حصے دو سو گھوڑوں کے اور سو سو آدمیوں کا ایک حصہ قرار دے کر اٹھارہ حصے کل مال کے کر دئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خیبر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو حضور نے عربی اور ہجین[1] گھوڑے کو ہجین ٹھہرایا تھا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت علی اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب اور عبدالرحمٰن بن عوف اور عاصم بن عدی اور اسید بن حضیر ایک حصہ میں شریک تھے۔

اور ایک حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا اور ایک حصہ بنی بیاضہ کا اور ایک حصہ بنی عبید کا اور ایک حصہ بنی حرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبید بن اوس اوسی کا انہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بنی غفار اور اسلم کا اور ایک حصہ بنی نجار کا ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا۔ پس سب سے پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادی خاص سے زبیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی وادی کو نطاۃ بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دوسرا وادی سریہ نام تھا اور شق بھی اس کے کہتے تھے اس میں تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہوئے۔ اور ہر حصہ میں سو آدمی شریک تھے۔ چنانچہ نطاۃ میں سے زبیر کا حصہ نکال کر دوسرا حصہ بنی بیاضہ کا اور تیسرا بنی اسید کا اور چوتھا بنی حرث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بنی عوف بن خزرج اور مزنیہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا۔ اور انہیں کے ساتھ حضور کا بھی حصہ تھا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوف کا پھر بنی ساعدہ کا پھر بنی نجار کا پھر حضرت علی کا پھر طلحہ بن عبید اللہ کا پھر بنی غفار اور اسلم کا پھر عمر بن خطاب کا پھر بنی عبید کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبید کا۔ پھر اوس کا پھر نصیف کا حصہ نکالا۔ اس میں جہینہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

اور پھر حضور نے کتیبہ کو جو وادی خاص تھا اپنی ازواج اور اقرباؤں کے درمیان میں تقسیم فرمایا۔ اور بعض مسلمانوں کو بھی اس میں سے عنایت کیا چنانچہ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو دو سو وسق دئے۔ اور حضرت علی کو ایک سو وسق اور اسامہ بن زید کو دو سو وسق اور پچاس وسق کھجوریں اور حضرت ام المومنین عائشہ کو دو سو وسق اور حضرت ابوبکر کو سو وسق اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو چالیس وسق اور اولاد جعفر بن ابی طالب کو پچاس وسق

---

[1] ہجین وہ گھوڑا ہے۔ جو عمدہ نسل کا نہ ہو۔

اور ربیعہ بن حرث کو سو وسق اور صلت بن مخرمہ کو معہ ان کے دونوں بیٹوں کے سو وسق اس طرح کہ صلت کے چالیس اور ابی بنقہ کے پچاس اور قیس بن مخرمہ کے تیس وسق اور رکانہ بن عبد یزید کو پچاس وسق اور عبیدہ بن حرث کی بیٹیوں اور ان کے بیٹے حصین بن حرث کو سو وسق اور بنی عبید بن عبد یزید کو ساٹھ وسق اور اوس بن مخرمہ کے بیٹے کو تیس وسق اور مسطح بن اثاثہ اور الیاس کے بیٹے کو پچاس وسق اور ام رمیثہ کو چالیس وسق اور نعیم بن ہند کو تیس وسق اور نحسینہ بنت حرث کو تیس وسق اور عجیر بن عبد یزید کو تیس وسق اور ام حکم کو تیس وسق اور جمانہ بنت ابی طالب کو تیس وسق اور ابن ارقم کو پچاس وسق اور عبدالرحمن بن ابی بکر کو چالیس وسق اور حمنہ بنت جحش کو تیس وسق اور زبیر کی ماں کو چالیس وسق اور ابن ابی حنیس کو تیس وسق اور ام طالب کو چالیس وسق اور ابی نضرہ کو بیس وسق اور نمیلہ کلبی کو پچاس وسق اور عبداللہ بن وہب کو مع ان کے دونوں بیٹوں کے نوے وسق جن میں سے بیٹوں کے چالیس تھے اور ام حبیب بنت جحش کو تیس وسق اور مکرز بن عبدہ کو تیس وسق اور اپنی کل ازواج کو نو سو وسق عنایت فرمائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ وسق گیہوں اور جو اور کھجور وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اس کی ضرورت کے موافق ان اجناس سے دئے گئے اور چونکہ بنی عبدالمطلب زیادہ ضرورت مند تھے اس سبب سے حضور نے ان کو زیادہ مرحمت کیا یعنی بنی عبدالمطلب کو ایک سو اسی وسق دئے اور حضرت فاطمہ کو پچاسی وسق اور اسامہ بن زید کو چالیس وسق اور مقداد بن اسود کو پندرہ وسق اور ام رمیثہ کو پانچ وسق عنایت کئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے اپنی وفات کے وقت چھ باتوں کی وصیت فرمائی تھی ایک تو رہاوئین کو خیبر سے سو وسق دئے جائیں اور جو سوتین کو سو وسق اور سبائین کو سو وسق دئے جائیں اور شعریین کو سو وسق دئے جائیں اور اسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے اور ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

فدک کا بیان

جب حضور خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے اہل فدک کے دل میں بھی خدا نے حضور کا رعب ڈال دیا اور انہوں نے اپنی ایلچی حضور کی خدمت میں بھیجا تا کہ حضور نصف پیداوار پر ان سے صلح کرلیں۔ حضور نے منظور فرما لیا اور حضور اس وقت خیبر میں یا خیبر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آ گئے تھے۔ اور چونکہ فدک بغیر جنگ اور لشکر کے فتح ہوا اس سبب سے یہ خاص حضور کا مال تھا۔

ان داری لوگوں کے نام جن کے واسطے حضور نے وصیت فرمائی تھی

یہ لوگ بنی دار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم کی اولاد سے ہیں اور حضور کی خدمت میں ملک شام سے آئے تھے۔ تمیم بن اوس۔ نعیم بن اوس۔ یزید بن قیس۔ عرذ بن مالک ان کا نام حضور نے عبدالرحمٰن رکھا

تھا۔مردان بن فوکہ عرفہ کے بھائی۔فاکہہ بن نعمان۔جبلہ بن مالک۔ابوہند بن براوران کے بھائی طیب بن براان کا نام حضور نے رکھا تھا۔

راوی کہتا ہے حضور نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا اور انہوں نے کھیتوں اور پھلوں کا اندازہ کیا۔یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے عبداللہ نے کہا تم چاہو تم بڑھتی لے لو۔اور تم چاہو تو ہم کو دے دو یہود نے کہا اسی بات سے آسمان وزمین قائم ہیں۔عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال اندازہ کیا تھا کہ پھر غزوۂ مؤتہ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء سلمی ہر فصل پر خیبر میں جا کر اندازہ کیا کرتے تھے۔یہود اسی طرح ایک مدت عہد پر قائم رہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے پھر انہوں نے حضور ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل حارثی کو شہید کر دیا۔اور مسلمانوں نے اس قتل کا ان پر دعویٰ کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔راوی کہتا ہے یہود نے ان کو شہید کر کے ان کی لاش کو غائب کر دیا تھا۔پھر ان کے ساتھی حضور کی خدمت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا اور یہ خبر سن کر عبدالرحمٰن بن سہل عبداللہ بن سہل کے بھائی اور ان کے چچا زاد دونوں بھائی حویصہ اور محیصہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔عبدالرحمٰن ان سب میں نوعمر تھے اور خون کے حق دار بھی یہی تھے انہوں نے حضور سے گفتگو کرنی چاہی حضور نے فرمایا بڑے بڑے کو تب محیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی حضور نے فرمایا اگر تم اپنے قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اس پر پچاس قسمیں تم کھاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کر دیں۔انہوں نے عرض کیا ہم کو قاتل کی کیا خبر اور پھر ہم قسم کیا کھائیں۔فرمایا اچھا تم یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو اور جب وہ قسم کھالیں گے کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے تب وہ بری ہو جائیں گے حویصہ وغیرہ نے عرض کیا حضور ہم کو ان کی قسموں کا کیا اعتبار یہ کفر کرتے ہیں پھر جھوٹی قسم کے کھانے میں ان کو کیا تامل ہوگا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے عبدالرحمٰن کو اس کے بھائی عبداللہ کا خون بہا یعنی سو اونٹ اپنے پاس سے عنایت کئے۔

سہل بن ابی حثمہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ ان اونٹوں میں ایک سرخ اونٹنی تھی۔جب میں اس کو گھیر رہا تھا۔تو اس نے مجھ کو مارا تھا۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں سہل بن ابی حثمہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں ہے مگر وہ اس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے حضور نے حویصہ وغیرہ سے قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا کیونکہ حضور ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم

والے کو قسم دلواتے یعنی حضور نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی مقتول پایا گیا ہے اس کا خون تم ادا کرو۔ یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس نے اس شخص کو قتل کیا ہے۔ تب حضور نے اپنے پاس سے خون ادا کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ یا تو خون بہا ادا کرو اور یا جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ میں نے ابن شہاب زہیر سے دریافت کیا کہ حضور نے خیبر کے باغات اور کھجوریں کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں زہری نے کہا خیبر کو فتح کر کے حضور نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اور جو لوگ اپنا مال واسباب چھوڑ کر جلا وطنی پر آمادہ ہوئے حضور نے ان سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے۔ اور حضور نے یہ بھی شرط کر لی۔ کہ جب ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے یہود نے منظور کیا۔ تب حضور نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا اندازہ کرنے بھیجا اور جب وہ پھل وغیرہ حضور کی خدمت میں آئے حضور نے ان کو تقسیم فرمایا پھر جب حضور کی وفات ہوگئی تو حضرت ابو بکر نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا۔ اور ابو بکر کے بعد عمر نے ابتداء خلافت میں یہی معاملہ رکھا پھر ان کو معلوم ہوا۔ کہ حضور نے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا کہ دو دین ملک عرب میں نہ رہیں حضرت عمر نے اس حدیث کی تحقیق کی۔ اور جب ان کو ثابت ہوگئی۔ تب انہوں نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا ہے مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے فرمایا تھا۔ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔ پس جس یہودی کے پاس حضور کا کوئی عہد ہو وہ اس کو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو وہ بہت جلد شہر بدر ہونے کا سامان کرے۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب نے ان سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں۔ میں اور مقداد بن اسود اور زبیر ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے گئے۔ اور مال کے دیکھنے میں ہم تینوں متفرق ہو گئے رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سوتا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرا ہاتھ کہنی کے جوڑ پر سے اتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے۔ اور میرے ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یہ کس نے تم کو مارا میں نے کہا مجھے خبر نہیں ان ساتھیوں نے میرے ہاتھ کو باندھ کر درست کیا۔ پھر ہم حضرت عمر کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے پھر کھڑے ہو کر انہوں نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو حضور نے یہودیوں کو اس شرط سے خیبر میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہیں گے ان کو نکال دیں گے اب یہود نے عبداللہ بن عمر پر زیادتی کی

اور اس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور اس سے پہلے ضرور انصاری کو بھی انہوں ہی نے شہید کیا تھا۔ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں رہا پس اب میں ان کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے وہ اپنے اپنے مال کو جا کر سنبھال لیں۔ کیونکہ اب یہاں ہمارا بجز ان یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے۔ پھر حضرت عمر نے ان کو نکال دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضرت عمر نے یہود کو خیبر سے نکالا تو خود انصار اور مہاجرین کو لے کر سوار ہوئے اور جبار بن صخر بن امیہ جو خیبر کی پیداوار کا اندازہ کرنے جایا کرتے تھے اور یزید بن ثابت کو بھی ساتھ لیا۔ اور ان دونوں شخصوں نے اسی تقسیم کے موافق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر دیا۔

اور وادی قریٰ کو حضرت عمر نے اس طرح تقسیم کیا۔ کہ ایک حصہ حضرت عثمان کا اور ایک حصہ عبدالرحمٰن بن عوف کا اور ایک حصہ عمر بن ابی سلمہ کا اور ایک حصہ عامر بن ابی کا اور ایک حصہ عمرو بن سراقہ کا اور ایک حصہ اولاد جعفر کا اور ایک حصہ منعیقیب کا اور ایک حصہ عبداللہ بن ارقم کا اور ایک حصہ عبداللہ کا اور ایک حصہ عبداللہ بن جحش کے بیٹے کا اور ایک حصہ بکیر کے فرزند کا اور ایک حصہ معتمر کا اور ایک حصہ زید بن ثابت کا اور ایک حصہ ابی بن کعب کا اور ایک حصہ معاذ بن عفراء کا اور ایک حصہ ابوطلحہ اور حسن کا اور ایک حصہ جبار بن صخر کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن رئاب کا اور ایک حصہ بانک بن صعصعہ کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن عمرو کا اور ایک حصہ ابن حضیر کا اور ایک حصہ سعد بن معاذ کے بیٹے کا اور ایک حصہ سلامہ بن سلامہ کا اور ایک حصہ عبدالرحمٰن بن ثابت اور ابی شریک کا اور ایک حصہ ابی عبس بن جبیر کا اور ایک حصہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حصہ عبادہ بن طارق کا اور بعض کہتے ہیں۔ قتادہ کا اور آدھا حصہ جبیر بن عتیک کا اور آدھا حصہ حرث بن قیس کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حصہ ابن خزمہ اور ضحاک کا ابن اسحٰق کہتے ہیں خیبر کی جنگ اور اس کے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی واقعہ ہم کو پہنچا تھا جو ہم نے بیان کیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب اور مہاجرین حبشہ کے مدینہ میں تشریف لانے کا بیان

ابن ہشام کہتے ہیں جس جس خیبر کی فتح ہوئی ہے اسی روز جعفر بن ابی طالب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھ کو کس بات کی زیادہ خوشی ہے آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفر کے آنے کی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور وہاں مقیم تھے حضور نے ان کے

بلانے کے واسطے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا۔ اور نجاشی نے ان مہاجرین کو دو جہازوں میں سوار کر کے حضور کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لوگ اس روز حضور کی خدمت میں پہنچے۔ جس روز آپ خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے۔ اور وہ یہ لوگ ہیں۔

بنی ہاشم بن عبد مناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس خثعمیہ بھی تھیں۔ اور ان کے فرزند عبداللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفر جنگ موتہ مضافات ملک شام میں حضور کے لشکر کے سردار ہو کر گئے۔ اور وہیں شہید ہوئے ایک شخص۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس مع اپنی بیوی امینہ بنت خلف بن اسد کے اور ان کے دونوں بیٹے سعید بن خالد اور امتہ بنت خالد جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے خالد مرج الصفر کی جنگ میں جو خلافت صدیق میں ملک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے۔ اور خالد کے بھائی عمرو بن سعید بن عاص مع اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث کنانی کے اس عورت کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ اور عمرو بن سعید حضرت صدیق کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے۔ اور معیقیب بن ابی فاطمہ جن کو حضرت عمر نے اپنی خلافت میں بیت المال کا خزانچی بنایا تھا۔ اور ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف یہ چار شخص حبشہ سے آئے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ میں سے اسود بن نوفل بن خویلد ایک شخص۔ اور بنی عبدالدار بن قصی سے جہم بن قیس بن عبد شرجیل مع اپنی اولاد عمرو بن جہم اور خزیمہ بنت جہم اور اپنی بیوی حرملہ بنت عبدالاسود کے جن کا حبشہ ہی میں انتقال ہوا تھا ایک شخص۔

اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور عتبہ بن مسعود ہذیل سے ان کے حلیف۔ دو شخص۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حرث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن جبیلہ کے جن کا انتقال حبشہ ہی میں ہوا۔ ایک شخص۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عثمان بن ربیعہ بن اہبان ایک شخص۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص سے محمیہ بن جزء ان کو حضور نے مال غنیمت کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئ سے معمر بن عبداللہ بن نضلہ ایک شخص۔

اور بنی عامر بن لوی سے ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس۔ اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس مع اپنی بیوی عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس کے۔ دو شخص۔

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے حرث بن عبد قیس بن لقیط۔ایک شخص۔

اور جن مہاجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا۔ان کی عورتوں کی بھی نجاشی نے کشتیوں میں سوار کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔پس یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے حضور کی خدمت میں حبشہ سے آئے یا جنہوں نے حبشہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے بعد آئے ان کے نام یہ ہیں۔

بنی امیہ بن عبد شمس سے عبید اللہ بن جحش بن رئاب اسدی بنی خزیمہ میں سے بنی امیہ کے حلیف مع اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبید اللہ کے حبشہ میں ہجرت کر کے گیا ام حبیبہ کا نام رملہ تھا۔جب عبید اللہ حبش میں پہنچا اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔اور اس کے بعد حضور نے اس کی بیوی ام حبیبہ سے شادی فرمائی۔

عروہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن جحش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر حبشہ میں گیا تھا۔جب وہاں جا کر نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کرتا تھا۔کہ ہم نے تو یہ دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈ ھتے پھرتے ہو یعنی تم دین کی تلاش میں ہو اور مجھ کو دین مل گیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور قیس بن عبد اللہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے ایک شخص تھا۔اور یہ امیہ بنت قیس کا باپ تھا اور امیہ اس کی بیٹی حضرت ام حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکتہ بنت یسار ابوسفیان کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی جب عبید اللہ اور قیس حبشہ کو گئے ہیں۔تو ان دونوں عورتوں یعنی ام حبیبہ اور امیہ کو ساتھ لے گئے تھے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے یزید بن زمعہ بن اسود بن المطلب بن اسد یہ حنین کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔دو شخص۔

اور بنی عبد الدار بن قصی سے ابوالروم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔اور فراس بن نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار۔دو شخص۔

اور بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ سے مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ مع اپنی بیوی بنت ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوا۔اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے عبد اللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے ایک شخص۔

بنی تیم بن مرہ بن کعب بن لوئیؑ سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔یہ قادسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔ایک شخص۔

اور بنی مخزوم بن یقظ بن مرہ بن کعب سے ہبار جن سفیان بن عبد الاسد یہ حضرت ابو بکر کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔اور بن کے بھائی عبد اللہ بن سفیان حضرت عمر کی خلافت میں یرموک کی

جنگ میں شہید ہوئے۔ اوران کی شہادت میں شک ہے کہ قتل ہوئے یا نہیں۔ اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ۔ تین شخص۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے حاطب بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح معہ اپنے دونوں بیٹوں حرث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجلل کے حبشہ کو گئے۔ حاطب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اوران کی بیوی دونوں بیٹوں کو لے کر انہیں کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ میں آئیں اور حاطب کے بھائی خطاب بن حرث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لے کر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اوران کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر حضور کے پاس آئیں۔ اور سفیان بن معمر بن حبیب اوران کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اوران کی بیوی حسنہ کے ماں شریک بھائی شرحبیل بن حسنہ یہ سب حبشہ گئے۔ اور سفیان اوران کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر کی خلافت میں انتقال کیا۔ چھ شخص۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر۔ ان کا حبشہ میں انتقال ہوا۔ اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ اور ابوقیس بن حرث بن قیس بن عدی یہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم انہیں کو حضور نے ایلچی بنا کر کسریٰ بادشاہ ایران کے پاس بھیجا تھا۔ اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی۔ اور شر بن قیس بن حرث بن عدی اوران کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو جنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور سعد بن حرث بن قیس جو یرلوک میں شہید ہوئے۔ اور سائب بن حرث بن قیس جو حضور کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمر کی خلافت میں جنگ فحل میں شہید ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں خیبر میں شہید ہوئے۔ گیارہ شخص۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئ سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن محرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے۔ اور عدی تضا بن عبدالعزیٰ بن حرثان حبشہ میں فوت ہوئے وہ شخص عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی بھی تھا۔ مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آ گیا۔ اور حضرت عمر نے اس کو علاقہ بصرہ میں شہر میسان کا حاکم بنایا تھا۔ یہ ایک شاعر شخص تھا۔ اس نے چند اشعار کہے اوران میں شراب اور معشوق کی تعریف کی جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے وہ اشعار حضرت عمر نے بھی سنے۔ فوراً اس کو معزول کر دیا یہ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیر المومنین میں ایک شاعر شخص ہوں قسم ہے خدا کی میں ان افعال کا مرتکب نہیں ہوا ہوں۔ جو اشعار میں بیان کئے ہیں حضرت عمر نے فرمایا خیر جو تو نے کہا سو کہا مگر اب تو جب زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا۔

اور بنی عامر بن لوی بن غالب بن فہر سے سلیط بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر انہیں کو حضور نے پیغامبر بنا کر ہوذہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ میں بھیجا تھا۔ ایک شخص۔

اور بنی حرث بن فہر مالک سے عثمان بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد۔ اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن حرث بن فہر۔ اور عیاض بن زہیر بن ابی شداد تین شخص۔

پس جو لوگ حبشہ کے مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے۔ اور نہ مکہ میں حضور کے پاس واپس آئے تھے۔ اور جو لوگ اس کے بعد حضور کی خدمت میں آئے اور جن کو نجاشی نے ان دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونتیس آدمی تھے۔ اور جو لوگ یا ان کی اولاد حبشہ میں فوت ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔

بنی عبدشمس بن عبد مناف سے عبداللہ بن جحش بن رئاب نصرانی ہو کر حبشہ میں مر گیا۔ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ سے عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔ اور بنی جمح سے حاطب بن حرث اور ان کے بھائی حطاب بن حرث۔ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف۔ اور عدی بن نصلہ سات شخص۔ اور ان کی اولاد میں سے بنی تیم بن مرہ سے موسے بن حرث بن خالد بن صخر بن عامر ایک شخص۔

راوی کہتا ہے کل عورتیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ ان لڑکیوں کے جو حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بنی ہاشم میں سے حضرت رقیہ حضور کی صاحبزادی۔

اور بنی امیہ سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور ان کی بیٹی حبیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی آئیں۔ اور بنی مخزوم سے ام سلمہ بنت ابی امیہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لے کر حبشہ سے آئیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی۔

اور بنی تیم بن مرہ سے ریطہ بنت حرث بن حبیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا۔ اور ان کے دو لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ عائشہ بنت حرث اور زینب بنت حرث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حرث یہ سب راستہ میں ایک پانی کو لے کر ہلاک ہوئے اور ریطہ کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نام بچی تھی۔ وہ مدینہ میں آئی۔

اور بنی سہم بن عمرو سے رملہ بنت ابی عوف بن حبیرہ۔ اور بنی عدی بن کعب سے لیلیٰ بنت ابی حشمہ بن غانم۔

اور بنی عامر بن لوئی سے سودہ بنت زمعہ بن قیس اور سہلہ بنت سہیل بن عمرو۔ اور مجلل کی بیٹی۔ اور عمرہ بنت سعدی بن وقدان۔ اور ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو۔

اور مختلف قبائل عرب سے اسماء بنت عمیس بن نعمان خثعمیہ۔ اور فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث

کنانیہ۔ اور فکیہہ بنت یسار اور حسنہ توجیل کی والدہ۔

حبشہ میں مہاجرین کے جو بچے پیدا ہوئے ان کے نام

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بنی ہاشم سے۔ اور بنی عبد شمس سے محمد بن ابی حذیفہ۔ اور سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن امۃ بنت خالد۔ اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسدہ۔ اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن ازہر۔

اور بنی تیم سے موسیٰ بن حرث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث اور زینب بنت حرث۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسیٰ بن حرث۔ اور لڑکیاں امۃ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حرث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں خیبر سے فارغ ہو کر حضور مدینہ میں ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان اور شوال آٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں حضور نے جا بجا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے پھر ذی قعد کے مہینہ میں عمرۃ القضا کی تیاری کی۔

عمرۃ القضاء کا بیان

یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے حضور کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے حضور واپس تشریف لے آئے تھے اب اس عمرہ کی قضا کرنے حضور تشریف لے جاتے ہیں۔ اسی سبب سے اس عمرہ کا نام عمرۃ القضا رکھا گیا ہے۔ اور بعض اس کو عمرۃ القصاص کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضور کو ۶ھ میں مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا۔ پس اب حضور اس کے قصاص میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں ذیقعدہ کے مہینہ ۷ھ میں داخل ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ اور مدینہ میں حضور نے عویف بن اضبط دیلی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس عمرہ میں وہ سب مسلمان حضور کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں روکے گئے تھے اور یہ ۷ ہجری کا واقعہ ہے جب اہل مکہ نے حضور کے آنے کی خبر سنی۔ مسجد حرام سے نکل کر سب دارالندوہ میں جمع ہوئے تاکہ حضور کے آنے کی سیر دیکھیں۔ اور آپس میں کہتے تھے کہ محمد کے اصحاب نہایت

تنگ حال اور بھو کے بے طاقت لوگ ہیں۔حضور نے بھی یہ سنا اور جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو چادر میں سے داہنا شانہ اپنا باہر نکال لیا۔جیسا کہ طواف میں قاعدہ مقرر ہے اور فرمایا خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو آج اپنی قوت ان مشرکین کو دکھائیں اور پھر مع اصحاب آپ نے دوڑ کر تین طواف کئے اور رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔

ابن عباس کہتے ہیں۔لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھلا رکھنا لازم نہیں ہے کیونکہ حضور نے یہ فعل مشرکین کے دکھانے کو کیا تھا۔مگر جب حضور نے جمۃ الوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ جاری ہوگیا۔عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں جب حضور مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے اشعار پڑھ رہے تھے۔اشعار

خَلُّوْا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِهٖ خَلُّوْا فَکُلُّ الْخَیْرِ فِیْ رَسُوْلِهٖ
یَا رَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنٌ بِقَبِیْلِهٖ

ہٹ جاؤ اے کفار کی اولاد اس کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔پس سارا خیر اس کے رسول کے پاس میں ہے۔اے اب میں رسول کی بات پر ایمان لایا ہوں۔

اَعْرِفُ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ قُبُوْلِهٖ نَحْنُ قَتَلْنَاکُمْ عَلٰی تَاْوِیْلِهٖ
کَمَا قَتَلْنَاکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ

اور میں نے اس کو قبول کرنے میں خدا کا حق پہچانا ہے۔اے کفار ہم نے تم کو اس کی تاویل پر قتل کیا ہے جیسا کہ اس کی تنزیل پر تم کو قتل کیا ہے۔

ضَرْبًا یُزِیْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِیْلِهٖ وَ یُزِیْلُ الْخَلِیْلَ مِنْ خَلِیْلِهٖ

ایسی ضرب لگائی ہے جو کھوپڑی کو اس کی جگہ سے جدا کرتی ہے اور دوست کو دوست سے فراموش کر دیتی ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اسی سفر میں حضور نے میمونہ بنت حرث سے بحالت احرام شادی کی فدیہ شادی حضرت عباس نے کرائی تھی۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت میمونہ نے اپنی شادی کا اختیار اپنی بہن ام فضل کو جو حضرت عباس کی بیوی تھیں۔دیا تھا اور ام فضل نے وہ اختیار حضرت عباس کو دیا حضرت عباس نے ان کی شادی حضور سے کر دی۔اور حضور نے میمونہ کے مہر کے چار سو درم عنایت کئے۔

راوی کہتا ہے حضور مکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا۔تو قریش نے حویطب بن عبدالعزی بن

ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل کو چند قریش کے ساتھ حضور کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدت اقامت پوری ہوگئی لہٰذا تم اب چلے جاؤ۔ حضور نے فرمایا تمہارا کچھ حرج نہیں ہے ہم یہاں شادی کر کے کھانا پکائیں گے۔ اور تمہاری بھی دعوت کریں گے۔ قریش نے کہا ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہئے۔ تب حضور خود معہ صحابہ کے روانہ ہو گئے اور ابو رافع اپنے غلام کو حضرت میمونہ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابو رافع ان کو لے کر مقام سرف میں حضور سے جا کر ملے اور وہیں حضور نے میمونہ سے خلوت فرمائی اور ذی الحجہ کے مہینہ میں مدینہ واپس تشریف لائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَالَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾

''بیشک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھلایا انشاء اللہ تعالیٰ ضرور تم مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر منڈائے اور بال کتروائے بے خوف و خطر اس میں داخل ہوں گے۔ پھر جانتا ہے خدا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ پھر اس غم کے بدلہ جو تم کو اس سال بسبب عمرہ نہ کرنے کے ہوا تھا اس نے فتح قریب خیبر کی تم کو عنایت کی''۔

غزوۂ موتہ کا بیان

یہ غزوہ جمادی الاول ۸ ہجری میں ہوا اور حضرت جعفر اور زید اور عبداللہ بن رواحہ اسی میں شہید ہوئے ابن اسحٰق کہتے ہیں مدینہ میں حضور باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور محرم اور صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی کا مہینہ ہے۔ پھر جمادی الاول میں آپ نے مقام موتہ کی طرف جو مضافات ملک شام سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اس لشکر کا حضور نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا۔ اگر زید شہید ہوں تو پھر جعفر سردار ہوں اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تب عبداللہ بن رواحہ کو سردار بنانا۔

پس لوگ اس جہاد کے واسطے تیار ہوئے اور تین ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہوا۔ جب یہ لشکر رخصت ہونے لگا تو لشکر کے سرداروں کو رخصت کرنے آئے جب سب رخصت ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ رونے لگے لوگوں نے پوچھا اے عبداللہ تم کیوں روتے ہو عبداللہ نے کہا میں دنیا یا کسی چیز کی محبت سے نہیں روتا ہوں۔ مجھ کو ایک آیت رولا رہی ہے جو میں نے حضور سے سنی ہے:

﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴾

''یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہوگا یہ خدا کا بڑا پکا وعدہ ہے''۔

پس میں اس خوف سے روتا ہوں کہ دوزخ پر وارد ہو کر وہاں سے کیونکر چھٹکارا ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا اے عبداللہ خدا تم کو اپنی حمایت میں رکھے اور دشمن کو سکوب کر کے تم کو صحیح و سالم ہم سے ملائے۔ عبداللہ بن رواحہ نے اس وقت یہ اشعار کہے۔

لٰكِنَّنِیْ اَسْاَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً　　اَضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا
وَ اَوْطَعْنَةً بِيَدَیْ حَرَّانَ مُجْهَزَةً

کہ میں خدا سے مغفرت مانگتا ہوں۔ اور ایک ضرب گھبرانے والی جو سر کو ان دے یا نیزہ کی ضرب سامنے سے ایسی۔

بِحَرْبَةٍ تَنْفُذُ الْاَحْشَاءَ وَالْكَبْدَاء　　حَتّٰی يُقَالَ اِذَا مَرُّوْا عَلٰی جَدَثِیْ
اَرْشَدَهُ اللّٰهُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَد

جو انتریوں اور جگر کے پار ہو جائے تاکہ جب لوگ میری طرف سے گذریں تو کہیں خدا اس کو نیکی دے یہ وہی شخص ہے جس نے جہاد کیا اور ہدایت پائی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب لشکر جانے کے واسطے تیار ہو گیا۔ عبداللہ بن رواحہ حضور کی خدمت میں رخصت ہونے کو حاضر ہوئے حضور نے ان کو رخصت کیا اور بطور مشایعت کے مدینہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہنچا جو زمین شام کے متعلق ہے تو ان کو خبر پہنچی۔ کہ ہرقل بادشاہ روم و شام نے ایک لاکھ رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل لخم و جذام اور بہراء اور قین اور بلی سے جمع کی ہے اور شہر آب میں جو بلقاء کے متعلق ہے آ کر ٹھہرا ہے اور قبائل کی فوج پر اس قافلہ ایک شخص کو سردار کیا ہے مسلمان اس خبر کے سننے سے دو رات تک مقام معان میں متردد رہے کہ کیا کریں بعض نے کہا اور کو ہیں کہ دشمن اس قدر تعداد کثیر رکھتا ہے پھر یا تو حضور ہمارے مدد کو اور لشکر روانہ کریں یا جیسا حکم کریں گے اس کے موافق ہم کاربند ہوں گے عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر سے شجاع کئے اور کہا اے قوم تم شہادت کی تلاش میں آئے ہو پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے تم لوگ تعداد اور شمار اور کثرت و قلت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے ہو تم تو دین حق کی اشاعت کے واسطے نکلے ہو جس دین کے ساتھ خدا نے تم کو بزرگی دی ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے۔ پس بسم اللہ کر کے قدم بڑھاؤ دونوں بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے واسطے ضرور ہے یا خدا تم کو غالب کرے گا اور یا تم شہید ہو گے پس تمہارا مطلب کسی طرح

فوت نہ ہوگا تمام لشکر نے عبداللہ کی اس تقریر کو سن کر کہا اے عبداللہ بیشک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے کو روانہ ہوا۔

زید بن ارقم کہتے ہیں۔ میں عبداللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا یہ میری پرورش کرتے تھے اور اس سفر میں یہی مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کرتے تھے۔ پس ایک رات میں نے سنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار پڑھ رہے تھے میں رونے لگا انہوں نے اپنا کوڑا اٹھا کر مجھ کو دھمکایا کہ کیوں روتا ہے خدا مجھ کہ شہادت نصیب فرمائے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب مسلمان زمین بلقاء میں پہنچے ہرقل کا لشکر بھی آ پہنچا جس میں روم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موتہ نام ایک گاؤں کے پاس اترا اور دشمن کا لشکر مشارقت نام ایک گاؤں کے پاس تھا۔

مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ میمنہ پر قطبہ بن قتادہ بن وزرہ کے ایک شخص کو مقرر کیا اور میسرہ پر عبابر بن مالک انصاری کو مقرر کیا پھر جنگ عظیم واقع ہوئی اور زید بن حارثہ نے حضور کے نشان کے ساتھ خوب جنگ کی یہاں تک کہ یہ جب یہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفر نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب جہاد کیا اور جب بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت جعفر نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا وہ ہاتھ آپ کا کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا۔ جب وہ بھی کٹ گیا تو نشان کو سینہ سے دبا لیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفر عمر کی تنتیس برس کی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو ہاتھوں کے معاوضہ میں دو پر عنایت کئے جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک رومی نے حضرت جعفر کے ایسی تلوار ماری تھی جس سے آپ کے دو حصے ہو گئے اور حضرت جعفر کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور کچھ متردد تھے۔ پھر یہ گھوڑے سے نیچے اترے اور ان کا ایک چچازاد بھائی بھنا گوشت کا ٹکڑا لے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمر کو مضبوط کرو۔ کیونکہ تم بھوکے ہو عبداللہ نے اس گوشت میں سے ذرا سا کھایا تھا۔ کہ لشکر کے ایک طرف سے غل وشور کی آواز آئی۔ بس اس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس قدر لڑے۔ کہ آخر شہید ہوئے ان کے بعد ثابت بن اقرم بنی عجلان کے ایک شخص نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا۔ اے مسلمانو اب تم ایک سردار مقرر کرو مسلمانوں نے کہا ہم تم کو مقرر کریں۔ ثابت نے کہا میں سرداری نہیں کرتا۔ تب سب نے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا اور خالد نے فوراً دشمن کو مارتے مارتے اٹھا دیا۔ اور پھر لوگوں کو ساتھ اپنے قیام گاہ پر آئے۔

ابن اسحق کہتے ہیں جب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو حضور نے مدینہ میں فرمایا کہ زید بن حارثہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور اس قدر لڑے کہ شہید ہوئے پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی لڑ کر شہید ہوئے۔ یہ کہہ کر حضور خاموش ہو گئے۔ کفار سمجھ گئے اور ان کے چہرے متغیر ہوئے کہ ضرور عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے۔ چنانچہ پھر حضور نے فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے پھر نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ پھر فرمایا اس نے ان لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں نے عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں بتایا جعفر اور زید کے تخت کے ایک قسم کی کمی دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ کس سبب سے ہے۔ کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ تردد نہیں کیا تھا اور عبداللہ بن رواحہ نے تھوڑا تردد کیا تھا۔

ابن اسحق کہتے ہیں اسماء بنت عمیس کہتی ہیں جس روز جعفر اور ان کے ساتھی شہید ہوئے حضور میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت پکانے کا سامان کر رہی تھی حضور نے مجھ سے فرمایا جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو حضور کے پاس لائی حضور نے ان کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جعفر کی کچھ خبر آئی ہے فرمایا ہاں آج ہی وہ شہید ہوئے ہیں اسماء کہتی ہیں۔ میں کھڑی ہو کر اس صدمہ سے چیخنے اور رونے لگی۔ عورتیں محلہ کی میرے پاس جمع ہوئیں اور حضور میرے گھر سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا جعفر کی بیوی اور بچوں کے واسطے کھانا تیار کراؤ۔ کیونکہ ان کو رنج کے سبب سے پکانے کی فرصت نہ ہوگی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب جعفر کے شہید ہونے کی خبر حضور نے بیان کی تو میں نے آپ کے چہرہ میں رنج وملال پایا اور ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ حضور عورتیں بہت رو پیٹ رہی ہیں حضور نے فرمایا ان کو منع کر وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا حضور وہ باز نہیں آتی ہیں فرمایا ان کو جا کر منع کر اور اگر باز نہ آئیں تو ان کے منہوں میں خاک ڈال دیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اس شخص کو کہا خدا تجھ کو دور کرے تو نے اپنے تئیں بھی نہیں چھوڑا یعنی ان کی تو شکایت کرنے آتا تھا اب خود حضور کی نافرمانی کرے گا یعنی میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے موہنوں اہل خاک نہیں ڈال سکتا ہے۔ ابن اسحق کہتے ہیں قطبہ بن قتادہ عذری نے جو مسلمانوں کے لشکر کے میمنہ کے سردار تھے حمیرہ کی نسبت سے مالک بن رافلہ کو جو ہرقل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا۔

ابن اسحق کہتے ہیں بنی غنم میں ایک عورت کاہنہ تھی اس نے اپنی قوم سے حضور کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر کہا کہ یہ ایسا تیز اور چالاک لشکر آ رہا ہے جو بہت خون بہائے گا اور خوب قتل کرے گا۔ پس یہ لوگ اس کاہنہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابل نہ آئے اور مقابلہ پر جو لوگ آئے وہ قبیلہ حدس کی شاخ بنی ثعلبہ تھے جب خالد

لشکر کو لے کر مقام موتہ سے واپس ہوئے تو ان کی طرف بھی آئے۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر مدینہ کے قریب پہنچا۔ مدینہ کے لوگ ان کے استقبال کو آئے اور حضور بھی سوار ہو کر تشریف لائے لڑکے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دوڑ دوڑ کر آنے لگے حضور نے فرمایا۔ ان بچوں کو گود میں لے لو اور جعفر کے بیٹے کو مجھے دو اور حضور نے عبداللہ بن جعفر کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ روای کہتا ہے مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا تم لوگ راہ خدا سے بھاگ کر آتے ہو حضور نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بلکہ ان شاء اللہ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں۔

ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں سلمہ کو نماز میں حضور کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا قسم ہے خدا کی وہ مجبور ہیں کیا کریں جب گھر سے نکلتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں اے بھگوڑو تم راہ خدا سے بھاگ آئے۔ پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں موتہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے ان کے ہاتھوں پر اس جنگ کی فتح کی تو مدینہ میں آنے تک یہی اس لشکر کے سردار رہے۔

ان لوگوں کے نام جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے

بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ۔ اور بنی مالک بن حسل سے وہب بن سعد بن ابی سرح۔ اور انصار میں سے پھر بنی حرث بن خزرج سے عبداللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس۔ اور بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن نعمان بن صاف بن نضلہ بن عبد بن عوف بن غنم۔ اور بنی مازن بن نجار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ بنی مازن بن نجار سے اس جنگ میں ابن شہاب زہری نے ان لوگوں کو بھی شہید ذکر کیا ہے۔ ابوکلیب اور جابر عمرو بن زید بن عوف بن مبذول کے دونوں بیٹے اور بنی مالک بنی افصیٰ سے عمرو اور عامر بن سعد بن حرث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی کے دونوں بیٹے۔ بس یہ لوگ اس جنگ میں شہد ہوئے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ان اسباب کا ذکر جو مکہ پر لشکر کشی کے باعث ہوئے اور ماہ رمضان ۸ ھ میں فتح مکہ کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں موتہ کی طرف لشکر روانہ کر کے حضور مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ رہے اور اسی اثناء میں بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر زیادتی کی جس کا باعث یہ ہوا تھا کہ ایک شخص مالک بن عباد حضرمی نامی بنی اسود بن رزن کا حلیف تھا۔ اور سوداگری کے واسطے نکلا تھا۔ جب یہ خزاعہ کے ملک میں پہنچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے سارا مال لوٹ لیا پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلہ میں مقام عرضہ کے اندر حرم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے سرگردہ اور فخر تھے یعنی سلمی اور کلثوم اور ذویب ان کو قتل کر دیا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے مقتول کے دو خون بہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خون بہا لیا کرتے تھے۔ اور یہ ان کی فضیلت کی بات تھی۔

راوی کہتا ہے بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہیں جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اسلام نے شائع ہو کر سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور قبائل کے باہمی فساد کم ہو گئے اور اب جو یہ حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اس میں یہ بھی ایک شرط لکھی گئی۔ کہ جس کا جی چاہے وہ حضور کے عہد میں داخل ہو اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ پس بنی خزاعہ حضور کے عہد میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کے عہد میں داخل ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی دیل نے جو بنی بکر کی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کا جو بنی بکر نے قتل کیے تھے۔ قصاص لیں۔ پس نوفل بن معاویہ دیلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لے کر بنی خزاعہ کے ایک چشمہ پر جس کو وتیر کہتے تھے پہنچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ بھی ان سے لڑنے کے لئے تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچائی اور رات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی یہاں تک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے

حرم کے پاس آ گئے اس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل اب تو ہم حرم میں آ گئے جنگ موقوف کرنی چاہئے خدا سے ڈر خدا سے ڈر نوفل نے اس وقت ایک سخت کلمہ کہا یعنی کہا اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں ہے تم اپنا بدلہ لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کرتے ہو۔

راوی کہتا ہے اور جس شخص کو انہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا۔ اس کا نام منبہ تھا اس نے اپنے ساتھی تمیم بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جا میں ان کے مقابل ہو کر مر جاؤں گا یا یہ مجھ کو چھوڑ دیں گے۔ اور یہ شخص بڑا کمزور تھا۔ چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تمیم وہاں سے بھاگ آیا۔ پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقا اور ایک اور شخص کے مکان میں جو حلیف تھا انہوں نے پناہ لی۔

ابن اسحق کہتے ہیں جب بنی بکر اور قریش نے بنی خزاعہ پر اس قدر زیادتی کی۔ اور ان کو قتل و غارت کیا اور حضور کے عہد و پیان کو توڑ دیا۔ کیونکہ بنی خزاعہ حضور کے عہد میں داخل تھے۔ پس عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے روانہ ہو کر حضور کی خدمت میں پہنچا حضور اس وقت مسجد میں صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے اس نے حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ اور مدد کی درخواست کی حضور نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی گئی۔ پھر ایک بادل حضور کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی کعب یعنی خزاعہ کی مدد کے واسطے آیا ہے پھر اس کے بعد خزاعہ کے اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقا بھی تھا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور قریش کے بنی بکر کی مدد کرنے اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ میں واپس آ گئے اور حضور نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان عنقریب ہی تمہارے پاس آیا چاہتا ہے اور عہد کی مضبوطی اور مدت کی زیادتی کی درخواست کرے گا۔ چنانچہ بدیل بن ورقا وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان ان کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا قریش نے اس کو مدینہ میں حضور کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے واسطے بھیجا تھا۔ جب ابوسفیان نے بدیل بن ورقا کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بدیل کہاں سے آتے ہو۔ اور ابوسفیان کو یہ یقین تھا کہ یہ ضرور حضور کے پاس سے آیا ہے۔ بدیل نے کہا میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان نے کہا محمد کے پاس تو نہیں گئے بدیل نے کہا نہیں پھر بدیل تو آگے روانہ ہو گیا اور ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو ضرور اس کے اونٹ نے کھجوریں کھائی ہوں گی پھر اس نے بدیل کے اونٹ کی جگہ کے پاس آ کر اس کی مینگنی توڑ کر دیکھا تو اس میں سے گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا پھر ابوسفیان مدینہ میں آیا۔ اور پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس گیا جو ام المومنین تھیں اور حضور کے بچھونے پر اس نے بیٹھنا چاہا۔ ام المومنین نے اس بچھونے کو لپیٹ دیا ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس

بچھونے کو بھی مجھ سے بہتر سمجھتی ہو۔ ام حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا خاص حضور کا ہے اور میں مناسب نہیں سمجھتی۔ کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو کر اس پر بیٹھو۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میرے پیچھے تو شر میں مبتلا ہو گئی۔ پھر ابوسفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب یہ حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ تم چل کر حضور سے میرے واسطے گفتگو کرو۔ حضرت ابوبکر نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمر کے پاس آیا۔ اور ان سے کہا انہوں نے جواب دیا کہ کیا میں تیری سفارش کروں۔ قسم ہے خدا کی اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہوگا تب بھی میں اس کے ساتھ تم لوگوں سے جنگ کروں گا۔ تب ابوسفیان حضرت علی کے پاس آیا۔ حضرت فاطمہ بھی وہیں تھیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام ان کی گود میں بیٹھے تھے ابوسفیان نے کہا اے علی تم سب سے زیادہ رشتہ میں میرے قریبی ہو۔ اور میں ایک حاجتمند ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں اگر میں جیسا آیا ہوں ویسا ہی ناکامیاب چلا گیا۔ تو بہت ذلیل ہوں گا۔ حضرت علی نے فرمایا اے ابوسفیان حضور کو ایک ایسا امر درپیش ہے کہ ہم ہرگز حضور سے اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے پھر ابوسفیان حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا اے محمد کی صاحبزادی تم ایسا کر سکتی ہو کہ اپنے صاحبزادوں کو حکم دو کہ یہ لوگوں میں پناہ پکاریں حضرت فاطمہ نے فرمایا میرے بچوں کو کیا لائق ہے کہ وہ پناہ پکاریں اور بھلا حضور پر کون پناہ پکار سکتا ہے۔ ابوسفیان نے حضرت علی سے کہا کہ اے ابوالحسن میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں تم مجھ کو کچھ نصیحت کرو۔ حضرت علی نے فرمایا۔ میں کوئی ایسی ترکیب نہیں جانتا جس سے تم کو فائدہ پہنچ سکے صرف یہ بات ہے کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو۔ پس تم لوگوں میں کھڑے ہو کر پناہ پکار دو اور پھر اپنے گھر کو چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا اس ترکیب سے مجھے فائدہ پہنچے گا۔ حضرت علی نے فرمایا یہ تو میں نہیں کہتا کہ فائدہ پہنچے گا۔ یا نہیں مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ ابوسفیان یہ سن کر مسجد میں آیا اور پکار کر کہا اے لوگو میں نے سب کے درمیان میں پناہ قائم کر دی۔ اور پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کو روانہ ہوا۔ جب قریش کے پاس پہنچا۔ قریش نے کہا کہو کیا خبر لائے ابوسفیان نے کہا محمد ﷺ نے تو مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکر کے پاس گیا۔ اس میں بھی میں نے کچھ بھلائی نہیں پائی۔ پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اس کو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا۔ پھر میں علی کے پاس گیا۔ ان کو سب سے زیادہ نرم پایا۔ اور انہوں نے ایک ترکیب مجھ کو بتائی جو کر کے آیا ہوں اور یہ میں نہیں جانتا کہ اس سے مجھ کو کچھ فائدہ بھی پہنچا یا نہیں۔ قریش نے کہا علی نے تجھ سے کیا کہا ابوسفیان نے کہا کہ علی نے مجھ سے وہ کہا کہ لوگوں میں پناہ پکار دے چنانچہ میں نے پکار دی قریش نے کہا پھر محمد نے بھی اس کو جائز رکھا یا نہیں اور سفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا پس تو علی نے تجھ سے ایک کھیل کرایا اور کیا ہوا۔ ابوسفیان نے کہا ہے قسم ہے خدا کی اور کوئی بات اس کی سوا مجھے معلوم نہ ہوئی۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا۔ اور حضور کی ازواج بھی حضور کے سامان سفر کو درست کرنے لگیں۔ حضرت ابوبکر حضرت عائشہ کے پاس آئے۔ اور وہ حضور کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابوبکر نے پوچھا اے بیٹی حضور کا کس طرف جانے کا قصد ہے عائشہ نے کہا یہ تو حضور نے ظاہر نہیں کیا۔ پھر حضور نے لوگوں کو خبر دی کہ آپ کا ارادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا اور دعا کی کہ اے اللہ مخبروں اور خبروں کو اہل مکہ سے روک دے تا کہ ان کو ہمارے پہنچنے کی بالکل خبر نہ ہو۔ اور ہم ایک دم ان پر جا پڑیں۔ پس لوگ نہایت چستی سے تیار ہوئے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے سفر مکہ کی تیاری کی حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام حضور کی تیاری اور لشکر کشی کے متعلق لکھ کر ایک عورت سارہ نام کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا یہ عورت بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی آزاد کردہ لونڈی تھی جب یہ عورت روانہ ہوگئی تو حضور کو بذریعہ وحی کے اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپ نے حضرت علی اور زبیر کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملے گی۔ اس کے پاس حاطب کا خط ہے۔ وہ خط اس سے لے آؤ۔ اور اس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا حضرت علی اور زبیر نے اس کو مقام خلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کی اس کے تلاشی لی۔ مگر کہیں خط نہ پایا۔ تب حضرت علی نے کہا قسم ہے خدا کی حضور نے غلط خبر نہیں دی۔ اے عورت یا تو خط ہم کو دے دے ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں عورت جب لاچار ہوئی۔ تب اس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علی کو دیا اور وہ اس کو لے کر حضور کی خدمت میں آئے۔ تب حضور نے حاطب کو بلایا۔ اور فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی۔ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی میں مسلمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا ہے اور وہ کام میں نے اس واسطے کیا تھا کہ مکہ میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے۔ پس اس کام سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے حضرت عمر نے عرض کیا حضور مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماروں حضور نے فرمایا اے عمر تم نہیں جانتے ہو کہ حاطب اہل بدر سے ہے اور اہل بدر کی شان میں خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو خدا نے تم کو بخش دیا۔

راوی کہتا ہے پھر حاطب کی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ ﴾

''یعنی اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ آخر آیت تک''۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور مدینہ میں ابورہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو حاکم مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہ رمضان کی مکہ کو روانہ ہوئے اور حضور مع سب لوگوں کے روزہ دار تھے یہاں تک کہ جب آپ

مقام کدید میں پہنچے جو عسفان اور اج کے درمیان ہے حضور نے روزہ افطار فرمایا۔

راوی کہتا ہے جب حضور مقام مرظہران میں پہنچے ہیں تو آپ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا اور مہاجرین و انصار میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہا تھا۔ سب اس جہاد میں شریک تھے۔ پس جب آپ مرظہران میں پہنچے تو قریش کو اس وقت تک حضور کی طرف سے کوئی خبر نہیں پہنچی تھی اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ حضور کیا کر رہے ہیں۔

راوی کہتا ہے حضرت عباس اپنے اہل وعیال کو لے کر ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے جو حضور سے مقام جحفہ میں ان کی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباس مکہ میں اپنے عہدہ سقایت پر قائم تھے اور حضور بھی ان سے راضی تھے۔

اور انہیں دنوں میں ایک روز ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن خرام اور بدیل بن ورقا اخبار کی تلاش میں مکہ سے باہر نکلے اور مقام نبق عقاب میں حضور کا لشکر ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو ملا یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے پس انہوں نے حضور کے پاس جانا چاہا۔ اور ام سلمہ نے حضور سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ کے چچا کا بیٹا اور پھوپھی کا بیٹا جو آپ کا خسر ہے آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا مجھ کو ان سے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے میرے چچا کے بیٹے نے تو میری آبروریزی کی اور میرا پھوپھی کا بیٹا جو خسر بھی ہے۔ اس نے مکہ میں مجھ کو وہ کچھ کہا ہے جو کہا ہے۔ جب یہ ان دونوں کو پہنچی ابوسفیان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹے جنگل میں چلے جاتے ہیں۔ اور بھو کے پیاسے مر جائیں گے کیونکہ حضور ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے جب حضور نے یہ سنا تو آپ چونکہ رحم اور خلق مجسم تھے ان کے حال زار پر مہربان ہوئے۔ اور ان کو حضوری کی اجازت دی۔ پس یہ دونوں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور ابوسفیان نے اپنی گذشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں از حد عذر کیا۔

حضرت عباس کہتے ہیں جب حضور نے مقام مرظہران میں قیام کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی اور نیست و نابود ہونے کا وقت آ گیا۔ کاش کوئی آدمی ہو تو میں اس کو حضور کی لشکر کشی کی خبر کروں اور وہ قریش سے کہے اور قریش مکہ پر حضور کے حملہ کرنے سے پہلے آ کر امن مانگ لیں پھر میں اسی خیال میں حضور کی سفید خچر پر سوار ہو کر میدان آراک میں آیا۔ تاکہ کوئی شخص لکڑیاں چننے والا یا دودھ والا یا کوئی حاجت مند ہو اور میں اس کو خبر کر دوں پس فرماتے ہیں کہ میں اسی فکر میں کسی آدمی کو ڈھونڈ رہا تھا۔ کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن وقار کی آواز سنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم نے روشنی دیکھی ہے ایسی کبھی نہیں دیکھی ضرور یہ کوئی زبردست لشکر ہے بدیل نے کہا کہ ضرور یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جنگ کے واسطے آئے ہیں ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس یہ جمعیت کہاں ہے جو اس قدر روشنی ان کے لشکر کی

ہوتی حضرت عباس کہتے ہیں میں نے ابوسفیان یک آواز پہچان لی۔ اور اس کو پکار کر کہا اے ابوسفیان اس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا ابوالفضل ہیں (حضرت عباس کی کنیت ہے) میں نے کہا ہاں کہنے لگا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم یہاں کہاں میں نے کہا اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ یہ رسول خدا ﷺ کا لشکر ہے۔ قریش کی ہلاکی کا وقت قریب آ گیا۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ۔ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا فوراً تیری گردن ماردیں گے خیر تو میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جا میں تجھ کو حضور کی خدمت میں لے چلتا ہوں۔ اور تیرے واسطے درخواست کروں گا۔ حضرت عباس فرماتے ہیں ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا اور دونوں ساتھی اس کے الٹے پھر گئے اور میں اس کو لے کر لشکر میں آیا جس خیمہ کے پاس سے گذرتا تھا لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون جاتا ہے پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ رسول خدا کے چچا رسول خدا کے خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں حضرت عمر بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گذرا تو عمر کھڑے ہو گئے۔ اور ابوسفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھ کر کہنے لگے یہ ابوسفیان خدا کا دشمن ہے شکر ہے خدا کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور کوئی عہد و پیمان بھی اس کی جان کے بچنے کے واسطے نہیں ہے اور پھر حضرت عمر حضور کی خدمت میں دوڑے۔ حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے بھی خچر کو دوڑایا تا کہ میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ اور ابوسفیان کے واسطے امن اور پناہ حضور سے لے لوں۔ پس میں عمر سے پہلے حضور کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اور عمر بھی اسی وقت آ گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان پر خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہد و پیمان کے قابو دے دیا ہے۔ پس مجھ کو اجزت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے۔ اور قسم ہے خدا کی آج کی رات میں اپنے پاس اس کو رکھوں گا۔ پھر جب عمر نے ابوسفیان کے قتل میں بہت اصرار کیا۔ تو میں نے کہا اے عمر اگر بنی عدی بن کعب میں سے یہ شخص ہوتا۔ تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا مگر چونکہ یہ بنی عبدمناف سے ہے اس سبب سے میں نے اسکی سفارش کی ہے عمر نے کہا اے عباس سنو قسم ہے خدا کی۔ جس روز تم مسلمان ہوئے ہو اس روز میں اس قدر خوش ہوا ہوں کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا خوش نہ ہوتا۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں رسول خدا کو بھی خیال کرتا ہوں کہ جس قدر خوشی ان کو تمہارے اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی حضور نے فرمایا اے عباس اب تو تم اس کو لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

حضرت عباس کہتے ہیں۔ رات کو ابوسفیان میرے ہی پاس رہا۔ اور صبح کو میں اس کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم

اور کریم اور رشتہ کے ملانے والے ہیں بیشک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کیونکہ میں اس کی پوجا کرتا تھا پھر حضور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے ابوسفیان کیا تیرے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو میری رسالت کا اقرار کرے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم وکریم اور رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ ہے حضرت عباس نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو گردن کے مارے جانے سے پہلے اسلام قبول کرلے۔ اور **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی گواہی دے۔ پس ابوسفیان نے گواہی دی۔ اور اسلام قبول کیا۔

حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان فخر کو دوست رکھتا ہے اس کے واسطے کوئی ایسی بات کردیجئے۔ جس میں اس کو فخر ہو حضور نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو امن ہے۔ اور جو اپنا دروازہ بند کرے گا اس کو امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا اس کو امن ہے۔

حضرت عباس کہتے ہیں جب ابوسفیان رخصت ہو کر چلنے لگا۔ تو حضور نے فرمایا اے عباس اس کو راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گذرنے کی سیر دکھاؤ۔ عباس کہتے ہیں میں ابوسفیان کو لے کر ٹیلہ پر کھڑا ہوگیا۔ جہاں حضور نے مجھ کو کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا۔ اور قبائل کی فوجیں گذرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گذرتا ابوسفیان پوچھتا کہ یہ کونسا قبیلہ ہے میں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور مزینہ ہے اور یہ فلاں ہے اور یہ وہ ہے یہاں تک کہ حضور سبز لشکر کے ساتھ گذرے اور سبز اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا۔ کہ اس کے تمام لوگ لوہے میں غرق تھے یعنی زرہ اور خود وغیرہ سامان حرب سے اس قدر مسلح اور مکمل تھے کہ صرف ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا جب یہی لوگ گذرے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں میں نے کہا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور حضور بھی انہیں کے ساتھ ہیں ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ اے عباس بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب و طاقت ہے۔ قسم ہے خدا کی اے ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت اب بڑی زبردست ہوگئی ہے حضرت عباس نے کہا یہ سلطنت نہیں ہے بلکہ یہ نبوت ہے ابوسفیان نے کہا ہاں بیشک نبوت ہے۔ حضرت عباس کہتے ہیں۔ میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ کر جا اور اپنی قوم کو نجات کا طریقہ بتلا ابوسفیان دوڑا اور مکہ میں جا کر چیخا اور پکار کر کہا کہ اے قریش محمد آگئے اور ایسا لشکر ان کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے پس جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن والا ہے۔

راوی کہتا ہے ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سن کر اس کی مونچھ پکڑ لی اور قریش سے کہا کہ اس پہلوان مضبوط موٹے فربہ کو قتل کرو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر اس قدر حواس باختہ ہوگیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا

اے قریش تم اس کے بہکانے میں آکر اپنی جان نہ کھوؤ۔ محمد تم پر آ گئے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا۔ اس کو امن ہے۔ قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ داخل ہوں گے ابوسفیان نے کہا جو اپنا دروازہ بند کر لے گا۔ اس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا۔ اس کو بھی امن ہے پس یہ سنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے۔

راوی کہتا ہے جس وقت حضور مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو آپ اپنی سواری پر ٹھہرے اور آپ اس وقت سرخ رنگ کی حمری چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے۔ اور خدا کی اس عنایت اور فتح کو دیکھ کر اپنا سر تواضع سے خدا کے سامنے جھکاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی ٹھوڑی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے کے قریب ہو جاتی تھی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جس وقت حضور ذی طویٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے ابوقحافہ حضرت ابوبکر کے والد نے اپنے سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ اے بیٹی تو مجھ کو ابوقبیس پہاڑ پر لے چل اور ابوقحافہ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ پس یہ لڑکی ان کو لے کر پہاڑ پر آئی۔ انہوں نے پوچھا اے لڑکی تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے لڑکی نے کہا بہت سے سوار اور لشکر ہے اور ایک شخص ان کے درمیان میں آ جا رہا ہے۔ ابوقحافہ نے کہا اے لڑکی یہ وہ شخص ہے جو سواروں کو مرتب کرتا ہے پھر لڑکی نے کہا اب قسم ہے خدا کی لشکر چلنا شروع ہو گیا۔ ابوقحافہ نے کہا اب یہ لشکر یہاں آ جائے گا۔ بس بیٹی تو جلدی سے مجھ کو گھر لے چل لڑکی ان کو لے کر نیچے اتری کہ سواروں نے آن لیا اس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی ہنسلی تھی وہ کسی سوار نے اس کے گلے سے اتار لی۔ پھر جب حضور مکہ میں داخل ہوئے تو ابوبکر اپنے باپ کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا اے ابوبکر تم نے بڑے میاں کو ناحق تکلیف دی میں خود ان سے ملنے کو ان کے گھر جاتا۔ ابوبکر نے عرض کیا حضور کے تشریف لے جانے سے مجھ کو حضور کی خدمت میں حاضر ہونا بہتر ہے حضور نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب ابوبکر اپنے والد کو لائے ہیں۔ تو ان کا سر بالکل سفید بگلا ہوا تھا حضور نے فرمایا ان کے بالوں میں خضاب لگایا کرو۔ پھر ابوبکر نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری اس بہن کا جس نے طوق لیا ہو وہ دے دے مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ تب ابوبکر نے اپنی بہن سے کہا۔ اے بہن تو اپنی ہنسلی پر صبر کر اس زمانہ میں امانت لوگوں میں بہت کم ہے۔

جب حضور نے مقام ذی طوی سے لشکر کو روانہ کیا تو زبیر بن عوام کو میسرہ لشکر کے ساتھ مقام کداء کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور سعد بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اسی طرف روانہ کیا سعد بن عبادہ جس وقت مکہ میں داخل ہونے کو متوجہ ہوئے۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ آج جنگ عظیم کا روز ہے اور آج کے دن حرمت حلال کی جائے گی حضرت عمر کو سعد کی اس کلام سے اندیشہ ہوا۔ اور حضور سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم

کوسعد بن عبادہ کے کلام سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں۔ حضور نے علی سے فرمایا کہ تم جا کر سعد سے نشان لے لو اور مکہ میں داخل ہو۔

اور خالد بن ولید کو حضور نے میمنہ لشکر کا سردار کیا جس میں اسلام اور سلیم اور غنمار اور مزینہ اور جہینہ وغیرہ قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد اس کو لے کر مکہ میں نیچے کی جانب سے داخل ہوئے۔

اور ابولبیدہ بن جراح مسلمانوں کا لشکر لے کر حضور کے آگے آگے اذاخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئے۔ اور وہیں حضور کے واسطے خیمہ کھڑا کیا گیا۔

راوی کہتا ہے صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کے ارادہ سے مقام خندمہ پر حضرت خالد بن ولید کے مقابل آئے اور حمس بن قیس بن خالد بنی بکر میں سے ایک شخص حضور کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کرتا تھا۔ اس کی بوی نے اس سے پوچھا تو کس واسطے یہ ہتھیار تیز کرتا ہے۔ اس نے کہا محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی جنگ کے واسطے عورت نے کہا میرے نزدیک تو محمد کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ حماس نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو امید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو پکڑ کر تیری خدمت کے واسطے لاؤں گا۔ پھر یہ حماس بھی خندمہ کی لڑائی میں صفوان اور عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔

راوی کہتا ہے مجارب بن فہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ حضرت خالد کے لشکر سے الگ ہو کر جا رہے تھے مشرکین نے ان کو شہید کیا اور کرز بن جابر بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب انہوں نے خنیس کو شہید دیکھا۔ تو ان کی لاش سے آگے بڑھ کر اس قدر جہاد کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے۔

اور قبیلہ جہینہ میں سے سلمہ بن میلاء شہید ہوئے اور مشرکین میں سے قریب بارہ آدمیوں کے قتل ہوئے پھر مشرکین بھاگ گئے اور حماس بھی بھاگ کر اپنے گھر میں آ چھپا اور جورو سے کہا گھر کا دروازہ بند کر دے جورو نے کہا تو اس دن تو کیا کہہ رہا تھا اور اب ایسا نامرد ہو گیا حماس نے جواب دیا۔

اِنَّكِ لَوْ شَهِدْتِ يَوْمَ الْخَنْدَمَهْ   اِذْفَرَّ صَفْوَانُ وَفَرَّ عِكْرَمَهْ

وَ اَبُوْ يَزِيْدَ قَائِمٌ كَالْمُوْتِمَه

اگر تو خندمہ کی جنگ میں موجود ہوتی۔ جبکہ صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے۔ اور ابو یزید بھی حیران و پریشان کھڑا تھا۔

وَاسْتَقْبَلَتْهُمْ بِالسُّيُوْفِ الْمُسْلِمَهْ   يَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَ جُمْجُمَهْ

ضَرْبًا فَلَا يَسْمَعُ اِلَّا غُمْغُمَهْ

اور میں تیز تلواروں کے ساتھ ان کے آگے بڑھا جو کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کر ڈال دیتی تھیں۔
اور ایسی مارا مار تھی کہ بجز چیخم دہاڑ کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔

لَهُمْ نَهِيتٌ خَلْفَنَا وَ هَمْهَمَهْ   لَمْ تَنْطِقِىْ فِى اللَّوْمِ اَدْنٰى كَلِمَهْ

اور ہمارے پیچھے دشمنوں کی غل تھی۔ پس اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ ملامت کا میری نسبت نہ کہتی۔

راوی کہتا ہے فتح مکہ اور حنین اور طائف میں مہاجرین کا شعار یا بنی عبدالرحمٰن تھا اور انصار کا شعار یا بنی عبداللہ تھا اور حضور نے اپنے امراء لشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اس سے تم بھی لڑنا اور کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لے کر فرمایا تھا۔ کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا اگرچہ یہ کعبہ کے پردہ کے اندر گھسے ہوئے ہوں وہاں بھی نہ چھوڑنا۔

انہیں لوگوں میں سے ایک شخص عبداللہ بن سعد عامری تھا اس کے قتل کرنے کا حکم حضور نے اس سبب سے دیا تھا۔ کہ یہ پہلے مسلمان ہوا تھا۔ اور وحی کو حضور کے پاس لکھا کرتا تھا پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے آملا۔ اور اب اس جنگ میں یہ حضرت عثمان کے پاس جا چھپا۔ کیونکہ ان کا دودھ بھائی تھا یہاں تک کہ جب مکہ اطمینان میں ہو گیا تو حضرت عثمان اس کو لے کر حضور کی خدمت میں امن دلانے کے واسطے آئے حضور بہت دیر تک خاموش رہے۔ جب عثمان نے اصرار کیا تو حضور نے فرمایا ہاں اور جب عثمان اس کو لے کر چلے گئے تو حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا۔ تم میں سے کسی نے کھڑے ہو کر اس کو قتل نہ کر دیا انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا حضور آنکھ مجھ کو اشارہ فرما دیتے فرمایا نبی اشارہ سے قتل نہیں فرماتے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ عبداللہ بن سعد پھر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت عمر نے اس کو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا تھا اور حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان نے بھی اس کو حاکم بنایا تھا۔

اور ایک شخص عبداللہ بن خطل نامی کے قتل کا حضور نے حکم دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا۔ کہ یہ بھی مسلمان ہوا تھا اور حضور نے کسی طرف اس کو زکوۃ وصول کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اور ایک انصاری کو بھی اس کے ساتھ کیا تھا اور اس کا ایک غلام مسلمان بھی اس کے ساتھ تھا۔ جب یہ کسی منزل میں اترا تو اپنے غلام سے اس نے کہا کہ ایک بکرا ذبح کر کے پکالے غلام بے چارہ سو گیا۔ اور کھانا اس نے نہ پکایا اس نے اس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے آملا۔ اور اپنی لونڈیوں سے حضور کی ہجو کے اشعار گوایا کرتا تھا حضور نے اس کے اور دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا۔

اور ایک حویرث بن نقید کے قتل کا حکم دیا کیونکہ یہ مکہ میں حضور کو ستایا کرتا تھا۔ اور جب حضرت عباس

حضرت فاطمہ اور ام کلثوم حضور کی صاحبزادی کو مکہ سے لے کر مدینہ میں پہنچانے چلے ہیں تو اسی حویرث بن نقید نے ان دونوں کو اونٹ پر سے زمین پر گرادیا تھا۔

اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حضور نے اس سبب سے حکم دیا کہ یہ انصاری کو شہید کر کے جنہوں نے اس کے بھائی کو خطا سے قتل کیا تھا مکہ میں مرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔

اور سارہ کے قتل کا حکم دیا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور حضور کو مکہ میں بہت برا بھلا کہا کرتی تھی۔

اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی حضور نے حکم دیا تھا مگر یہ یمن کی طرف بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حکیم بنت حرث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اس نے حضور سے اس کے واسطے امن لیا حضور نے امن دے دیا۔ تب وہ یمن میں اس کو تلاش کرنے گئی اور پھر حضور کی خدمت میں لے کر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا۔

عبداللہ بن خطل کو تو سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی دونوں نے مل کر شہید کیا۔ اور مقیس بن صبابہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا اور حویرث بن نقید کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور عبداللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک لونڈی تو قتل ہوئی۔ اور دوسری بھاگ گئی۔ اس کے واسطے حضور سے امن لیا گیا تو حضور نے امن دے دیا۔ اور سارہ کے واسطے بھی امن مانگا اس کو بھی حضور نے امن دیا۔ پھر حضرت عمر کے زمانہ میں سارہ ایک گھوڑی کی روندن میں آ کر مقام ابطح میں ہلاک ہوئی۔

ام ہانی بنت ابی طالب حضرت علی کی بہن کہتی ہیں کہ جس وقت حضور مکہ کی بلند جانب میں رونق افروز تھے حرث بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ بن مغیرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے کوٹھڑی میں ان کو بند کر دیا۔ اور ان کے پیچھے ہی میرے بھائی علی بن ابی طالب تلوار لئے ہوئے آئے۔ اور کہا میں ان کو قتل کرتا ہوں ام ہانی کہتی ہیں۔ یہ دونوں شخص میرے خاوند ہبیرہ بن ابی وہب کے رشتہ دار تھے میں ان کو بند کر کے حضور کے پاس آئی حضور اس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لے کر غسل کر رہے تھے اور حضرت فاطمہ آپ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ جب آپ غسل سے فارے ہوئے تو چادر لپیٹ کر آپ نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آؤ اے ام ہانی خوب آئیں اچھی ہو۔ میں نے عرض کیا حضور میرے خاوند کے دو رشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزین ہیں اور میرے بھائی علی ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں حضور نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا۔ اور جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی جاؤ علی ان کو قتل نہ کریں گے۔

صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ جب حضور مکہ میں آ کر اترے اور لوگوں میں امن ہو گیا حضور نے کعبہ کے

سات طواف کئے اور اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ حجر اسود کو سلام کرتے تھے پھر حضور نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی اس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہوا رکھا دیکھا۔ اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ اور پھر کعبہ کے دروازہ پر آ کر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اہل علم کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[1] وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ حَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

''اے لوگو! جس باپ دادا کے فخر یا خون یا مال کا دعویٰ کیا جائے پس وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور زمزم سے پانی پلانے کی خدمت''۔

اے لوگوں خطا سے جو شخص مارا جائے یعنی لکڑی یا کوڑے وغیرہ سے پس اس میں پورا خون بہا یعنی سو اونٹ[2] لازم ہیں اے قریش خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے نخوت اور فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے پھر حضور نے یہ آیت پڑھی:

﴿اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾

''اے لوگو ہم نے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور تمہارے اندر شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) بیشک خدا کے نزدیک تم میں بزرگ مرتبہ وہ ہے جو بڑا متقی ہے''۔

پھر فرمایا اے قریش تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم میں کیسی کاروائی کروں گا۔ قریش نے کہا آپ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے۔ آپ ہمارے بھائی کریم ابن الکریم ہیں۔ فرمایا اچھا اب جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اور خود حضور مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت علی خانہ کعبہ کی کنجی ہاتھ میں لے کر سامنے آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ حجابت بھی سقایت کے ساتھ ہم کو عنایت فرمائیے۔ حضور نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے عثمان حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا اے عثمان اپنی کنجی سنبھال آج کا دن نیکی اور وفاء کا ہے اور حضرت علی سے فرمایا کہ ہم تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو گے۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ جب حضور فتح مکہ کے روز کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے اندر آپ نے

---

[1] خدا وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے وعدہ کو اس نے سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تنہا تمام کفاروں کے لشکروں کو اس نے ہزیمت دی۔ [2] خون بہا کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔

فرشتوں کی تصویریں دیکھیں اور ایک تصویر حضرت ابراہیم کی دیکھی کہ ازلام[1] کے ساتھ قرعہ ڈال رہے ہیں۔اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ان کو خدا غارت کرے ہمارے بزرگ کی کس صورت سے تصویر بنائی ہے۔ بھلا حضرت ابراہیم کو اس قرعہ بازی سے کیا تعلق پھر آپ نے یہ فرمایا کہ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو یکسو ہونے والے مسلمان تھے اور ہرگز وہ مشرکوں میں سے نہ تھے پھر ان تصویروں کے مٹانے کا آپ نے حکم فرمایا چنانچہ اسی وقت وہ مٹادی گئیں۔

جب حضور کعبہ کے اندر داخل ہوئے ہیں تو بلال بھی آپ کے ساتھ تھے جب حضور باہر نکل آئے۔تو بلال پیچھے رہ گئے عبداللہ بن عمر نے بلال سے پوچھا کہ حضور نے کس جگہ نماز پڑھی ہے اور یہ نہ پوچھا کہ کس قدر پڑھی ہے پھر ابن عمر جب کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو سیدھے اندر جا کر دروازہ کی طرف پشت کر کے تین ہاتھ دیوار سے پرے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی جگہ حضور کی نماز کی بلال نے ان کو بتائی ہے۔

جب حضور کعبہ میں داخل ہوئے ہیں تو بلال کو آپ نے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔اور ابوسفیان بن حرب اور عتاب بن اسید اور ہشام بن حرث کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے عتاب بن اسید نے کہا کہ اسید کو اللہ نے بڑی بزرگی دی کہ اس نے یہ بات نہیں سنی ورنہ وہ ضرور ایسی بات کہتا جس سے ان کو یعنی حضور کو غصہ آتا۔حرث نے کہا اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حق پر ہیں تو میں ان کا اتباع کرلوں۔ابوسفیان نے کہا۔میں تو کچھ نہیں بولتا۔اگر میں حرف بھی کہوں گا تو یہ کنکریاں میری بات ان سے کہہ دیں گی پھر حضور کعبہ سے باہر آ کر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو کچھ باتیں کی ہیں سب مجھے معلوم ہیں اور سب ان سے بیان کر دیں عتاب اور حرث نے کہا بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم خدا کے رسول ہو۔کیونکہ اس وقت ہماری گفتگو میں کوئی شخص نہ تھا جس کو ہم کہہ سکتے کہ اس نے تم سے کہا ہوگا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی اسلم میں ایک شخص احمر نام بڑا بہادر تھا اور جب یہ سوتا تھا تو بڑے زور سے خراٹے لیا کرتا تھا۔اور اسی سبب سے الگ سوتا تھا۔اور جب لوگ اس کو پکارتے تو مثل شیر کے اٹھ کر آتا تھا اور کسی سے خوف نہ کرتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ بنی ہذیل کے چند لوگ مقام حاضرہ کو جاتے تھے جب یہ حاضرہ کے قریب پہنچے۔تو ان میں ایک شخص ابن اثوع ہذلی نے کہا کہ تم لوگ جلدی نہ کرو۔میں جا کر دیکھ آؤں کہ یہاں احمر ہے یا نہیں اگر وہ ہوگا تو اس کے خراٹے کی آواز ضرور آئے گی اور یہ رات کا وقت تھا پھر ابن اثوع نے احمر کے خراٹے کی

---

[1] ازلام زمانہ جاہلیت میں قرعہ ڈالنے کے تیر تھے۔

آواز سن کر اس کے سینہ پر تلوار رکھ کر زور کیا اور اس کو مار ڈالا پھر حاضرہ کے لوگوں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے احمر احمر کہہ کے پکارا۔ مگر احمر بیچارہ کہاں تھا جو ان کی مدد کو جاتا۔

اب جو حضور نے مکہ کو فتح کیا تو فتح کے دوسرے روز ابن اثوع مکہ میں لوگوں کا حال دریافت کرنے آیا۔ اور اس وقت تک یہ مشرک ہی تھا بنی خزاعہ نے اس کو پہچان کر چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا اور کہا احمر کا قاتل تو ہی ہے اس نے کہا ہاں میں احمر کا قاتل ہوں پھر اتنے میں خراش بن امیہ تلوار لئے ہوئے آئے اور اس کو قتل کر دیا جب حضور کو یہ خبر پہنچی فرمایا اے خزاعہ اب تم قتل سے اپنے ہاتھ روک لو۔ کیونکہ بہت لوگ قتل ہو چکے ہیں۔ اور یہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا مجھ کو خون بہا دینا پڑے گا۔

ابو شریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو آئے تو میں ان کے پاس گیا۔ اور میں نے کہا اے شخص ہم فتح مکہ میں حضور کے ساتھ تھے جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ حضور نے فرمایا اے لوگو مکہ جس دن سے کہ خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ حرم ہے اور قیامت تک حرم رہے گا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے یا اس کا درخت کاٹے مجھ سے پہلے کسی کے واسطے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے واسطے یہ حلال ہوگا۔ صرف میرے لئے یک ساعت کے واسطے حلال ہوا تھا۔ اب پھر اس کی حرمت ویسی ہی ہوگئی ہے۔ جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں سے موجود ہیں ان کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں ان کو یہ حکم پہنچا دیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسول خدا نے س میں قتل و قتال کیا ہے۔ تو اس سے کہہ دو کہ رسول خدا کو خدا نے صرف ایک ساعت کے واسطے یہاں کے وگوں کی سرکشی کے سبب سے اجازت دی تھی۔ اور اے خزاعہ تمہارے واسطے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اٹھا لو بہت قتل و قتال ہو چکا ہے اور تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ اور اب سے جو شخص قتل ہوگا۔ پس اس کے وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہیں قصاص لیں اور چاہیں خون بہا پر راضی ہو جائیں۔

عمرو بن زبیر نے ابو شریح سے یہ گفتگو سن کر کہا آپ تشریف لے جائیے۔ میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں کعبہ کب حرم قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ہے ابو شریح نے کہا۔ جس وقت حضور نے فرمایا ہے میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا۔ پس میں نے تجھ کو یہ حکم پہنچا دیا۔ اب تو جانے اور تیرا کام جانے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے مقتولوں میں سے سب سے پہلے جس مقتول کا حضور نے خون بہا دیا وہ جنید بن اکوع تھا۔ بنی کعب نے اس کو قتل کیا اور حضور نے اس کے خون بہا میں سو اونٹ عنایت کئے۔

جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور صفا پہاڑ پر دعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپس میں کہا کہ

اب تو اللہ تعالیٰ نے حضور کا شہر فتح کر دیا ہے۔ شاید حضور یہیں رہنا اختیار کریں۔ جب حضور دعا سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے تھے حضور نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور موت بھی تمہارے ساتھ ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مکہ کے روز جب حضور نے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کے گرد طواف کیا ہے۔ تو کعبہ کے گرد بت سیسہ سے جڑے ہوئے نصب تھے۔ حضور نے چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی ان بتوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا۔ جس بت کے منہ کی طرف آپ اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل اور پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ اسی طرح سب بت گر پڑے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی نے ارادہ کیا کہ حضور کو شہید کر دیں اور جب حضور کے قریب پہنچے اور آپ اس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا فضالہ ہیں عرض کیا حضور ہاں میں ہوں۔ فرمایا تم کس ارادہ سے آئے ہو عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد کر رہا ہوں حضور نے فرمایا خدا سے مغفرت مانگو اور پھر آپ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے ان کے دل کو تسکین ہوئی۔ فضالہ کہتے ہیں حضور کے میرے سینہ پر ہاتھ رکھنے سے حضور کی محبت سب سے زیادہ مجھ کو ہوگئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ کر جدہ میں آیا۔ تاکہ جہاز میں سوار ہو کر یمن کو چلا جائے۔ عمیر بن وہب نے حضور سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے حضور اس کو امن عنایت کریں۔ حضور نے امن دے دیا۔ عمیر نے کہا اس کی کچھ نشانی بھی مجھ کو مرحمت ہو۔ حضور نے اپنا وہ عمامہ جس کو باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا۔ عمیر عمامہ کو لے کر جدہ میں صفوان کے پاس آئے اور کہا حضور نے تم کو امن دیا ہے اب تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو یہ عمامہ بھی حضور کا میں نشانی کے واسطے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا اے عمیر تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر۔ عمیر نے کہا اے صفوان حضور تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو ان کے پاس چل۔ ان کی عزت تیری عزت ہے اور ان کی سلطنت تیری سلطنت ہے صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عمیر نے کہا انہوں نے تجھ کو امن دے دیا ہے۔ پھر صفوان عمیر کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو امن دیا ہے حضور نے فرمایا ہاں یہ سچ کہتا ہے صفوان نے عرض کیا تو پھر آپ مجھ کو دو مہینہ تک اختیار دیں۔ حضور نے فرمایا تم کو چار مہینہ تک اختیار ہے۔

زہری کہتے ہیں کہ ام حکیم بنت حرث عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی جو حضور سے عکرمہ کے واسطے امن لے کر یمن کو گئی اور وہاں سے اس کو لائی اور فاختہ بنت ولید صفوان کی بیوی تھی یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں

سے پہلے اسلام لائی تھیں اور حضور نے ان کو اسی پہلے نکاح پر قائم رکھا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مکہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی۔ اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار تین اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے حلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تمیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے۔

عباس بن مرداس کے اسلام لانے کا بیان

عباس کا باپ مرداس ایک پتھر کے بت جس کا نام اس نے ضمار رکھا تھا پرستش کیا کرتا تھا جب مرداس مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا کہ اے فرزند تم اسی بت کی پرستش کرنا یہی تمہارے نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ چنانچہ عباس اس بت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے بت کے اندر سے یہ اشعار سنے۔

كُلُّ لِلْقَبَائِلِ مِنْ عَلِيمٍ كُلِّهِمْ   اُوْدِیْ ضِمَارٌ عَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰے   لَمَعْبَدَ اِبْنَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدِیْ

اُوْدِیْ ضِمَارٌ كَانَ يُعْمَدُ مَرَّةً   قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَى النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

جب ابن مرداس نے یہ اشعار سنے اسی وقت اس بت کو آگ میں جلا دیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔

فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید کا کنانہ کی شاخ بنی جذیمہ کی طرف جانا اور پھر حضرت علی بن ابی طالب کی خالد کی خطا کی تلافی کے واسطے روانہ ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے خالد بن ولید کو سلیم بن منصور اور مدلج بن مرہ کے قبائل کی فوج کے ساتھ دعوت اسلام کے واسطے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا۔ اور قتل وقتال کا حکم نہیں دیا تھا جب خالد فوج لے کر بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے ان کو دیکھ کر ہتھیار اٹھائے انہوں نے ان کو حکم کیا کہ اپنے ہتھیار سب ڈال دو۔ کیونکہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔

بنی جذیمہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم کیا تو ہم میں سے ایک شخص جحدم عامر نے کہا کہ اے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کریں گے۔ میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالوں گا۔ بنی جذیمہ نے کہا اے جحدم تو ہم سب کا خون کرنا چاہتا ہے۔ سب لوگ مسلمان ہو گئے

ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور امن قائم ہو گیا ہے پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالد کے کہنے سے ہتھیار ڈال دیئے جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالد نے ان کی مشکیں باندھ کر چند لوگوں کو ان میں سے قتل کر دیا۔ جب یہ خبر حضور کو پہنچی۔ آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی کہ اے پروردگار میں خالد کی کاروائی سے بری ہوں۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور نے ایک روز فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ایک نوالہ کھایا اور اس کا مزہ مجھ کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا تب علی نے اپنا ہاتھ ڈال کر اس کو میرے حلق سے نکالا حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپ روانہ فرمائیں گے پھر کچھ کاروائی سے اس کی آپ خوش ہوں گے اور کچھ کاروائی اس کی قابل اعتراض ہوگی جو حضور کو ناگوار گذرے گی۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب خالد نے یہ کاروائی کی تو قوم میں سے ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالد کی رائے کی مخالفت بھی کی یا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ ایک شخص سفید رنگ میانہ قد نے خالد کو منع کیا اور خالد نے اس کو جھڑک دیا۔ پس وہ خاموش ہو گیا اور ایک شخص دراز قد نے خالد کی بڑے زور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک ان میں گفتگو ہوتی رہی حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا شخص تو میرا بیٹا عبد اللہ ہے اور دوسرا شخص سالم ابو حذیفہ کا آزاد غلام ہے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا کہ علی تم جا کر اس قوم کے مقدمہ میں نظر کرو۔ اور جاہلیت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کر دینا یعنی ان باتوں کا اب کچھ خیال نہ کرنا حضرت علی بہت سامال حضور کے پاس سے لے کر اس قوم کے پاس آئے اور جس قدر لوگ اس قوم کے خالد نے قتل کئے تھے۔ ان سب کا خون بہا دیا اور تمام مال جو خالد نے لوٹا تھا سب ان کو واپس کر دیا۔ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی باقی نہیں رکھی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علی کے پاس کچھ مال بچا حضرت علی نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خون بہا یا مال باقی ہو تو اس کے بدلہ میں یہ مال لے لو قوم نے کہا۔ ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے حضرت علی نے فرمایا۔ مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دے دیتا ہوں۔ شاید تمہارا ایسا خون بہا یا مال رہ گیا ہو جس کی نہ تم کو خبر ہو نہ ہم کو بس یہ اس کے معاوضہ میں سمجھو اور پھر حضرت علی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کاروائی عرض کی حضور نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔ اور پھر حضور قبیلہ رو کھڑے ہوئے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا میں خالد کی کاروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں۔ تین بار یہی فرمایا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے جو خالد کو اس قتل کرنے سے معذور ٹھہراتے ہیں کہ عبد اللہ بن

حذیفہ سہمی نے خالد سے کہا تھا کہ حضور نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اگر یہ اسلام سے باز رہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب خالد نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو جہرم نے کہا اے قوم تم ہتھیار ڈال کر اسی بات میں مبتلا ہوئے جس سے میں تم کو ڈراتا تھا مگر تم نے میرا کہنا نہ مانا۔

راوی کہتا ہے اس قتل کے متعلق عبدالرحمٰن بن عوف اور خالد بن ولید میں بڑی بحث ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے خالد سے کہا کہ یہ تم نے زمانہ جاہلیت کی کاروائی کی ہے خالد نے کہا میں نے تمہارے باپ کا ان سے قصاص لیا ہے عبدالرحمن نے کہا تم جھوٹے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں۔ بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہہ بن مغیرہ کا قصاص لیا ہے آخر یہاں تک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ حضور تک اس کی خبر پہنچی حضور نے فرمایا اے خالد تم میرے اصحاب کے پیچھے نہ پڑو۔ اگر تم احد پہاڑ کی برابر سونا بھی راہ خدا میں خرچ کرو گے تب بھی ان میں سے تم کسی کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

فاکہہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور عوف بن عبدعوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس یمن کی طرف مال تجارت لے کر گئے تھے اور عفان کے ساتھ ان کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تھے جب یہ لوگ یمن سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو یمن میں مر گیا تھا۔ پس بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ ہی میں ان سے اس شخص کے مال کا مطالبہ کیا حالانکہ یہ ابھی اس شخص کے وارثوں کے پاس بھی نہ پہنچے تھے اس سبب سے انہوں نے خالد سے انکار کیا خالد اپنی قوم کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوا چنانچہ عوف بن عبدعوف اور فاکہہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہہ بن مغیرہ کا مال بھی ان کے پاس رہا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکرکشی کا قصد کیا بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکرکشی کرتے ہو۔ ہماری قوم میں سے چند لوگ بسبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جا پڑے۔ اور ان کو قتل کر دیا۔ ہم ان کا خون بہا دئے دیتے ہیں قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ موقوف ہو گئی۔

ابو وداد کہتے ہیں۔ بنی جذیمہ کی جنگ میں میں خالد بن ولید کے ساتھ تھا۔ پس بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے جو نوجوان تھا۔ اور اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو میرا ایک کام کر سکتا ہے۔ میں نے کہا کہہ کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا تو مجھ کو ذرا عورتوں کے گروہ کے پاس لے چل۔ جو اس سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی تھیں۔ میں ایک بات ان سے کہہ لوں۔ پھر تو مجھ کو یہیں لے آئیو۔ میں نے کہا یہ کیا مشکل ہے اور میں اس کو لے کر عورتوں کے قریب آیا۔ اس جوان نے ایک عورت سے مخاطب

ہو کر چند اشعار عاشقانہ پڑھے۔ ابو وداد کہتے ہیں پھر میں اس جوان کو اسی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا اور پھر اس کی گردن ماری گئی۔ اسی وقت وہ عورت اس کی لاش کے پاس آئی اور لپٹ کر اس کے بوسہ لیتی لیتی خود بھی مرگئی۔

خالد بن ولید کا عزیٰ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ ہونا

پھر خالد بن ولید کو حضور نے عزیٰ کے ڈہانے کے واسطے روانہ فرمایا۔ مقام نخلہ میں یہ ایک مکان تھا اور قریش اور کنانہ اور مضر وغیرہ سب قبائل اس کی تعظیم کرتے تھے اور بنی سلیم کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے اس مکان کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی۔ اس بت خانہ کے خدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں اپنی تلوار لٹکا دی اور کہا اے عزیٰ اس تلوار سے خالد اور اس کے لشکر کو اس قدر قتل کیجو کہ ایک بھی ان میں سے باقی نہ رہے اور پھر خود پہاڑ میں بھاگ گیا خالد نے یہاں پہنچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور پھر حضور کی خدمت میں واپس چلے گئے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ مکہ کی فتح کے بعد حضور مکہ میں پندرہ راتیں رہے اور نماز عصر ادا کی۔

غزوۂ حنین کا بیان

[یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد ۸ ہجری المقدس میں واقع ہوا]

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جب ہوازن کو مکہ کے فتح ہونے کی خبر ہوئی۔ ان کے سردار مالک بن عوف بصری نے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع کیا۔ پس اس کے پاس ہوازن کے ساتھ تمام بنی ثقیف اور بنی نصر اور بنی جشم اور بنی بکر اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہوئے جو بہت ہی قلیل تھے اور بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب میں سے ایک بھی شخص اس کے ساتھ نہ ہوا۔

بنی جشم میں ایک شخص بہت بوڑھا درید بن صمہ نامی تھا۔ اس کو بھی بہ سبب اس کی تجربہ کاری اور بزرگی کے انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔

اور بنی ثقیف میں دو سردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالخمار سبیع بن حرث بن مالک اور ایک اس کا بھائی احمر بن حرث۔ اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن عوف نصری مقرر کیا گیا تھا۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر روانہ ہو کر حضور کی جنگ کے واسطے مقام اوطاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی درید بن صمہ بھی ایک اونٹ پر ہودج میں سوار تھا۔ جب یہاں لشکر اترا تو درید نے پوچھا۔ یہ کیا مقام ہے

لوگوں نے کہا اوطاس ہے درید نے کہا جنگ کے واسطے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے۔ جس پر سے پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیر دھنسیں پھر کہا یہ بات ہے کہ مجھ کو اونٹ اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی رونے کی آوازیں آرہی ہیں۔ لوگوں نے کہا مالک بن عوف لوگوں کے سب مال واسباب اور جورو بچوں کو ساتھ لایا ہے۔ درید نے کہا اچھا مالک کو بلاؤ۔ مالک کو بلایا گیا۔ جب وہ آ گیا تو درید نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اونٹوں اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آرہی ہیں اور تو سارے لشکر کا سردار بنا ہے اور جانتا ہے کہ اس دن کے بعد اور دن ہونے والا ہے اس کا سبب مجھ کو بتلا۔

مالک نے کہا میں سب لوگوں کو مال واسباب اور آل واولاد کو اس سبب سے ساتھ لایا ہوں تاکہ ہر شخص اس کے خیال سے خوب جان توڑ کر کوشش کرے۔ درید نے کہا یہ تو نے بڑی غلطی کی شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا ہے۔ اگر تیری فتح ہوئی۔ تو صرف تلوار اور نیزہ سے تجھ کو نفع پہنچے گا۔ اور اگر تیری شکست ہوئی تو پھر تو نے خود اپنا اہل واولاد دشمنوں کے حوالہ کیا۔ پھر درید نے پوچھا کہ بنی کعب اور کلاب کہاں ہیں لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ درید نے کہا معلوم ہوا۔ کہ اگر یہ جنگ رفعت اور بلندی ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شریک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں۔ درید نے کہا یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ پھر درید نے مالک سے کہا۔ کہ اے مالک یہ حرکت تو نے بالکل نامعقول کی ہے میرے نزدیک بہتر یہی ہے۔ کہ تو اپنی قوم کو لے کر محفوظ مقامات میں چلا جا۔ اور ر. ن ان کے مال واولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہو تاکہ اگر تیری فتح ہو گی تب تو بہت ہی بہتر ہو گا اور اگر تیری شکست ہو گی۔ تب تیری آل واولاد تو محفوظ رہے گی۔ مالک نے کہا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا سے پیر مزخرف بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پھر ہوازن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کہ اے ہوازن یا تو تم میری اطاعت کرو۔ ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں۔ اور یہ مالک نے اس واسطے کہا تاکہ کوئی شخص درید کی بات نہ مانے ہوازن نے کہا اے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابعدار ہیں۔ مالک نے کہا۔ جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلوار کے میان توڑ کر پھینک دو۔ اور ننگی تلواریں لے کر ایک دم اس طرح جا پڑو جیسے ایک آدمی جا پڑتا ہے۔

راوی کہتا ہے مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کے لئے چند مخبر روانہ کئے۔ جب وہ اس کے پاس واپس آئے تو نہایت پریشان اور حواس باختہ تھے۔ اس نے پوچھا۔ تم کو خرابی ہو ایسے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم نے سفید لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں۔ پس ان کو دیکھ کر

ہمارے ہوش وحواس سب گم ہو گئے۔

راوی کہتا ہے اس بات کو سن کر بھی مالک بن عوف کچھ متاثر نہ ہوا بلکہ اور آگے کوچ کیا۔

جب حضور ﷺ کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی عدرد اسلمی کو حکم دیا۔ کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبداللہ ہوازن کے لشکر میں گئے۔ اور ان کے سب حالات معلوم کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ساری خبر بیان کی۔ حضور نے عمر بن خطاب کو بلا کر ان سے سارا حال بیان کیا عمر نے کہا عبداللہ جھوٹ بولتا ہے عبداللہ نے کہا اے عمر اگر تم نے مجھ کو جھٹلایا۔ تو حق بات کو جھٹلایا۔ اے عمر اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بیشک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سنتے ہیں۔ کہ عبداللہ کیا کہتا ہے حضور نے فرمایا اے عمر تم پہلے گمراہ تھے اب خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے۔ ایسی بدگمانی نہ کیا کرو۔

راوی کہتا ہے کہ جب حضور نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہ اور ہتھیار بہت ہیں حضور نے صفوان کے پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت کے تم اپنی زر ہیں اور ہتھیار ہمیں دے دو تا کہ ہم ان کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرتے ہیں حضور نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو بجنسہٖ واپس دے دیں گے۔ تب صفوان نے ایک سو زر ہیں مع ان کے ہتھیاروں کے حضور کی خدمت میں بھیج دیں۔

راوی کہتا ہے پس حضور دس ہزار لشکر پہلا جو فتح مکہ کے واسطے آپ کے ساتھ آیا تھا۔ اور وہ ہزار لشکر اہل مکہ کا کل بارہ ہزار لشکر ساتھ لے کر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے۔ اور مکہ میں آپ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا جو یہاں رہ گئے تھے اور حضور کے ساتھ نہ گئے تھے۔

حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس وقت نومسلم تھے جب حضور ہوازن کے مقابل مقام حنین میں گئے ہیں۔ کہتے ہیں ایک درخت ذات انواط نامی تھا قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک روز اس درخت کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور یہاں قربانیاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت میں لٹکاتے تھے۔ اور ایک دن حاضر رہتے تھے اس سفر میں جب ہم حضور کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے ایک درخت بیری کا بہت بڑا اور سرسبز دیکھا۔ ہم نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جیسے مشرکوں کا ذات انواط ہے۔ ہمارے واسطے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے۔ حضور نے فرمایا یہ تم نے بڑی سخت بات کہی۔ ایسی ہی بات موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے کہی تھی کہ اے موسیٰ جیسے بت پرستوں کے معبود بت ہیں تم بھی ہمارے واسطے ایسے ہی معبود مقرر کر دو۔ موسیٰ نے فرمایا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں جب مسلمان حنین کی وادی میں پہنچے۔ تو یہ وادی بہت نشیب میں تھی۔ اس میں لوگ اترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا۔ اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلوں اور گڑھوں میں چھپ گئے تھے۔ مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ اب جو مسلمان بے دھڑک اس وادی میں اترے تو یکبارگی ہوازن نے چار وں طرف سے ان پر حملہ کیا۔ مسلمان وہاں سے الٹے پھرے اور حضور لشکر کے دائیں طرف تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی۔ کہ اے لوگو میری طرف چلے آؤ۔ میں رسول خدا کا یہاں موجود ہوں۔ اور مہاجرین اور انصار اور اہل بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے یعنی ابوبکر اور عمر اور علی اور عباس اور ابوسفیان بن حرث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حرث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن ام ایمن بن عبید جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان بن حرث کا نام مغیرہ اور ان کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔ اور بعض لوگ قثم بن عباس کو جعفر بن ابی سفیان کے بدلہ شمار کرتے ہیں۔

جابر کہتے ہیں۔ ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا اور ہاتھ میں اس کے سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا۔ جب کوئی شخص اس کی زد پر آتا یہ نیزہ سے اس کو قتل کرتا۔ اور پھر نشان کو اونچا کرتا۔ تو سب لوگ اس کی قوم کے اس کے گرد آجاتے۔

راوی کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علی نے پیچھے سے جا کر اونٹ کو ایسی تلوار ماری۔ کہ اونٹ گر پڑا۔ اور انصاری نے اس کافر کو ایسی تلوار لگائی۔ کہ ایک پیر اس کا مع نصف پنڈلی کے کٹ گیا اور وہ کجاوہ پر سے نیچے گر کر مر گیا۔

راوی کہتا ہے جس وقت مسلمان بھاگے ہیں۔ تو بعض مکہ کے منافق جو ساتھ تھے ان کو اپنے نفاق اور حسد کے ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب کہنے لگا۔ کہ اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو سمندر کے کنارہ تک کہیں دم نہ لیں گے اور اس کے ترکش مع قرعہ اندازی کے تیر یعنی ازلام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور جبلہ بن حنبل نے پکار کر آواز دی کہ آج سحر باطل ہو گیا یہ جبلہ صفوان بن امیہ کا بھائی تھا صفوان نے جو ہنوز مشرک تھا اس سے کہا خدا تیرے منہ کو خراب کرے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے قسم ہے خدا کی اگر قریش کا کوئی شخص میرا سردار بنے تو یہ مجھ کو منظور ہے مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے اور شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقعہ ہے میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لوں۔ کیونکہ میرا باپ احد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے حضور کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپ کے گرد پھرنے لگا کہ یکایک ایک ایسا خوف میرے دل پر طاری ہوا کہ میں حضور کو قتل نہ کر سکا۔ اور میں نے جان لیا کہ

میں ہرگز یہ کام نہیں کرسکتا ہوں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور مکہ سے حنین کی طرف چلے ہیں اور اپنے لشکر کی کثرت ملاحظہ کی ہے تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں گے۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی۔

حضرت بن عبدالمطلب کہتے ہیں۔ میں حضور کے سفید خچر کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور میں ایک جسیم بلند آواز شخص تھا۔ جب حضور نے لوگوں کو شکست کی حالت میں دیکھا۔ تو آواز دی کہ اے لوگو کہاں جاتے ہو۔ عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے حضور کی آواز نہیں سنی۔ تب حضور نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اے عباس تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصار کہاں جاتے ہو۔ پس میں نے آواز دی اور انصار لبیک لبیک کہہ کر آنے شروع ہوئے۔ کہتے ہیں اور لوگوں کو ایسی بدحواسی کی حالت تھی۔ کہ اونٹ پر چڑھنا چاہتے تھے۔ اور چڑھ نہ سکتے تھے۔ کوئی اونٹ کی گردن پر اپنی زرہ پھینک دیتا تھا۔ اور کوئی تلوار اور ڈھال کو پھینک دیتا تھا کوئی اونٹ کو چھوڑ دیتا تھا یہاں تک کہ جب حضور کے پاس سو آدمی جمع ہوگئے۔ پھر وہ دشمن پر پلٹے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر خزرج کو آواز دی یہ لوگ جنگ میں بڑے صبر کرنے والے تھے۔ پھر حضور جنگ کو ملاحظہ کرنے ایک بلندی پر چڑھے۔ اور صحابہ اس وقت خوب گرما گرمی سے جنگ کر رہے تھے حضور نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے۔

اور باقی لوگ جو شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے ہیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ قیدی گرفتہ وبستہ حضور کے سامنے کھڑے تھے۔

راوی کہتا ہے حضور نے جو مڑ کر دیکھا تو ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنے پاس پایا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جنہوں نے حضور کے ساتھ جنگ میں صبر کیا تھا۔ اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔ حضور کے خچر کو پکڑے ہوئے تھے۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کون ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا۔

اور حضور نے اسی وقت ام سلیم بنت ملمان کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ اس وقت ان کے حمل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے ساتھ اس جنگ میں آئیں اور اونٹ کے شرارت کے خوف سے اس کی نکیل بہت قریب سے انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا ام سلیم ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور ان لوگوں کو بھی قتل کریں جو بھاگے ہیں جیسے کہ حضور دشمنوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ یہ بھگوڑے اسی لائق ہیں حضور نے فرمایا اے ام سلیم خدا کافی ہے۔

راوی کہتا ہے ام سلیم کے پاس ایک خنجر تھا ان کے خاوند ابوطلحہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا کہ اے ام سلیم یہ خنجر تمہارے پاس کیسا ہے ام سلیم نے کہا یہ خنجر میں نے اس واسطے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے

گا۔ تو اس خنجر سے میں اس کا پیٹ پھاڑوں گی۔ ابوطلحہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ سنتے ہیں کہ ام سلیم بہادر کیا کہہ رہی ہے۔

ابوقتادہ کہتے ہیں حنین کی جنگ میں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک باہم جنگ میں مشغول ہیں اور مشرکین میں سے ایک اور شخص اس مشرک کی مدد کرنے کو آ رہا ہے۔ میں اس کے مقابل گیا۔ اور میں نے ایسی تلوار اس کو لگائی کہ ایک ہاتھ اس کا کٹ گیا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آ کر چمٹ گیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اس میں سے موت کی بو آئی۔ اور وہ گر پڑا پھر میں نے اس کو قتل کیا ورنہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کر دے اور اس شخص پر سامان بہت تھا۔ مگر میں اس کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہو گیا۔ اور مکہ کے ایک شخص نے اس کا سارا مال اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ لے لئے جب لڑائی ختم ہو گئی تو حضور نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو اس کا مال اس کا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ پھر میں تو جنگ میں مشغول ہو گیا اب مجھے نہیں معلوم کہ اس کا سامان کس نے لیا۔ مکہ کا وہ شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ یہ سچ کہتا ہے اس کا سامان میرے پاس ہے آپ اس کو مجھ سے راضی کر دیجئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا قسم ہے خدا کی۔ یہ ہرگز تجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خدا کے شیر تو خدا کے دین کی طرف سے لڑیں۔ اور تو ان کا مال لیتا پھرے۔ جا سب مال لا کر ان کو دے۔ حضور نے بھی فرمایا۔ کہ یہ سچ کہتے ہیں سب مال تو واپس کر۔ چنانچہ سب مال اس نے ابوقتادہ کو دے دیا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اس مال کو میں نے فروخت کر کے اس کی قیمت سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال مجھ کو حاصل ہوا تھا۔

انس بن مالک کہتے ہیں۔ اس جنگ میں ابوطلحہ نے فقط تنہا بیس آدمیوں کا سامان لیا۔ کیونکہ انہوں نے ان کو قتل کیا تھا۔

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کفاروں کی شکست سے پہلے جبکہ خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ میں نے آسمان سے ایک سیاہ چیز آتی دیکھی۔ اور پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیاں میں پھیل گئی۔ اور وہ سیاہ چیونٹیاں تھیں جو اس تمام جنگل میں بھر گئی تھیں۔ اور اسی وقت مسلمانوں کو فتح اور مشرکوں کی ہزیمت ہوئی پس مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ بیشک وہ فرشتے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کیا۔ مسلمانوں میں سے ایک عورت نے یہ شعر کہا۔ **شعر**

قَدْ غَلَبَتْ خَيْلُ اللّٰهِ خَيْلَ اللَّاتِ   وَخَيْلُهُ   اَحَقُّ   بِالثَّبَاتِ

(یعنی بیشک خدا کا لشکر لات کے لشکر یعنی بت پرستوں پر غالب ہو گیا۔ اور اسی کا لشکر زیادہ حق

دار ہے رہنے کا)۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی۔ تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں سے ستر آدمی قتل ہوئے اور اس قوم کا سردار ذی الخمار تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو ان کا نشان عثمان بن عبداللہ ربیعہ بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور پھر یہ بھی قتل ہوا۔ جب اس کے قتل کی خبر حضور کو پہنچی۔ تو فرمایا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔

راوی کہتا ہے۔ عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا۔ جب لڑائی کے بعد مسلمان مشرکین کا سامان لینے لگے تو انصار میں سے ایک شخص نے اس غلام کے بھی کپڑے آتارے اور اس کو دیکھا تو یہ بغیر ختنہ کئے ہوئے تھا۔ انصاری نے پکار کر کہا۔ اے گروہ عرب ثقیف میں بغیر ختنہ کیا ہوا آدمی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں۔ میں نے ان انصاری کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایسی بات نہ کہو۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں یہ غلام نصرانی تھا۔ اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو کھول کر دکھایا کہ دیکھو تو یہ ختنہ کئے ہوئے ہیں یا نہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ہوازن میں سے احلاف کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا۔ یہ اپنے نشان اور قوم کو لے کر بھاگ گیا۔ اور اس قوم میں سے صرف وہ آدمی قتل ہوئے ایک بنی غیرہ میں سے جس کو وہب کہتے تھے۔ اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام حلاج تھا۔ جب حضور کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا۔ کہ آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض بھاگ کر طائف میں آئے۔ اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعض اوطاس کو چلے گئے۔ اور بعض مقام نخلہ کی طرف بھاگے اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غرہ تھے۔ اور انہیں کے تعاقب میں حضور کا لشکر بھی آیا۔ اور ربیعہ بن رفیع ابن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن مرئ القیس نے جن کو ابن دغنہ بھی کہتے تھے اور دغنہ ان کی ماں تھی۔ درید بن صمہ کو ایک اونٹ پر سوار جاتے دیکھا ربیعہ بن رفیع یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے۔ کیونکہ درید بن صمہ ہودج میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اس میں ایک بوڑھا آدمی سوار ہے ربیعہ نے اس کو نہ پہچانا اور درید نے ربیعہ سے پوچھا کہ تو کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے کہا۔ میں ربیعہ بن رفیع ہوں۔ اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ربیعہ نے ایک تلوار اس کو لگائی۔ جو کچھ کارگر نہ ہوئی۔ درید نے کہا تیری ماں نے تجھ کو کچھ فن سپاہگری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار لے اور کجاوے کے پیچھے سے میرے اوپر ضرب لگا۔ اور ہڈیوں کی طرف سے بادر کر کے دماغ کی طرف جھکا۔ میں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کیا کرتا

تھا۔ اور جب تو اپنی ماں کے پاس جائے۔ تو اس سے کہہ دیجو کہ تو نے درید بن صمہ کو قتل کیا ہے (یعنی یہ میرا نام ہے اور تیری ماں مجھ کو جانتی ہے) کیونکہ قسم ہے خدا کی۔ کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ میں نے تیری عورتوں کی حفاظت کی ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں۔ جب میں نے اس کو قتل کر دیا۔ تو اس کی رانوں اور کولھوں کی کھال کو نیچے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے پر کثرت کے ساتھ سوار ہونے کے سبب سے مثل کاغذ کے تھی۔ پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ قسم ہے خدا کی اس نے تیری تین ماؤں کو آزاد کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں درید بن صمہ کو جس شخص نے قتل کیا ہے اس کا نام عبداللہ بن قنیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگے تھے ان کے تعاقب میں حضور نے ابو عامر اشعری کو فوج دے کر روانہ کیا۔ اور ابو عامر نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جا لیا۔ مگر ابو عامر کو ایک تیر ایسا لگا۔ جس سے وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو ان کے چچازاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور ان کے ہاتھ پر خدا نے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ جس نے ابو عامر کو تیر مارا تھا وہ درید بن صمہ کا بیٹا سلمہ بن درید تھا۔

راوی کہتا ہے اور ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ بن رماب میں سے جب بہت لوگ غازیان اسلام نے دتیغ کیے۔ تو عبداللہ بن قیس ربائی نے جن کو ابن العورا بھی کہتے ہیں۔ حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی رئاب ہلاک ہو گئے۔ حضور نے فرمایا۔ اے خدا ان کی مصیبت کا ان کو اچھا معاوضہ دے۔

جب ہوازن کو یہ شکست ہوئی۔ تو مالک بن عوف چند اپنی قوم کے سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں ٹھہر جاؤ۔ تاکہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں۔ تو وہ بھی تم سے ملجائیں۔ چنانچہ چند لوگ اور آکر ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ایک لشکر آیا ہوا ان کو دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا ایسے لوگ آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے مالک نے کہا یہ لوگ بنی سلیم ہیں۔ تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ بنی سلیم سیدھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور لشکر آتا معلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں۔ ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا اب کون آتا ہے۔ ساتھیوں نے کہا ایک سوار

شانہ پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ زبیر بن عوام ہے اور یہ ضرور تم سے متعرض ہوگا۔ تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جب زبیر اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا۔ فوراً ان پر حملہ کیا اور اس قدر نیزہ سے ان کی خبر لی۔ کہ ان کو وہاں سے بھگا دیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ ابو عامر کی اوطاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ اور یکے بعد دیگرے ابو عامر نے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت اسلام کر کے کہتے تھے اے خدا اس پر گواہ ہو جا۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے۔ جب دسویں بھائی کی باری آئی تو اس کو بھی دعوت اسلام کر کے گواہ نہ ہو جیو۔ اس بات کو سن کر ابو عامر نے اپنا حملہ روک لیا۔ اور یہ شخص بھاگ گیا۔ پھر یہ مسلمان ہوا۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ اور جب حضور اس شخص کو دیکھتے تھے فرماتے تھے یہ ابو عامر کا بھگایا ہوا ہے۔

پھر اسی اوطاس کی جنگ میں دو بھائیوں حلاء اور اوفیٰ نے جو حرث کے بیٹے اور بنی جشم بن معاویہ کے قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کو تیر مارے ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنہ میں لگا۔ ابو عامر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا۔ اور ان دونوں بھائیوں کو مع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور ایک عورت کی لاش کے پاس سے گذرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا تھا اور لوگ بہت سے اس لاش کے گرد جمع تھے حضور نے پوچھا یہ کیا ہے کسی نے عرض کیا۔ اس عورت کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے حضور نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم خالد کے پاس جا کر کہہ دو کہ رسول خدا تم کو عورت اور بچہ اور بوڑھے آدمی کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اسی روز حضور نے اپنے افسران لشکر سے فرمایا کہ اگر بنی سعد میں سے بجاد تمہارے ہاتھ آ جائے تو ہرگز اس کو نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلائی تھی۔ صحابۂ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور مع اس کے اہل و عیال کے لے کر حضور کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اسی کے ساتھ شیماء بنت حرث بن عبدالعزیٰ حضور کی دودھ بہن بھی تھیں راستہ میں ان لوگوں کو صحابہ نے جلد چلنے کی تکلیف دی شیماء نے کہا اے لوگو تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسول کی دودھ بہن ہوں۔ تم کو میری حرمت و عزت چاہئے۔ صحابہ نے اس کے قول کی تصدیق نہ کی یہاں تک کہ جب یہ قافلہ حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو شیماء نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میں آپ کی دودھ بہن ہوں۔ حضور نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے۔ شیماء نے کہا ہاں ایک دفعہ آپ نے میری پشت میں کاٹا تھا۔ اس کا نشان اب تک موجود ہے تب حضور کو بھی یاد آیا۔ اور اپنی چادر

آپ نے بچھا کر اس پر شیما کو بٹھایا۔ اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو رخصت کر دوں۔ شیما نے عرض کیا میں اپنی قوم ہی میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضور نے ان کو بہت سامال واسباب دے کر رخصت کیا۔ بنی سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ حضور نے شیماء کو ایک غلام مکحول نامی اور ایک لونڈی بھی دی تھی۔ اور آپس میں ان دونوں کی شادی کرادی تھی۔ اور ان کی نسل اب تک باقی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جنگ حنین کے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ﴾

''آخر آیت تک۔ بیشک خدا نے تمہاری بہت سے مواقع میں تمہاری مدد کی۔ اور خاص حنین کی جنگ کے روز جبکہ تم اپنی کثرت فوج سے خوش تھے''۔

ان مسلمان کے نام جو حنین کی جنگ میں شہید ہوئے

قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے ایمن بن عبید۔ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد ان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح تھا۔ چمک کر ان کو شہید کیا۔ اور انصار میں سے سراقہ بن خزبن عدی۔ اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

راوی کہتا ہے حضور نے حنین کے تمام مال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو حکم دیا کہ ان کو مقام جعرانہ میں لے جا کر مقید رکھو۔ بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے حنین کی جنگ میں ایک قصیدہ کہا ہے۔ جس کے چند شعر ذیل میں مندرج کئے جاتے ہیں۔

فَاللّٰهُ اَكْرَمَنَا وَاَظْهَرَ دِيْنَنَا ۔۔۔ وَلَلْعَزَّنَا بِعِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ

پس خدا نے ہمیں عزت دی اور ہمارے دین کو ظاہر کیا اور خدائے رحمٰن (یعنی اپنی) عبادت کے ساتھ ہم کو عزت دے۔

وَاللّٰهُ اَهْلَكَهُمْ وَ فَرَّقَ جَمْعَهُمْ ۔۔۔ وَ اَذَلَّهُمْ بِعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ

(ترجمہ) اور خدا نے ان کو ہلاک کیا اور ان کی جماعت کو پریشان کیا۔ اور شیطان کی عبادت کرنے سے ان کو ذلیل رسوا کیا۔

اِذْ قَامَ عَمُّ نَبِيِّكُمْ وَ وَلِيُّهُ ۔۔۔ يَدْعُوْنَ يَا لِكَتِيْبَةِ الْاِيْمَانِ

(ترجمہ) جبکہ تمہارے نبی ﷺ کے چچا اور ان کے والی کھڑے ہوئے اور آواز دی کہ اے ایمان کے لشکرو کہاں جاتے ہو۔

أَيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ أَجَابُوْا رَبَّهُمْ   يَوْمَ الْعَرِيْضِ وَبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ

(ترجمہ) اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام قبول کئے تھے عریض اور ربیعۃ الرضوان کے روز۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ہوازن کے مالک بن عوف کے ساتھ حضور پر لشکر کشی کرنے کے واقعہ کو ایک شخص نے مسلمان ہونے کے بعد اس طرح نظم کیا ہے۔

أُذْكُرْ مَسِيْرَهُمْ لِلنَّاسِ إِذْ جَمَعُوْا   وَمَالِكٌ فَوْقَهُ الرَّايَاتُ تَخْتَفِقُ

(ترجمہ) جنگ کے واسطے لوگوں کے سفر کرنے کو یاد کرو جبکہ وہ جمع ہوئے اور مالک ہوازن کے سردار کے سر پر نشان ہل رہے تھے۔

وَمَالِكٌ مَالِكٌ مَا فَوْقَهُ أَحَدٌ   يَوْمَ حُنَيْنٍ عَلَيْهِ التَّاجُ يَا تَلِقُ

(ترجمہ) اور مالک سے اوپر کوئی سردار حنین کی جنگ میں نہ تھا اس کے سر پر تاج چمک رہا تھا۔

حَتّٰى لَقُوْا الْبَأْسَ يَقْدُمُهُمْ   عَلَيْهِمُ الْبِيْضُ وَالْأَبْدَانُ وَالدَّرَقُ

(ترجمہ) یہاں تک کہ جنگ کے وقت وہ خوب لڑے۔ ان پر زرہیں اور خود اور ڈھالیں تھیں۔

فَضَارَبُوا النَّاسَ حَتّٰى لَمْ يَرَوْا أَحَدًا   حَوْلَ النَّبِيِّ وَحَتّٰى جَنَّهُ الْغَسَقُ

(ترجمہ) پس اس قدر ہوازن نے مسلمانوں کو مارا کہ رسول کے گرد ایک بھی آدمی دکھائی نہ دیا۔ اور یہاں تک کہ اندھیرے نے ان کو ڈھانک لیا یعنی شام ہوگئی۔

ثُمَّتْ نَزَّلَ جِبْرِيْلُ بِنَصْرِهِمْ   مِنَ السَّمَآءِ فَمَهْزُوْمٌ وَ مُعْتَنِقُ

(ترجمہ) تب جبرئیل مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے نازل ہوئے۔ پس ہوازن میں سے بعض بھاگ گئے اور بعض گرفتار ہوئے۔

مِنَّا وَلَوْ غَيْرُ جِبْرِيْلٍ يُقَاتِلُنَا   لَمَنَعَتْنَا إِذْ أَسْيَافُنَا الْعُتُقُ

(ترجمہ) اور اگر جبرئیل کے سوا کوئی اور ہم سے لڑتا تب ہماری تیز تلواریں اس کو غالب نہ ہونے دیتیں۔

غزوۂ طائف کا بیان

[یہ غزوہ حنین کے بعد ہی ۸ ہجری میں واقع ہوا]

جب قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پہنچے تو انہوں نے اس کے شہر داخل ہو کر دروازوں

بند کر لیا۔ اور بروج وفصائل کی خوب مضبوطی کر کے جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔

راوی کہتا ہے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود نہ تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں منجنیق وغیرہ آلات حرب کے بنانے کی ترکیب سیکھنے گئے ہوئے تھے اور حضور جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کے فتح کرنے کا قصد فرمایا۔ اور مع لشکر کے کوچ فرما کر مقام نخلہ یمانیہ سے قرن اور قرن سے ملیح اور یہاں سے بحرۃ الرغار میں پہنچے یہاں آپ کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی۔ اور اس میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا۔ اور اس کے قصاص میں قاتل قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے۔ اور یہیں حضور نے مالک بن عوف کے قلعہ کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ مسمار کیا گیا۔ پھر آپ ایک راستہ سے جس کا نام ضیقہ تھا تشریف لے چلے اور دریافت فرمایا کہ اس راستہ کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کو ضیقہ کہتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ ہے۔

پھر یہاں سے آپ مقام نخب میں ایک بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا۔ اور یہاں بنی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا۔ حضور نے ایک صحابی کو اس شخص کے بلانے کے واسطے بھیجا اس نے حاضری سے انکار کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ یا تو حاضر ہو ورنہ ہم اس باغ کو اجاڑ دیں گے۔ جب بھی وہ حاضر نہ ہوا۔ حضور نے باغ کو برباد کرنے کا حکم دیا۔ اور اسی وقت وہ باغ مسمار کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضور نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چونکہ صحابہ فصیل کے قریب پہنچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی تیروں کی ضرب سے شہید اور زخمی ہوئے اور دروازہ بند ہونے کے سبب سے اندر داخل نہ ہو سکتے تھے جب یہ لوگ شہید ہوئے تب مسلمانوں نے اپنا لشکر اس مقام پر ڈالا جہاں اب حضور کی مسجد طائف میں بنی ہوئی ہے۔ راوی کہتا ہے حضور نے طائف کا کچھ اوپر بیس راتیں محاصرہ رکھا۔ اور بعض کہتے ہیں سترہ رات محاصرہ رکھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس سفر میں حضور کے ساتھ آپ کی دو بیبیاں تھیں۔ جن میں سے ایک ام سلمہ اور دوسری کوئی اور تھیں۔ اور ان دونوں کے خیمہ پاس پاس استادہ تھے اور حضور ان دونوں خیموں کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے جب بنی ثقیف یعنی اہل طائف نے اسلام قبول کر لیا۔ تب عمرو بن امیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے حضور کے مصلے کی جگہ مسجد تعمیر کی۔

لوگ کہتے ہیں کہ اسی مسجد میں ایک ستون تھا کہ جب دھوپ اس پر پڑتی تھی تو اس میں سے آواز سنائی دیتی تھی۔

راوی کہتا ہے حضور نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ ہوئی تیر اندازوں نے اپنے ہنر ظاہر کئے اور حضور نے منجنیق لگا کر اہل طائف کو مارنا شروع کیا۔ اسلام میں سب سے پہلے منجنیق اہل طائف ہی پر لگا ہے۔

ابن اسحق کہتے ہیں آخر ایک روز طائف کی فصیل میں ایک سوراخ ہوا۔ چند مسلمان اس میں سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور سوراخ کو انہوں نے بڑھانا چاہا تا کہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے طائف والوں نے ان مسلمانوں پر لوہے کے ٹکڑے گرم کئے ہوئے مارنے شروع کئے۔ تب یہ لاچار ہو کر باہر نکل آئے پھر طائف والوں نے ان پر تیر برسائے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے طائف والوں کے انگور کی بیلوں اور باغوں کے کاٹ دینے کا حکم دیا۔ لشکر نے ان کو کاٹنا شروع کیا۔ اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ اہل طائف کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں۔ طائف والوں نے ان کو امن دیا پھر ان دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور یہ ان کے قید ہو جانے سے خوف زدہ تھے۔ کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں۔ اور ان میں سے ایک آمنہ ابوسفیان کی بیٹی عروہ بن مسعود کی بیوی تھی۔ اور عروہ سے اس کے ہاں داؤد پیدا ہوا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت ابی سفیان تھی۔

اور ایک فراسیہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھی جس کا بیٹا عبدالرحمن بن قارب تھا۔ اور ایک امیمہ بنت ناشی امیہ بن قلع کی بیوی تھی۔ جب ان عورتوں کو ابوسفیان اور مغیرہ نے بلایا تو انہوں نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کیا ابن اسود بن مسعود نے ان سے کہا کہ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ جو بات تم چاہتے ہو۔ اس سے بہتر بات میں تم کو بتاتا ہوں ہمارے باغات جس جگہ ہیں۔ تم جانتے ہو۔ جن سے بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں۔ اور اگر اجڑ گئے تو پھر تیار نہیں ہو سکتے ہیں۔ تم محمد سے جا کر ان باغات کے واسطے گفتگو کرو۔ کہ وہ ان کو مسمار نہ کریں یا تو اپنے واسطے رہنے دیں یا خدا کے اور رشتہ کے واسطے ہم کو عنایت کر دیں۔ کیونکہ ہمارا جو ان سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے حضور اپنے لشکر کو لئے ہوئے وادی عقیق میں فروکش تھے جو طائف اور ان باغوں کے درمیان میں تھا اور ان باغوں کو حضور نے ان کی درخواست سے ان کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضرت ابوبکر طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضور نے ان سے فرمایا کہ اے ابوبکر میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مسکا بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ ابوبکر نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ آج حضور کی فتح ہو گی۔ حضور نے فرمایا میرا خیال بھی یہی ہے۔ خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلمیہ جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں

انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ کی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارعہ بنت عقیل کا زیور مجھ کو عنایت کیجئے گا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کی برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہ تھا حضور نے فرمایا۔ اے خویلہ جب تک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ خویلہ نے یہ بات حضرت عمر سے کہی عمر حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ خویلہ سے جو بات میں نے سنی ہے کیا واقعی آپ نے فرمایا ہے۔ فرمایا ہاں میں نے کہی ہے۔ عمر نے عرض کیا تو پھر جب حضور کو بنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہوا ہے۔ تو میں لشکر میں یہاں سے کوچ کا اعلان کر دوں۔ حضور نے فرمایا ہاں عمر نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن عبید بن اسید بن ابی عمرو بن علاج نے آواز دی کہ قبیلہ کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں عیینہ بن حصن نے کہا ہاں بیشک قسم ہے خدا کی بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عیینہ سے کہا خدا تجھ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے۔ حالانکہ تو حضور کی امداد کے واسطے آیا تھا عیینہ نے کہا میں اس واسطے تھوڑا ہی آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں۔ میں تو فقط اس واسطے آیا تھا کہ اگر محمد نے طائف کو فتح کیا۔ تو ایک عورت میں بھی لوں گا۔ شاید کہ اس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اس عورت کے مجھ کو دیکھنے سے انکار کر دیا تھا۔

راوی کہتا ہے طائف کے محاصرہ کے دنوں میں چند غلام اہل طائف کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضور نے ان کو آزاد کر دیا۔ اور جب اہل طائف بھی مسلمان ہوئے۔ تو انہوں نے حضور سے ان غلاموں کے واسطے گفتگو کی۔ حضور نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے اہل وعیال کو گرفتار کر لیا تھا۔ اور مروان مسلمان ہو کر حضور کی مدد کو آئے تھے حضور نے ان سے فرمایا اے مروان تم کو جو شخص ملے تم بھی اس کو اپنے اہل و عیال کے بدلہ میں پکڑ لاؤ۔ پس مروان ابی بن مالک قشیری کو پکڑ لائے ضحاک بن سفیان کلابی نے اس مقدمہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مروان کے اہل وعیال کو چھوڑ دیا۔ مروان نے بھی ابی بن مالک قشیری کو چھوڑ دیا۔

ان مسلمانوں کے نام جو طائف کی جنگ میں شہید ہوئے

بنی امیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن امیہ اور عرفطہ بن خباب بنی اسد میں غوث سے ان کا حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صدیق ایک تیر کے لگنے سے شہید ہوئے۔ مدینہ میں آ کر حضور

کی وفات کے بعد۔

اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے۔ اور بنی عدی بن کعب سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف۔

اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قیس بن عدی اور ان کے بھائی عبداللہ بن حرث۔ اور بنی سعد بن لیث سے جلیمہ بن عبداللہ شہید ہوئے۔

اور انصار میں سے بنی سلمہ سے ثابت بن جذع۔

اور بنی مازن بن نجار سے حرث بن سہل بن ابی صعصعہ۔ اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ۔

اور بنی اوس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ یہ سب بارہ شخص۔ صحابہ کرام سے طائف کی جنگ میں شہید ہوئے۔ جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی لیث سے تھے۔

ہوازن کے مالِ غنیمت اور قیدیوں کا بیان

[اور حضور کا مؤلف قلوب لوگوں کو اس میں سے بطور انعام کے عنایت کرنا]

طائف سے واپس ہو کر حضور مقام جعرانہ میں تشریف لائے۔ اور ہوازن کے بہت سے قیدی آپ کے ساتھ تھے۔ راوی کہتا ہے طائف کی جنگ میں ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ ثقیف پر بددعا فرمایئے۔ حضور نے دعا کی۔ کہ اے خدا ثقیف کو ہدایت کر کے میرے پاس بھیج۔

مقام جعرانہ ہی میں ہوازن کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضور کے پاس چھ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قید تھے اور اونٹ اور بکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا۔ جب یہ وفد ہوازن حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس بلا و مصیبت میں مبتلا ہیں وہ حضور پر پوشیدہ نہیں ہے۔ پس حضور ہم پر احسان فرمائیں خدا حضور پر احسان کرے گا۔ اور ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص زہیر نے جس کی کنیت ابوصرد تھی عرض کیا یارسول اللہ ان قیدیوں میں آپ کی پھوپھیاں[1] اور خالائیں اور وہ عورتیں ہیں۔ جنہوں نے آپ کو پرورش کیا ہے۔ اگر ہم حرث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر والی حیرہ کو دودھ پلاتے اور پھر اس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ اب آپ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ امید رکھ سکتے تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ حضور نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں اور اولاد زیادہ پیاری ہیں یا مال واسباب ان لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ جب آپ نے ہم کو مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا

ہے تو بس ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو عنایت فرمادیں۔ کیونکہ یہی ہم کو زیادہ پیاری ہیں۔ حضور نے فرمایا میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصہ میں جو تمہارے قیدی آئے ہیں وہ میں نے تم کو دیئے اور جس وقت میں ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں۔ اسی وقت تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو شفیع گردان کر رسول خدا سے عرض کرتے ہیں کہ ہماری اولاد اور عورتیں ہم کو واپس مل جائیں۔ پس اس وقت میں تم کو دے دوں گا۔

چنانچہ جب حضور نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی۔ ان لوگوں نے حضور کی تعلیم کے موافق وہ کلام کہا حضور نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ تم کو دیا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حصہ حضور کی نذر کیا۔ اقرع بن حابس نے کہا میں اپنا اور بنی تمیم کا حصہ نہیں دیتا ہوں اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا اور بنی فزارہ کا حصہ نہیں دیتا ہوں۔ اور عباس ابن مرداس نے کہا میں بھی اپنا اور بنی سلیم کا حصہ نہیں دیتا ہوں۔ بنی سلیم نے عباس کا یہ قول سن کر کہا نہیں ہم اپنا حصہ حضور کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا۔ تم نے مجھ کو اس وقت خفت دلائی۔

پھر حضور نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جو شخص ان قیدیوں میں سے اپنے حصہ کے قیدی لے گا اس پر چھ باتیں فرض ہوں گی۔ یہ سن کر سب لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دئے۔ ان قیدیوں میں سے حضور نے حضرت علی کو ایک لونڈی ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصر بن قصبہ بن نصر بن سعد بن بکر عنایت کی تھی۔

اور ایک لونڈی حضرت عثمان کو دی تھی۔ جس کا نام زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھا اور ایک لونڈی عمر بن خطاب کو دی تھی۔ جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخش دی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اس لونڈی کو اپنے ماموں کے پاس بھیجا تھا۔ جو بنی جمح میں تھے تاکہ وہاں وہ اس کا بناؤ سنگار کریں اور میں کعبہ کا طواف کر کے ان کے پاس پہنچ جاؤں۔ پس جس وقت میں طواف کر کے مسجد حرام سے نکلا۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا حضور نے ہماری عورتیں اور اولاد کو واپس عنایت کر دیا ہے۔ میں نے کہا ایک عورت تمہاری بنی جمح میں ہے اس کو بھی لیتے جاؤ۔ پس وہ لوگ اس لڑکی کو لے گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں عیینہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک بڑھیا لی۔ اور کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑھیا کسی امیر گھرانے کی ہے۔ اس کے فدیہ میں بہت سا روپیہ میرے ہاتھ آئے گا۔ پھر جب حضور نے ہوازن کو قیدی واپس کئے۔ تو عیینہ نے اس بڑھیا کے دینے سے انکار کیا۔ زہیر ابوصرد نے اس سے کہا اے عیینہ تو اس بڑھیا کو کیا کرے گا نہ اس کی لبوں میں ٹھنڈک اور شیرینی ہے اور نہ اس کی پستانیں نوخیز

ہیں۔ نہ اس کا پیٹ جننے کے لائق ہے۔ عمر اس کی ایسی ہے کہ اس کے خاوند کو تلاش کرو۔ تو کہیں نہ ملے گا۔ اور نہ اس کی چھاتی میں دودھ باقی رہا ہے۔ پس تو بھی اس کو واپس کر دے۔

راوی کہتا ہے حضور نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ طائف میں ثقیف کے پاس ہے۔ حضور نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل و عیال کو بھی اسے واپس کر دوں اور سو اونٹ بطور انعام کے اور دوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہوئی۔ تو اس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے حضور کے پاس جانے کی خبر ہوگئی۔ تو ضرور یہ مجھ کو روکیں گے۔ پس اس خیال سے اس نے اپنی اونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کرادیا اور پہر رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوا۔ اور حضور کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ میں پہنچ گیا۔ اور اسلام سے مشرف ہوا۔ اور بہت اچھا اسلام لایا۔ حضور نے حسب وعدہ اس کے اہل و عیال کو مع سو اونٹوں کے اس کے پاس واپس کیا۔ پھر حضور نے مالک بن عوف کو ان قبائل کا سردار کر دیا جو ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے۔ اور یہ قبائل ثمالہ اور سلمہ اور فہم تھے مالک ان کو لے کر بنی ثقیف پر لوٹ مار کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو تنگ کریں۔

ابن اسحق کہتے ہیں جب حضور ہوازن کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہوئے۔ لوگوں نے آپ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اونٹ اور بکری وغیرہ جو کچھ مال ہے اس کو تو حضور ہم میں تقسیم فرمادیں۔ یہاں تک کہ درخت کے سایہ میں حضور سے اس بات کے بہت مصر ہوئے۔ اور حضور کی چادر اس درخت سے الجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو میری چادر تو مجھ کو دو۔ قسم ہے خدا کی اگر تہامہ کے ملک کے درختوں کی گنتی کے برابر بھی مال ہوتا۔ تو میں اس کو تمہارے درمیان میں تقسیم کر دیتا۔ اور تم ہرگز مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا دیکھتے۔ پھر آپ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ اونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے کوہان کے چند بال اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا۔ اے لوگو میرے واسطے تمہارے مال غنیمت اور ان بالوں میں سے۔ سوا خمس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تمہیں پر واپس ہو جاتا ہے۔ پس اب تم سوئی اور تاگا یا جو ادنیٰ چیز بھی مال غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب کو ادا کر دو اور پہنچا دو۔ کیونکہ خیانت خائن کے واسطے عار اور نار اور شنار ہے قیامت کے روز۔

راوی کہتا ہے حضور کے اس فرمان کو سن کر انصار میں سے ایک شخص اون کے تاگوں کا ایک مٹھا لایا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ان تاگوں کو اپنے اونٹ کا پالان درست کرنے کے واسطے رکھ لیا تھا۔ حضور نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں لیتا۔ اور اس نے اس کو ڈال دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ حضور نے اس مال غنیمت میں سے مؤلفہ قلوب کو جو اشراف لوگ تھے ان کے دل مائل کرنے کے واسطے بہت سا مال ان کو عنایت کیا۔ چنانچہ سو اونٹ ابوسفیان بن حرب کو اور سو اونٹ اس کے بیٹے معاویہ کو دئے۔ اور سو اونٹ حکیم بن حزام اور سو اونٹ حرث بن حرث بن کلاہ کو دئے اور سو اونٹ سہیل بن عمرو کو اور سو اونٹ حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کو اور سو اونٹ علار بن جاریہ ثقفی کو اور سو اونٹ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو اور سو اونٹ اقرع بن حابس تمیمی کو۔ اور سو اونٹ مالک بن عوف نصری کو اور سو اونٹ صفوان بن امیہ کو عنایت کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو حضور نے سو سو اونٹ عنایت کئے۔ اور باقی قریش میں سے لوگوں کو سو سے کم اونٹ عنایت کئے۔ جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں مخرمہ بن نوفل زہری اور عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو عامری وغیرہم یہ مجھ کو یاد نہیں کہ حضور نے ان کو کیا کیا عنایت کیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ سو سے کم کم دئے تھے۔ سعید بن یربوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس اونٹ دئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سہمی کا نام عدی بن قیس ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور عباس بن مرداس کو حضور نے چند اونٹ عنایت کئے کہ یہ ان کو کسی نہ ہمارا۔ اور بلکہ ناراض ہو کر اس نے چند اشعار کہے جن میں انعام کے قلیل ہونے کا بیان کیا ہے حضور نے صحابہؓ سے فرمایا اس کو لے جا کر اس کو لے جا کر میری جانب سے اس کی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہ نے لے جا کر اس کو اتنا مال دیا کہ یہ خوش ہو گیا اور یہی اس کی زبان کا کٹنا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عباس بن مرداس حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا اے عباس تو نے یہ شعر کہا ہے۔

فَاَصْبَحَ نَهْبِیْ نَهْب الْعَبِيْدِ بَيْنَ الْاَقْرَعِ وَالْعُيَيْنَةِ

حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ بَيْنَ الْعُيَيْنَةِ وَالْاَقْرَعِ ہے۔ حضور نے فرمایا یہ ایک ہی بات ہے۔ یوں کہو چاہے یوں کہو۔ حضرت ابوبکر نے کہا بیشک میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ خدا نے آپ کی شان میں فرمایا ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ یعنی نہ ہم نے ان اپنے رسول کو شعر کہنا سکھایا ہے نہ یہ ان کی شان کے لائق ہے۔ ابن ہشام اہل علم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قریش وغیرہ قبرں سے حضور نے مقام جرانہ میں بیعت لی۔ اور حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو بہت کچھ عنایت کیا۔

بنی امیہ بن عبد شمس میں سے ابوسفیان بن حرب بن امیہ اور طلیق بن سفیان بن امیہ اور خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو دیا۔

اور بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار اور ابوالسنابل بن بعکک بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار۔ اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن

عبدالدار۔ اور بنی مخزوم میں سے زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ۔ اور حرث بن ہشام بن مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور سائب بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی عدی بن کعب سے مطیع بن اسود بن حارثہ ابوجہم حذیفہ بن غانم۔

اور بنی جمح بن عمرو سے صفوان بن امیہ بن خلف۔ اور اصیحہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف۔ اور بنی سہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ۔ اور بنی عامر بن لوئ سے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود اور ہشام بن ربیعہ بن حرث بن حبیب۔

اور دیگر قبائل عرب سے بنی بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ سے نوفل بن معاویہ بن عروہ بن صخر بن رزن بن یعمر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل۔

اور بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے علقمہ بن علاثہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب۔

اور بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ اور یزید بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو۔ اور بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع۔

اور بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابی عامر۔ اور بنی غطفان کی شاخ بنی فزارہ سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔ اور بنی تمیم کی شاخ بنی حنظلہ سے اقرع بن حابس بن عقال۔ ان سب لوگوں کو حضور نے اس مال سے عنایت کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کسی صحابی نے حضور سے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو تو اس مال میں سے سو سو اونٹ عنایت کئے اور جعیل تمام روئے زمین کے لشکر سے بہتر ہے جو عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کی مثل ہو۔ آپ نے فرمایا۔ ان دونوں کو میں نے ان کی تالیف قلوب کے واسطے دیا ہے اور جعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے۔

مقسم ابوالقاسم کہتے ہیں میں اور تلید بن کلاب لیثی ہم دونوں عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور وہ ہاتھوں میں جوتیاں لئے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے تھے ہم نے ان سے کہا کہ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب حنین کے دن تمیمی شخص نے حضور سے گفتگو کی ہے۔ عبداللہ نے کہا ہاں۔ میں موجود تھا کہ ایک تمیمی شخص جس کو ذوالخویصرہ کہتے تھے حضور کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ اور حضور اس وقت لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے اس نے کہا اے محمد میں نے خوب دیکھا جیسا تم آج کر رہے ہو حضور نے فرمایا ہاں تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا تم نے مال کے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو۔ جب میرے پاس انصاف نہ ہوگا

تو پھر کس کے پاس انصاف ہوگا۔ اور حضور کو اس کے اس کہنے سے بہت غصہ آیا۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ حضورؐ نے فرمایا اے عمر اس کو چھوڑ دو۔ عنقریب اسکے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی باتوں میں بہت غلو کریں گے حالانکہ دین سے بالکل نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔ اور کچھ اثر شکار کے خون وغیرہ کا اس کے پیکان یا پھل یا پروں پر دکھائی نہیں دیتا ہے۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب حضور نے بخششیں قریش اور دیگر قبائل عرب پر کیں اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ان میں اس بات کی گفتگوئیں ہونے لگیں کہ حضور نے اپنے اقرباؤں کو اس قدر مال عنایت کیا۔ اور ہم کو کچھ نہ دیا۔ جب بہت قیل وقال ہوئی تو سعد بن عبادہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں تو اس بات میں ان کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی یہی گفتگو ہے۔ حضور نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کیا۔ اور حضور کو خبر کی حضور تشریف لائے اور خدا کی حمد وثناء کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے دل میں میری طرف سے خیالات پیدا ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت میں نہیں آیا جبکہ تم گمراہ تھے پھر خدا نے تم کو ہدایت کی۔ اور تم فقیر تھے۔ خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تم کو دوست بنایا۔ انصار نے کہا بیشک خدا اور رسول نے ہم پر بڑا احسان اور فضل کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے انصار مجھ کو جواب کیوں نہیں دیتے ہو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو کیا جواب دیں آپ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہے حضور نے فرمایا اگر تم مجھ کو یہ جواب دو تو دے سکتے ہو۔ اور اس میں تم سچے ہو اور جو سنے وہ تم کو سچا کہے تم مجھ کو یہ جواب دے سکتے ہو کہ اے رسول جب تم ہمارے پاس آئے ہو تو لوگ تم کو اور جھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی۔ اور سب نے تمہاری ترک یاری کی۔ ہم نے تمہاری مدد کی۔ لوگوں نے تم کو نکال دیا۔ ہم نے تم کو جگہ دی اور تم دل شکستہ تھے۔ ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اے انصار کیا اس اسباب دنیا کے دینے سے جو ایک ذلیل چیز ہے تم نے اپنے دلوں میں ایسے خیالات کو جگہ دی۔ یہ میں نے ان لوگوں کو دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف راغب کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ کوئی اونٹ کو لے کر جائے اور کوئی بکری کو لے کر جائے اور تم رسول خدا کو اپنے ساتھ لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا۔ اور اگر تمام لوگ ایک راستہ چلیں اور انصار ایک راستہ چلیں تو میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار پر رحم فرما۔ اور انصار کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔

راوی کہتا ہے۔ حضور کے اس فرمان کو سن کر انصار اس قدر روئے۔ کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور سب نے بالاتفاق کہا ہم رسول خدا کی بخشش اور تقسیم سے بدل و جان راضی ہیں۔ پھر حضور بھی تشریف لے آئے ۔اور انصار بھی چلے گئے۔

رسول خدا ﷺ کا مقام جعرانہ سے عمرہ کے واسطے مکہ میں آنا اور عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کرنا پھر عتاب کا مسلمانوں کے ساتھ حج کرنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے باقی مال غنیمت کے مقام مجنہ میں جو مرظہران کے قریب ہے لے جانے کا حکم دیا اور خود عمرہ کے واسطے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اور معاذ بن جبل کو بھی لوگوں کی تعلیم و تلقین کے واسطے مکہ میں چھوڑ گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور نے عتاب کو مکہ کا حاکم مقرر کیا ہے تو ایک درم روزانہ ان کی تنخواہ مقرر کی تھی۔ عتاب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے لوگو جس کو ایک درہم روز ملے اور پھر وہ بھوکا رہے خدا اس کا کبھی ساتھ نہ بھرے۔ حضور نے میرا ایک درہم روز مقرر کیا ہے۔ اب مجھ کو کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں یہ عمرہ حضور کا ذی قعد ۸ھ میں ہوا۔ اور آخر ذی قعدہ یا شروع ذی الحجہ میں حضور مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور باقی مال غنیمت بھی آپ کے ساتھ تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور مدینہ میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو چھ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ اس سال عرب نے جس طرح کہ حج کرتے تھے اسی طرح حج کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے شرک پر رمضان ۹ھ تک قائم رہے۔

کعب بن زہیر کے اسلام قبول کرنے کا بیان

راوی کہتا ہے جب حضور طائف سے واپس ہوئے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمٰی نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو لکھا کہ حضور نے مکہ میں ان شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے۔ اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبعری اور ہبیرہ بن وہب بھاگ گئے ہیں۔ ان کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ پس اگر تمہارا دل چاہے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کرو۔ کیونکہ حضور اس شخص کو قتل نہیں کرتے ہیں جو آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے۔ اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول کرے تو جہاں تمہارے سینگ

سمائیں بھاگ جاؤ۔ جب کعب کے پاس یہ خط پہنچا نہایت حیران ہوئے کہ کیا کروں۔ اور جو لوگ ان کے دشمن وہاں موجود تھے انہوں نے بھی ان کو ڈرایا کہ تم ضرور وہاں جاتے ہی قتل کیے جاؤ گے۔ آخر لاچار ہو کر کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں حضور کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال نظم کیا ہے۔

اور پھر یہ مدینہ میں آکر جہینہ میں سے ایک شخص جس سے ان کی جان پہچان تھی ٹھہرے وہ شخص صبح کے وقت ان کو لے کر مسجد شریف میں حاضر ہوا۔ اور جب حضور نماز سے فارغ ہوئے۔ تو اس شخص نے ان کو اشارہ سے بتلایا کہ حضور وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر حضور سے اپنے واسطے امن لو۔ کعب بن زہیر حضور کے پاس آئے اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا حضور ان کو پہچانتے تھے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کعب بن زہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے۔ تو آپ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے۔ اگر میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ حضور نے فرمایا ہاں میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن ماروں۔ حضور نے فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو یہ توبہ کر کے آیا ہے۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے کعب بن زہیر کے دل میں انصار کی طرف سے برائی پیدا ہو گئی تھی۔ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں بجز بھلائی کے کوئی بات نہیں کہی۔ اور اسی سبب سے کعب نے اپنے اس قصیدہ میں جو حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا ہے مہاجرین کی تعریف کی ہے۔ اور انصار کی ہجو کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن اسحق کہتے ہیں جب انصار نے کعب کے قصیدہ کا یہ شعر سنا۔

اذا دالسود التنابیل

کہا اس شعر سے بیشک کعب نے ہماری ہجو کی ہے کیونکہ ہم میں سے ایک شخص نے اس روز حضور کے سامنے اس کے حق میں اس کے برخلاف کہا تھا اور انصار کعب پر بہت خفا ہوئے کعب کو جب یہ خبر ہوئی۔ تب انہوں نے انصار کی تعریف میں یہ اشعار کہے۔ اشعار

مَنْ سَرَّهٗ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ فِيْ مُقْنَبٍ مِنْ صَالِحِي الْاَنْصَارِ

(ترجمہ) جس شخص کو عمدہ زندگی گذارنی منظور ہو پس اس کو لازم ہے کہ ہمیشہ انصار کے نیک لوگوں کی جماعت میں شامل ہے۔

وَرَثُوا الْمَكَارِمَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ اِنَّ الْخِيَارَ هُمُ بَنُو الْاَخْيَارِ

(ترجمہ) بزرگیوں کوانہوں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ بیشک یہ لوگ نیک اور نیکوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب کعب نے حضور کو مسجد میں اپنا قصیدہ بانت سعاد سنایا ہے۔تو حضور نے فرمایا اے کعب بن زہیر تو نے انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے۔تب کعب بن زہیر نے انصار کی تعریف میں وہ اشعار کہے ہیں۔اور یہ اشعار کعب کے قصیدہ کے ہیں۔

غزوۂ تبوک ماہِ رجب ۹ھ میں

ابن اسحٰق کہتے ہیں ذی قعد سے لے کر رجب تک حضور مدینہ میں تشریف فرما رہے پھر رجب میں آپ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔اور یہ ایسا وقت تھا کہ گرمی کی بہت شدت تھی۔اور لوگوں کے باغات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہوئے تھے۔اس سبب سے لوگ اپنے گھروں اور سایہ میں رہنا چاہتے تھے۔

راوی کہتا ہے جب حضور کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے اس کے برخلاف فرمایا کرتے تھے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو یعنی اگر مشرق پر جہاد کا ارادہ ہوتا تو مغرب کو ظاہر کرتے مگر اس غزوہ تبوک کو حضور نے بہ سبب مشقت اور تکلیف کے جو اس سفر میں پیش آنی متصور تھی ظاہر فرمادیا۔اور دشمن کی تعداد بھی اس طرف کثیر تھی۔اسی واسطے حضور نے اس کو ظاہر کیا تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں۔اور اچھی طرح ساز و سامان درست کریں۔اور لوگوں سے صاف طور پر فرمادیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے۔

راوی کہتا ہے اپنی تیاری کے دنوں میں حضور نے جد بن قیس سے جو بنی سلمہ میں سے ایک شخص تھا فرمایا اے جد تو بھی رومیوں کے جہاد میں چلے گا۔اس نے کہا حضور مجھ کو تو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔قسم ہے خدا کی میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کا چاہنے والا نہیں ہے اور مجھ کو یہی ڈر ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھ تو پھر اپنے قابو سے باہر ہو جاؤں گا اور ہرگز صبر نہ کرسکوں گا۔حضور نے اس کا یہ جواب سن کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

راوی کہتا ہے۔جد بن قیس ہی کی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے

﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴾

''یعنی منافقوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔

خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں یعنی یہ جو رومیوں کی عورتوں پر فریفتہ ہونے کے فتنہ سے ڈرتا ہے اس سے بڑھ کر فتنہ میں یہ گر پڑا یعنی حضور کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گیا۔ اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے''۔

اور جب بعض منافقوں نے بعض منافقوں سے کہا کہ تم کیوں گرمی کے موسم میں سفر کر کے حیران و پریشان ہوتے ہو خداوند تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی

﴿ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾

''(ترجمہ) اور منافقوں نے کہا کہ اس گرمی کے موسم میں جہاد کو نہ جاؤ کہہ دو آتش دوزخ کی گرمی بڑی سخت ہے اگر وہ سمجھتے ہوں۔ پس لازم ہے کہ وہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں بہت سارا اس کی جو وہ کسب کرتے تھے''۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور نے اس غزوہ کی تیاری کا بہت زور سے حکم دیا تو نگر لوگوں کو مال کے خرچ کرنے اور راہ خدا میں غریب لوگوں نے نہ کئے اور حضرت عثمان نے اس غزوہ میں اس قدر مال خرچ کیا کہ کسی نے نہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت عثمان نے جیش عسرت یعنی غزوۂ تبوک میں ایک ہزار دینار سرخ خرچ کئے تھے اور حضور نے دعا کی تھی۔ کہ اے خدا میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر سات آدمی انصار وغیرہ قبائل سے روتے ہوئے حضور کی خدمت میں آئے نام ان کے یہ ہیں بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمیر اور بنی حارثہ سے علیہ بن زید اور بنی مازن بن نجار سے ابو لیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور بنی سلمہ سے عمرو بن حمام بن جموع اور عبداللہ بن مغفل مرل اور بعض کہتے ہیں عبداللہ بن عمرو مزنی اور ہرمی بن عبداللہ واقفی اور عرباض بن ساریہ فزاری اور ان لوگوں نے حضور سے سواریاں طلب کیں حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کردوں پس یہ لوگ اپنی مفلسی سے روتے ہوئے حضور کے پاس سے رخصت ہوئے۔

ابن یامین بن عمیر بن کعب نفری نے ابو لیلیٰ عبدالرحمن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ کہ کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم حضور کے پاس سواری طلب کرنے گئے تھے۔ حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جو میں تم کو دوں ابن یامین نے اپنے پاس سے ایک اونٹ دیا اور یہ دونوں اس پر سوار ہو کر حضور کے ساتھ گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ پھر حضور کے پاس عرب کے لوگ جہاد کی شرکت سے معذوری ظاہر کرنے آئے۔ کہ ہم بسبب عذر شریک نہیں ہو سکتے ہیں نہ جن کا ذکر خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے مجھ سے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ بنی غفار میں سے تھے۔

راوی کہتا ہے اور بعض سچے مسلمان بھی حضور کے ساتھ اس جہاد میں شریک ہونے کے لئے گئے تھے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں کعب بن مالک بن ابی کعب سلمی اور مرارہ بن ربیع اور واقفی اور ابوخیثمہ سالمی۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے نفاق وغیرہ سے متہم نہ کئے جاتے تھے۔

پھر جب حضور نے پوری تیاری کر کے سفر شروع کیا۔ تو پہلے اپنے لشکر کو آپ نے مقام ثنیۃ الوداع میں ٹھہرایا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو اور بعض کہتے ہیں سباع بن عرفطہ کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور عبداللہ بن ابی نے اپنا لشکر علیحدہ حضور کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر کھڑا کیا تمام منافقین اور اہل شک وریب اس کے ساتھ تھے جب حضور آگے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی منافقوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور حضور کے ساتھ نہ گیا۔ حضور نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ علی بن ابی طالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ علی کو حضور بوجھ ہلکا کرنے کے واسطے چھوڑ گئے ہیں۔ کیونکہ علی کے ساتھ جانے سے حضور پر بڑا بار ہوتا۔ حضرت علی اس بات کو سن کر بہت ناراض ہوئے۔ اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام جرف میں حضور کے پاس پہنچے اور عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ میرے بار کو خیال کر کے مجھے چھوڑ آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے تم سے یہ بات کہی ہے جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو فقط اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے واسطے چھوڑا ہے تم جاؤ اور وہیں رہو۔ اے علی کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہو مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے۔ (اور ہارون نبی تھے) پس حضرت علی تو مدینہ کو چلے آئے۔ اور حضور آگے روانہ ہوئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور کو مدینہ سے گئے ہوئے کئی روز گذر گئے۔ ابوخیثمہ ایک دن اپنے گھر میں آئے اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے واسطے پانی خوب ٹھنڈا کر رکھا ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔ ابوخیثمہ نے اس سامان کو دیکھ کر کہا۔ افسوس ہے۔ کہ رسول خدا ﷺ تو اس گرمی اور دھوپ کے سفر میں ہوں اور ابوخیثمہ یہ ٹھنڈا پانی عمدہ کھانا خوبصورت عورت کے پاس بیٹھ کر کھائے ہرگز یہ انصاف نہیں ہے پھر اسی وقت ابوخیثمہ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ جلد سامان سفر میرے واسطے تیار کرو تاکہ میں حضور کے پاس پہنچوں۔ بیویوں نے سامان درست کیا اور ابوخیثمہ اونٹ پر سوار ہو کر حضور کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ راستہ

تیں ان کو عمیر بن وہب حجمی بھی مل گئے ۔ یہ بھی حضور کی تلاش میں جا رہے تھے ۔ یہاں تک کہ تبوک میں یہ دونوں حضور سے جا ملے ۔ جب مسلمانوں نے دور سے ان کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ راستہ میں ایک سوار آ رہا ہے ۔ حضور نے فرمایا ابوخیثمہ ہوگا ۔ جب یہ نزدیک پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا حضور ہاں ابوخیثمہ ہی ہیں ۔ اور ابوخیثمہ نے راستہ میں امیر بن وہب سے کہا تھا کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے تم میرے ساتھ ہی حضور کی خدمت میں چلنا مجھ سے الگ نہ ہو جانا چنانچہ جب یہ حضور کی خدمت میں آئے ۔ اور سلام کیا تو حضور نے فرمایا اے ابوخیثمہ تم پر افسوس ہے ۔ تب ابوخیثمہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا ۔ حضور بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعائے خیر کی ۔

راوی کہتا ہے اس سفر میں جب حضور مقام حجر میں پہنچے تو یہاں ٹھہرے ۔ لوگوں نے یہاں کے کنوئیں سے پانی بھرا ۔ حضور نے فرمایا یہاں کا پانی کوئی نہ پینا اور نہ نماز کے واسطے اس پانی سے وضو کرنا اور جو آٹا تم نے گوندھا ہو اس کو بھی اونٹوں کو کھلا دینا خود نہ کھانا اور رات کو جو شخص تم میں سے لشکر کے باہر جائے وہ تنہا نہ جائے بلکہ کسی دوسرے کو ساتھ لے کر جائے ۔

راوی کہتا ہے حضور کے اس ارشاد کے موافق سب لوگوں نے عمل کیا ۔ مگر بنی ساعدہ کے دو شخص بھول گئے اور ان میں سے ایک قضاء حاجت کے واسطے رات کو تنہا گیا پس عین قضاء حاجت میں اس کو خناق کا عارضہ ہو گیا ۔ اور دوسرا اپنا اونٹ تلاش کرنے گیا تھا اس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں کے درمیان میں جو یہاں سے ایک مدت کے راستہ پر دور تھے پھینک دیا ۔ جب حضور کو یہ خبر ہوئی فرمایا اسی واسطے میں نے تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تنہا کوئی شخص باہر نہ نکلے پھر حضور نے اس شخص کے واسطے دعا کی ۔ جس کو خناق ہو گیا تھا خدا نے اس کو شفا دی اور دوسرا شخص جس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا ۔ اس کو جب قبیلہ طے کے لوگ مدینہ میں حضور کی خدمت میں آئے تو اپنے ساتھ لیتے آئے ۔ اور حضور کی نذر کیا ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کا قصہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے اور ان سے عباس بن سعد ساعدی نے بیان کیا تھا اور عبداللہ کہتے تھے کہ عباس نے مجھ کو ان دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے ہیں ۔ مگر اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ کسی اور کو ان کے نام نہ بتانا ابن اسحٰق کہتے ہیں ۔ اسی سبب سے عبداللہ نے مجھ کو ان کے نام نہیں بتائے ۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب حضور مقام حجر سے گذرے ہیں تو کپڑے سے اپنا چہرہ آپ نے ڈھک لیا تھا اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ ظالموں کے مکانوں سے روتے ہوئے گذرو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس بلا میں گرفتار ہو جاؤ ۔ جس میں وہ گرفتار ہوئے ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے حضور سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی ۔ حضور نے خدا

سے دعا کی۔خداوند تعالیٰ نے اسی وقت ایک ابر بھیجا اور اس قدر بارش ہوئی۔ کہ لوگ سیراب ہو گئے۔اور پانی سے مشکیں بھر لیں۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں۔میں نے محمود سے پوچھا کہ کیا نفاق لوگوں میں ظاہر معلوم ہوتا تھا۔محمود نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی ہر شخص اپنے بھائی اور باپ اور رشتہ دار کے نفاق کو جانتا تھا مگر پھر وہ مشتبہ ہو جاتا تھا۔پھر محمود نے کہا میری قوم کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ غزوۂ تبوک میں ایک منافق جس کا نفاق ظاہر تھا حضور کے ساتھ تھا۔جب حضور کی دعا سے بادل آیا اور بارش ہوئی اور لوگ سیراب ہوئے تو بعض مسلمانوں نے اس منافق سے کہا کہ اب ایسا معجزہ دیکھ کر بھی تجھ کو کچھ شبہ ہے اس نے کہا معجزہ کیسا۔ایک چلتا ہوا بادل تھا برس گیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور اسی سفر میں ایک جگہ اترے تھے۔اور آپ کی سواری کی سانڈنی گم ہو گئی تھی۔ لوگ اس کی تلاش کرنے گئے تھے اور عمارہ بن محزم آپ کے صحابی جو بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور عمارہ کے خیمہ میں ایک شخص زید بن لصیت نامی منافق تھا۔اس نے اپنے پاس کے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد ﷺ نہیں کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں۔اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔پھر کیا وجہ کہ ان کی سانڈنی گم ہو گئی۔اور اس کی ان کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔اس شخص نے یہاں یہ بات کہی اور وہاں حضور نے عمارہ بن حزم سے فرمایا کہ اس وقت ایک شخص کہہ رہا ہے کہ محمد کہتے ہیں میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے اور قسم ہے خدا کی مجھ کو اسی بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھ کو بتلاتا ہے جاؤ تم جنگل کی فلاں گھاٹی میں دیکھو اونٹنی کی مہار ایک درخت میں الجھ گئی ہے اور وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے تم اس کو لے آؤ صحابہ گئے اور اس سانڈنی کو حضور کی خدمت میں لے آئے۔اس کے بعد عمارہ بن حزم اپنے خیمہ میں آئے اور کہا اس وقت ہم سے حضور نے ایک عجیب بات بیان کی جس کی خبر خدا نے آپ کو دی کہ ایک شخص ایسا اور ایسا کہہ رہا ہے جو لوگ اس وقت خیمہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا واقعی یہ بات زید بن لصیت نے ابھی کہی تھی عمارہ بن حزم نے یہ سنتے ہی زید بن لصیت کی گردن پکڑ کر کہا اے دشمن خدا میرے خیمہ سے باہر نکل مجھے خبر نہ تھی کہ یہ خبیث میرے ہی خیمہ میں ہے خبر ۱۰ جواب تو میرے پاس آیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زید بن لصیت نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں آخر دم تک وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے اس منزل سے کوچ فرمایا۔اور لوگوں کا یہ حال تھا۔کہ ایک ایک دو دو ہر

منزل میں پیچھے رہتے جاتے تھے صحابہ حضور سے عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آج فلاں شخص پیچھے رہ گیا حضور فرماتے تم بھی اس کو چھوڑ دو اگر اس میں کچھ بھلائی ہوگی خدا تم سے اس کو ملا دے گا۔ چنانچہ ایک منزل میں ابوذر پیچھے رہ گئے۔ یہ نفاق کی وجہ سے پیچھے نہ رہے تھے۔ بلکہ ان کا اونٹ تھک گیا تھا اور چلتا نہ تھا۔ آخر جب یہ لاچار ہو گئے۔ تب اسباب انہوں نے اپنے کندھے پر رکھا اور پیدل چلا آتا ہے حضور نے فرمایا ابوذر ہوگا۔ جب یہ نزدیک آئے تو اس شخص نے عرض کیا حضور ہاں قسم ہے خدا کی ابوذر ہیں۔ حضور نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے تنہا پیدل چلتا ہے اور تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضرت عثمان نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام ابذہ کی طرف شہر بدر کیا ہے اور وہاں یہ بیمار ہوئے ہیں۔ تو ان کے پاس اس وقت صرف ایک ان کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ اور انہوں نے اس وقت وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تم مجھ کو نہلا کر کفن دینا اور پھر میرا جنازہ راستہ کے بیچ رکھ دینا۔ اور جو شخص پہلے راستہ سے گذرتا ہوا ملے۔ اس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول کا جنازہ ہے اے شخص تم ہماری اس کے دفن کرانے میں مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بیوی اور غلام نے ایسا ہی کیا کہ نہلانے اور کفن دینے کے بعد ان کا جنازہ راستہ پر رکھ دیا۔ اور کسی آنے والے کے منتظر رہے کہ اتنے میں عبداللہ بن مسعود چند اہل عراق کے ساتھ اس طرف سے گذرے۔ اور قریب تھا کہ ان کے اونٹ ابوذر کے جنازہ کو روند ڈالیں کہ غلام نے کھڑے ہو کر کہا۔ یہ جنازہ ابوذر رسول خدا کے صحابی کا ہے۔ اے جانے والو تم ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ عبداللہ بن مسعود نے یہ کہا۔ لا الہ الا اللہ اور بہت روئے۔ اور کہا رسول خدا ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ کہ ابوذر تنہا پیدل چلتا ہے تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔ اور پھر عبداللہ بن مسعود نے غزوہ تبوک میں ابوذر کا قصہ بیان کیا۔ اور ابوذر کو دفن کر کے چلے گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور تبوک کو جا رہے تھے تو چند منافق آپ کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ کیا تم رومیوں کی جنگ کو بھی مثل عرب کی جنگ سمجھتے ہو کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے لڑتا ہے۔ قسم ہے خدا کی ہم کل ہی تم کو رسیوں میں مشکیں بندھی ہوئی دکھا دیں گے۔ اور ان باتوں سے منافقوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو خوف زدہ کریں۔ ان منافقوں میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں ودیعہ بن ثابت بنی عمرو بن عوف میں سے اور مخشن بن حمیر اشجع میں سے اس گفتگو میں مخشن بن حمیر نے کہا۔ میں اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں۔ کہ تمہارے اس کہنے کے بدلہ میں سو سو کوڑے ہم میں سے ہر ایک شخص کو لگیں۔ مگر قرآن ہماری اس گفتگو کے بارے میں نازل نہ ہو۔ اور حضور نے عمار بن یاسر کو حکم فرمایا۔ کہ تم ان لوگوں سے جا کر دریافت کرو کہ کیا باتیں کر رہے تھے۔ اور اگر وہ انکار کریں پس تم کہنا کہ کیا تم ایسا ایسا نہیں کہہ رہے تھے۔ عمار ان لوگوں کے پاس

آئے اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کیا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر نامعقول کرنے لگے۔ اور ودیعہ بن ثابت نے عرض کیا اور حضور اس وقت اپنی سانڈنی پر سوار تھے کہ یارسول اللہ ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی ''وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ'' اور مخشن بن حمیر نے عرض کیا یارسول اللہ میرا اور میرے باپ کا نام اچھا نہیں ہے اس کی یہ نحوست مجھ پر ہے اور مخشن ہی کو اس آیت میں معافی دی گئی ہے۔ پھر مخشن نے اپنا نام عبدالرحمٰن رکھا اور خدا سے دعا کی کہ میں اس طرح شہید ہوں کہ کسی کو میری خبر نہ ہو چنانچہ یمامہ کی جنگ میں یہ شہید ہوئے اور کسی کو ان کا پتہ نہ معلوم ہوا۔ راوی کہتا ہے جب حضور تبوک میں پہنچے یمنہ بن رؤبہ ملک ایلہ کا بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جزیہ دینا اس نے قبول کیا حضور نے اس سے صلح کر لی۔ اور اہل جربا اور اذرح نے بھی جزیہ دینا قبول کیا حضور نے ان سب کو اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ امن ہے خدا اور محمد نبی رسول خدا کی طرف سے یمنہ بن رؤبہ اور اہل ایلہ کے واسطے کہ ان کی کشتیاں اور ان کے مسافر خشکی اور تری کے سفر میں خدا اور محمد نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور شام اور یمن اور سمندر کے جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امن میں شریک ہیں۔ اور جو شخص ان میں سے کوئی خلاف کاروائی کرے گا۔ پس اس کا مال اور خون حلال ہوگا۔ اور لوگوں میں سے جو شخص اس کو لے گا۔ وہ اس کے واسطے حلال طیب ہوگا۔ اور یہ لوگ کسی چشمہ پر اترنے یا خشکی وتری میں گذرنے سے روکے نہ جائیں گے۔

رسول خدا ﷺ کا خالد بن ولید کو اُکیدر دُومہ کی طرف روانہ فرمانا

پھر حضور ﷺ نے تبوک ہی میں خالد بن ولید کو بلا کر لشکر ان کے ساتھ کر کے اکیدر بادشاہ بنی کندہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا تم کو وہ گائے کا شکار کرتا ہوا ملے گا۔ یہ بادشاہ نصرانی تھا خالد اس کی طرف روانہ ہوئے اور جب اس کے قلعہ کے اس قدر قریب پہنچے کہ سامنے وہ دکھائی دینے لگا تو یہاں یہ واقعہ ہوا کہ اس کے قلعہ کے دروازہ میں ایک جنگلی گائے نے آ کر ٹکر مارنی شروع کیں۔ اکیدر کی بیوی نے اس سے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جنگل سے گائے اس طرح آن کر محل کے دروازہ پر ٹکر مارے اکیدر نے کہا میں نے کبھی ایسا موقعہ نہیں دیکھا اور اب میں اس کو کب چھوڑتا ہوں ابھی شکار کر کے لاتا ہوں پھر اکیدر اور اس کا ایک بھائی حسان نام اور چند لوگ سوار ہو کر اور ہتھیار لے کر اس جنگلی گائے کا شکار کرنے روانہ ہوئے رات خوب چاندنی تھی۔ بے دھڑک یہ شکاری شکار کے پیچھے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے لشکر اسلام نمودار ہوا۔ اور ان شکاریوں کو شکار کر لیا حسان مارا گیا اس کے سر پر دیباج کی قبا تھی۔ جس میں بہت سا سونا لگا ہوا تھا۔ خالد نے اس

قبا کو اسی وقت حضور کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اکیدر کو لے کر روانہ ہوئے۔ راوی کہتا ہے جب قبا حضور کی خدمت میں پہنچی صحابہ اس کو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے حضور نے فرمایا تم اس کو دیکھ کر کیا تعجب کرتے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

پھر جب خالد اکیدر کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے اکیدر سے جزیہ قبول کر کے اس کو چھوڑ دیا اور خود تبوک میں کچھ اوپر دس راتیں ٹھہر کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

راوی کہتا ہے راستہ میں ایک چشمہ تھا۔ جس میں بہت ہی تھوڑا پانی تھا۔ کہ فقط ایک یا دو آدمی پی سکیں۔ حضور نے حکم دیا کہ جو لوگ ہمارے لشکر کے پہلے چشمہ پر پہنچیں وہ پانی کو ہمارے پہنچنے تک کام میں لائیں۔

یہ حکم سن کر چند منافقین پہلے سے اس چشمہ پر پہنچے اور پانی کو کام میں لے آئے۔ جب حضور وہاں پہنچے اور چشمہ کو دیکھا تو اس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا حضور نے دریافت کیا کہ یہ پانی کس نے خرچ کیا عرض کیا گیا کہ حضور فلاں فلاں لوگ پہلے آئے تھے اور انہوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا کیا میں نے منع نہیں کر دیا تھا کہ میرے پہنچنے تک خرچ نہ کرنا۔ پھر آپ نے ان لوگوں پر لعنت کی اور ان کے حق میں بددعا فرمائی اور اس چشمہ پر آ کر اپنا ہاتھ آپ نے اس کے اندر رکھا۔ اور پانی آپ کے ہاتھ میں سے ٹپکنے لگا۔ اور آپ دعا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں کڑک اور گرج کی سی آواز آئی۔ اور پانی مثل نہر کے چشمہ سے جاری ہوا۔ اور حضور نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا جو تم میں سے زندہ رہے گا۔ وہ اس جنگل کو تمام جنگلوں سے زیادہ سرسبز اور پیداوار والا دیکھے گا۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ میں غزوۂ تبوک میں حضور کے ساتھ تھا پس ایک دفعہ رات کو جو میں اٹھا تو لشکر میں ایک طرف میں نے روشنی دیکھی۔ میں اس کے قریب گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ حضور اور ابوبکر اور عمر ہیں۔ اور عبداللہ ذوالبجادین مزنی کا انتقال ہو گیا ہے ان کے واسطے قبر کھدوا رہے ہیں پھر حضور قبر کے اندر اترے اور ابوبکر اور عمر نے اوپر سے لاش کو حضور کے تئیں دیا۔ اور حضور نے قبر کے اندر لٹایا۔ اور دعا کی کہ اے خدا میں اس سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ میں نے اس وقت تمنا کی۔ کہ کاش یہ قبر والا میں ہوتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ عبداللہ مزنی کا لقب ذوالبجادین اس سبب سے ہو گیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو ان کی قوم نے ان کو قید کر دیا تھا اور صرف ایک بجادیعنی چادر ان کے پاس رکھی تھی اور سب کپڑے چھین لئے تھے آخر ایک روز موقعہ پا کر قوم میں سے بھاگ نکلے اور جب حضور کے قریب پہنچے۔ تو اس چادر کو پھاڑ کر دو حصہ کیا ایک حصہ کا تہ بند باندھا اور ایک حصہ کو اوڑھ لیا۔ اس روز سے ذوالبجادین ان کا لقب ہوا یعنی دو چادروں والے۔

ابورہم کلثوم بن حصین جو رسول خدا ﷺ کے صحابی اور بیعۃ الرضوان میں شریک تھے کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں حضور کے ساتھ تھا۔ اور رات کو ہم چل رہے تھے اور میرا اونٹ حضور کی سانڈنی کے قریب تھا اور مجھ کو نیند چلی آتی تھی۔ مگر میں اس خیال سے ہوشیار ہو جاتا تھا کہ کہیں میرا کجاوہ حضور کے پیر کو نہ لگ جائے آخر مجھے اونگھ آ گئی اور میرا کجاوہ حضور کے پیر کو لگا۔ اور حضور نے میرے اونٹ کو ہٹایا اس ہٹانے سے میری آنکھ کھلی۔ اور میں نے عرض کا یارسول اللہ میرے واسطے مغفرت مانگئے حضور نے فرمایا کچھ ڈر نہیں آگے چلو اور پھر آپ نے لوگوں کی نسبت مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا جو بنی غفار میں سے اس غزوہ میں نہیں آئے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے رنگ سرخ قد دراز اور بال سیدھے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور وہ لوگ رہ گئے اور اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے قد چھوٹے اور رنگ سیاہ اور بال گھونگر والے ہیں۔ میں نے ان لوگوں کو نہ پہچانا اور عرض کیا کہ حضور یہ لوگ بھی کیا ہم ہی میں سے ہیں فرمایا ہاں تب مجھ کو یاد آیا اور میں نے عرض کیا حضور یہ لوگ قبیلہ اسلام کے ہیں اور ہمارے حلیف ہیں۔ حضور نے فرمایا کیا کسی نے ان کو اس بات سے منع کیا تھا کہ جب وہ خود اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے تھے تو اونٹ پر کسی جہاد کے شائق شخص کو بٹھا کر روانہ کرتے۔ اور فرمایا مجھ کو اس بات کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ میرے لوگوں میں سے جو قریش میں سے مہاجرین اور انصار اور بنی غفار اور بنی اسلام ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص جہاد میں میرے ساتھ شریک نہ ہوا اور پیچھے رہ جائے۔

غزوہ تبوک سے واپس آنے کے بعد مسجد ضرار کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آذان میں پہنچے جہاں سے مدینہ ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضور تبوک پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو مسجد ضرار کے بانی حضور کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ہم نے مسافروں اور اندھیری اور جاڑے کی رات کے چلنے والوں کے آرام کے واسطے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اس میں قدم رنجہ فرما کر ایک دفعہ نماز پڑھ آئیے۔ حضور نے فرمایا اب تو میں سفر کی تیاری میں مشغول ہوں۔ ہاں جب انشاء اللہ تعالیٰ واپس آؤں گا تو وہاں نماز پڑھوں گا۔ اب جو حضور تبوک سے آتے ہوئے مقام ذی آذان میں پہنچے۔ تو خداوند تعالیٰ نے اس مسجد کے حال سے آپ کو مطلع کیا۔ اور آپ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی ان دو شخصوں کو حکم دیا کہ تم جا کر ان ظالموں کی مسجد کو جلا دو اور مسمار کر دو پس یہ دونوں شخص فوراً روانہ ہوئے اور مالک نے معن بن عدی سے کہا کہ تم

ذرا ٹھہرو میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں اور کھجور کی سنٹوں کا ایک مٹھا اپنے گھر سے جلا کر لائے پھر دونوں نے لے کر اس مسجد میں آگ لگائی۔ اور اس کو بالکل گرا دیا۔ جو لوگ اس وقت مسجد میں تھے سب بھاگ گئے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اس مسجد کا بیان ہے ''اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ'' آخر تک راوی کہتا ہے جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی تھی یہ بارہ شخص تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

خدام بن خالد بنی عمرو بن عوف سے اور اسی نے اپنے گھر میں سے جگہ نکال کر مسجد شقاق بنائی تھی۔ اور ثعلبہ بن حاطب بن امیہ بن زید اور معتب بن قشیر بنی جنیعہ بن زید سے۔ اور ابوحبیبہ بن ازعر یہ بنی ضبیعہ سے تھا۔ اور عباد بن حنیف سہل بن حنیف کا بھائی بنی عمرو بن عوف سے۔ اور جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ۔ اور نبتل بن حرث بنی ضبیعہ سے۔ اور بخرج بنی ضبیعہ سے۔ اور بجاد بن عثمان بنی ضبیعہ سے اور ودیعہ بن ثابت بنی امیہ سے۔

راوی کہتا ہے حضور کی مسجدیں مدینہ سے تبوک تک مشہور و معروف تھیں چنانچہ ایک مسجد خاص تبوک میں تھی۔ اور ایک مسجد ثنیہ مدارن میں ایک مسجد ذات الذراب میں اور ایک مسجد مقام اخضر میں اور ایک مسجد ذات الخطمی میں اور ایک مسجد مقام الا میں اور ایک مسجد شراء میں اور ایک مسجد شق تارمیں اور ایک مسجد ذی الجیفہ میں اور ایک مسجد صدر حوضی میں اور ایک مسجد حجر میں اور ایک مسجد صعید میں اور ایک مسجد وادی القری میں اور ایک مسجد مقام رقیہ میں جو شقہ بنی عذرہ کے قریب ہے اور ایک مسجد ذی مروہ میں اور ایک مسجد رقیفاء میں اور ایک مسجد ذی خشب میں تھی۔

ان آدمیوں کا بیان جو غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے اور منافقین کا حضور کی خدمت میں نامعقول عذر کرنا

مسلمانوں میں سے یہ تین شخص تبوک کے غزوہ میں نہ گئے تھے کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ اور یہ لوگ منافق یا دین میں شک رکھنے والے نہ تھے۔

جب حضور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا۔ کہ تم ان تینوں شخصوں سے بات نہ کرنا چنانچہ صحابہ میں سے کسی نے ان لوگوں سے بات نہ کی۔ اور منافق حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنے نامعقول عذر بیان کرنے لگے مگر حضور نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور نہ کوئی عذر ان کا خدا اور رسول کے ہاں مقبول ہوا۔ اگرچہ بظاہر حضور نے ان کو کچھ تنبیہ نہ فرمائی نہ مسلمانوں کو ان کی بات چیت سے

منع کیا۔ بلکہ ان کے واسطے دعاء مغفرت کی گران کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔

کعب بن مالک تبوک کے غزوہ سے اپنے اور اپنے دونوں ساتھیوں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کے رہ جانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے سے پیچھے نہ رہا تھا سوا ایک بدر اور تبوک کے اور بدر کا غزوہ ایسا تھا کہ اس میں جو لوگ شریک نہ ہوئے تھے ان پر خدا و رسول نے کچھ ملامت نہیں فرمائی۔ کیونکہ حضور قریش کا قافلہ لوٹنے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں قریش سے مقابلہ کا موقع ہو گیا۔ اور میں نے مقام عقبہ میں حضور کی بیعت کی تھی جو مجھ کو بدر کی شرکت سے زیادہ بہتر معلوم ہوئی۔ اگرچہ بدر کا واقعہ لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔

اور اب جو میں تبوک کے غزوہ سے رہ گیا حالانکہ سب سامان میرے پاس تیار تھا اور جانے میں مجھ کو کچھ دقت نہ تھی یعنی کسی غزوہ میں جانے کے وقت دو اونٹ میرے پاس نہ تھے اور اس وقت موجود تھے مگر پھر بھی میں نہ گیا۔ اور حضور جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے لوگوں کو تیاری کا حکم دیتے تھے مگر یہ ظاہر نہ فرماتے تھے کہ کدھر کا قصد ہے اب جو آپ نے تبوک کا قصد کیا تو اس کو ظاہر فرما دیا۔ کیونکہ موسم نہایت گرمی کا اور دور و دراز کا تھا اور زبردست دشمن کا مقابلہ تھا۔ اور لوگ ان دنوں میں سایہ میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اس سبب سے حضور نے اس ارادہ کو ظاہر فرما دیا تاکہ مسلمان کثرت سے جمع ہوں۔ اور خوب تیاری کر لیں اور فضل الٰہی سے مسلمانوں کی تعداد بھی اس وقت اس قدر ہو گئی تھی جو کسی دفتر میں نہیں سما سکتی۔

کعب کہتے ہیں اس کثرت کے سبب سے بعض لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم نہ گئے۔ تو کسی کو ہمارے نہ جانے کی خبر بھی نہ ہوگی۔ بشرطیکہ قرآن کی آیت ہمارے متعلق نازل نہ ہو۔

پس جب حضور نے اس غزوہ کی تیاری کی میں بھی روز ارادہ کرتا تھا کہ تیاری کروں مگر کچھ نہ کرتا تھا یہاں تک کہ حضور مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے اور میں یونہی رہ گیا۔ کہ آج تیاری کرتا ہوں اور کل کرتا ہوں اور حضور کے جانے کے بعد بھی یہی خیال کرتا رہا کہ بس اب میں بھی روانہ ہو کر حضور سے جا ملوں گا۔ یہاں تک کہ حضور تبوک میں پہنچ بھی گئے اور حضور کے جانے کے بعد جو میں مدینہ میں پھرتا تو ایسے ہی لوگ رہ رہے مجھ کو دکھائی دیتے جو منافق تھے یا جانے سے معذور تھے۔

جب حضور تبوک میں پہنچے تو صحابہ سے آپ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں ہے۔ بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ عیش و آرام نے اس کو آنے سے روک دیا معاذ بن جبل نے اس شخص کو جواب دیا۔ کہ تم نے درست نہیں کہا۔ ہم نے کعب میں بجز بھلائی اور خیر کے کچھ برائی نہیں دیکھی حضور خاموش رہے۔

کعب بن مال کہتے ہیں جب مجھ کو خبر پہنچی کے حضور تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ تو میں اس

فکر میں ہوا کہ حضور سے کیا بہانہ کروں گا۔ اور کچھ جھوٹی باتیں بنانے کے واسطے سوچنے لگا اور اپنے گھر کے لوگوں سے بھی اس بات میں مشورہ کرتا تھا یہاں تک کہ جب مجھ کو خبر پہنچی کہ حضور تشریف لے آئے سارا جھوٹ خدا نے مجھ سے دور کر دیا۔ اور میں نے جان لیا کہ بس سچ بولنے میں نجات ہے میں سچ ہی حضور سے عرض کروں گا۔

حضور صبح کے وقت مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر لوگوں سے ملنے کے واسطے تشریف رکھتے۔ پھر گھر میں جاتے تھے۔ چنانچہ کعب بھی جو سفر سے آپ تشریف لائے تو دو رکعتیں پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور منافق جو حضور کے ساتھ نہیں گئے تھے خادئے اور قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے حضور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرتے تھے اور ان کے باطن کو خدا کے سپرد فرماتے تھے یہاں تک کہ میں بھی حاضر ہوا۔ اور میں نے سلام کیا۔ حضور نے تبسم فرمایا جیسے غصہ میں آدم تبسم کرتا ہے اور مجھ سے فرمایا۔ آؤ میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تم کیوں جہاد سے رہ گئے کیا تم نے اونٹ نہیں خریدا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی اگر میں کسی دنیادار کے پاس بیٹھا ہوتا۔ تو یہ خیال کر سکتا تھا کہ کچھ عذر کر کے اس کے غصہ سے بچ جاؤں گا۔ اور اگر حضور کی خدمت میں بھی کچھ جھوٹ بولوں تو شاید حضور راضی ہو جائیں مگر پھر خدا حضور کو میرے حال سے مطلع کر کے مجھ پر خفا کرا دے گا۔ اس سبب سے میں تو سچ ہی عرض کرتا ہوں۔ اور سچ ہی بولنے سے امید رکھتا ہوں۔ کہ خدا میر عقبی کو پاک کرے گا۔ اور نجات دے گا۔ قسم ہے خدا کی کچھ عذر نہ تھا۔ بلکہ اس وقت میرے واسطے بڑی آسانی اور سہولت تھی جو اور کسی وقت میسر نہیں ہوئی۔ اور پھر میں حضور کے ساتھ نہ جا سکا۔ حضور نے فرمایا ہاں تو نے سچ کہا۔ اچھا جا یہاں تک کہ خدا تیرے معاملہ میں فیصلہ فرمائے۔

کعب کہتے ہیں میں کھڑا ہوا۔ اور بنی سلمہ کے چند آدمی بھی میرے ساتھ تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے بھی کوئی گناہ کیا ہو گا تم اس بات سے عاجز تھے کہ حضور سے کوئی عذر بیان کر دیتے۔ اور حضور تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کرتے جیسے کہ اور لوگوں کے واسطے کی ہے۔ اور وہی دعا تمہارے گناہ کے واسطے کافی ہو جاتی۔

کعب کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس قدر مجھ سے یہ بات کہی۔ کہ آخر میں نے قصد کیا میں پھر حضور کی خدمت میں جا کر کچھ عذر کروں۔ اور دعا کراؤں۔ پھر میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی اور شخص بھی ایسا ہے جس نے یہی بات کہی ہو۔ جو میں نے حضور سے عرض کی ہے ان لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں انہوں بھی حضور سے یہی کہا ہے جو تم نے کہا۔ اور حضور نے بھی ان سے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا ایک مرارہ بن ربیع عمری اور ایک ہلال بن امیہ واقفی میں نے خیال

کیا کہ یہ دونوں آدمی بھی نیک ہیں۔ پھر میں خاموش ہو رہا اور حضور سے کچھ عرض نہ کیا۔

کعب کہتے ہیں حضور نے صحابہ کو ہم تینوں آدمیوں سے کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگ ہم سے پرہیز کرتے تھے اور میں ایسا دل تنگ تھا کہ کہیں اپنے واسطے ٹھکانا نہ پاتا تھا۔ اور میرے دونوں ساتھ تو اپنے گھر میں بیٹھ رہے تھے مگر میں نماز میں حضور کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ اور بازاروں میں بھی پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا جب میں حضور کی خدمت میں آتا اور سلام کرتا تو دیکھتا تھا۔ کہ حضور نے بھی جواب کے واسطے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں اور میں حضور کے پاس ہی نماز پڑھتا تھا۔ اور نظر پھرا کر دیکھتا تھا کہ حضور میری طرف دیکھتے ہیں یا نہیں۔ پس جب میں نماز میں ہوتا تو حضور میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ منہ پھیر لیتے۔

جب اسی طرح بہت روز گذر گئے۔ اور مسلمانوں نے مجھ سے بات نہ کی تو میں بہت پریشان ہوا۔ اور ابوقتادہ کے پاس گیا جو میرے چچازاد بھائی تھے اور سب سے زیادہ مجھ کو ان سے محبت تھی اور میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ میں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ابوقتادہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ کہا۔ جب بھی وہ خاموش رہے میں نے سہ بارہ کہا۔ تب انہوں نے اتنا کہا کہ خدا اور رسول کو خبر ہے۔ اس وقت میں رونے لگا۔

پھر میں صبح کو بازار میں آیا میں نے دیکھا۔ کہ ایک نبطی شخص شام کا رہنے والا لوگوں سے مجھ کو دریافت کر رہا تھا یہ شخص مدینہ میں تجارت کے واسطے آیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے اشارہ سے اس شخص کو مجھے بتلا دیا وہ شخص میرے پاس آیا۔ اور بادشاہ غسان کا خط جو حریر پر لکھا ہوا تھا مجھ کو دیا میں نے اس کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے تمہارے سردار نے تم پر ظلم کیا ہے اس واسطے مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

کعب کہتے ہیں اس خط کو پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میرے واسطے ایک فتنہ ہے مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں ایک مشرک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوں۔ پھر میں نے اس خط کو ایک بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ کعب کہتے ہیں اسی حالت میں جب چالیس راتیں ہم پر گذریں ایک شخص نے مجھ سے آ کر کہا کہ حضور تم کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو اور اپنے دونوں ساتھیوں سے بھی یہی کہہ دو میں نے اس شخص سے کہا کہ کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں اس شخص نے کہا نہیں یہ حضور نے نہیں فرمایا ہے فقط تم اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو۔ بس میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ۔ اور جب تک خدا ہمارے مقدمہ کو فیصل نہ کرے تم وہیں رہو۔

کعب کہتے ہیں ہلال بن امیہ کی بیوی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت بوڑھا شخص ہے۔ اور کوئی اس کی خدمت کرنے والا نہیں ہے۔ اگر حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں اس کی خدمت کر دیا کروں حضور نے فرمایا تم اس سے قربت نہ کرنا۔ عورت نے کہا حضور وہ بہت بوڑھا ہے کچھ حس و حرکت کی اس میں طاقت نہیں ہے۔ اور جب سے یہ واقعہ ہوا ہے وہ ہر روز اس قدر روتا ہے کہ مجھ کو اس کے نابینا ہو جانے کا اندیشہ ہے حضور نے اس عورت کو اجازت دے دی۔

کعب کہتے ہیں میرے بعض گھر والوں نے بھی مجھ سے کہا کہ تم بھی حضور سے اپنی بیوی کے واسطے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں ہرگز ایسی اجازت نہیں لے سکتا۔ اور میں نہیں جانتا کہ حضور اس بات کا مجھ کو کیا جواب دیں۔ جس کو حضور نے اجازت دی ہے وہ بوڑھا آدمی ہے اور میں جوان آدمی ہوں۔ میں کیونکر اجازت لوں۔

کعب کہتے ہیں جب اسی طرح پچاس راتیں ہم پر پوری ہوئی۔ تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ کو ایک شخص کی آواز آئی۔ جس نے پکار کر کہا اے کعب تم کو مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا۔ اور سمجھ گیا کہ اب کشادگی میرے واسطے ہوگئی۔

کعب کہتے ہیں۔ اس روز صبح کی نماز پڑھتے ہی حضور نے لوگوں کو ہماری توبہ کی قبولیت سے خبردار کر دیا تھا۔ اور لوگ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کی خوشخبری دینے آتے تھے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر خوشخبری دینے میرے پاس آیا۔ اور ایک نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز کے ساتھ مجھ کو مبارک باد دی اور اس کی آواز مجھ کو سوار کے آنے سے پہلے پہنچ گئی۔ اور جس شخص نے پہلے مجھ کو خوشخبری سنائی تھی اس کو میں نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے ہوئے تھا بخش دئے حالانکہ اس وقت میرے پاس اور کپڑے بھی نہ تھے ایک شخص سے عاریۃً مانگ کر اور کپڑے پہنے حضور کی خدمت میں روانہ ہوا جو لوگ ملتے تھے وہ مبارک باد دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں حضور کی خدمت میں پہنچا۔ آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ آپ کے گرداگرد بیٹھے تھے طلحہ بن عبداللہ مجھ کو دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے۔ اور مبارک باد دینے لگے اور قسم ہے خدا کی مہاجرین میں سے اور کوئی شخص میری طرف طلحہ کے سوا کھڑا نہیں ہوا۔ اور کعب طلحہ کی اس محبت کا ہمیشہ ذکر کرتے تھے اور کبھی اس کو نہیں بھولے تھے۔

کعب کہتے ہیں جب میں نے حضور کو سلام کیا تو حضور نے فرمایا خوش ہو جاؤ۔ کہ ایسا خوشی کا دن جس سے تم پیدا ہوئے تمہارے واسطے نہ ہوا گا۔ اور حضور کا چہرہ مبارک اس وقت مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن و منور تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خوشی میرے واسطے آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے

فرمایا۔خدا کی طرف سے کہتے ہیں خوشی کی حالت میں حضور کا چہرہ اسی طرح روشن ہو جاتا تھا۔اور ہم سمجھ جاتے تھے کہ اس وقت حضور خوش ہیں۔پھر جب میں حضور کے پاس بیٹھا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ خدا نے میری توبہ قبول کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے مال میں سے کچھ صدقہ نکال کر خدا اور رسول اللہ کی خدمت میں پیش کروں۔حضور نے فرمایا تم اپنا مال اپنے ہی پاس رہنے دو یہی تمہارے واسطے بہتر ہے۔میں نے عرض کیا حضور خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ میں رہنے دیتا ہوں۔اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ خدا نے مجھ کو سچ بولنے کے سبب سے نجات دی ہے اب میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا۔

کعب کہتے ہیں جس وقت سے میں نے حضور کے سامنے سچ بولنے پر عہد کیا تھا پھر کبھی جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا۔ہمیشہ وہ عہد مجھ کو یاد آجاتا تھا۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کی توبہ قبول ہونے کے بارہ میں میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی.

﴿ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ﴾

''آخر تک۔ بیشک توبہ قبول کر لی خدا نے نبی کی کہ انہوں نے منافقوں کو پیچھے رہنے کا حکم دے دیا تھا۔اور توبہ قبول کی مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے رسول کی اطاعت کی تنگی کے وقت میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل پھر جائیں جہاد سے۔پھر خدا نے ان کی توبہ قوبل کی بیشک وہ ان کے ساتھ مہربان رحم والا ہے۔اور ان تینوں شخصوں کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے رہ گئے تھے''۔

کعب کہتے ہیں پس اسلام لانے کے بعد خدا نے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت مجھ پر نہیں کی۔کہ جس روز میں نے حضور کی خدمت میں سچ بولا اور منافقوں کی طرح سے جھوٹ نہ بولا اور نہ جیسے وہ اور منافقوں کی حالت میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴾

''اے مومنوں جب تم منافقوں کی طرف واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھائیں گے۔تاکہ تم ان سے روگردانی کرو۔پس مت ان سے منہ پھیر لو بیشک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔سزا ان اعمال کی جو وہ کماتے اور کسب کرتے تھے۔تمہارے سامنے

اس واسطے قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تم ان سے راضی ہو۔ پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو خدا ایسے فاسق بدکاروں سے راضی نہیں ہوتا''۔

کعب کہتے ہیں ہم تینوں آدمی منجانب اللہ اس جہاد سے پیچھے رکھے گئے تھے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے''وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا''اور اسی سبب سے حضور نے ہمارے متعلق حکم الٰہی کا انتظار کیا بخلاف منافقین کے کہ حضور نے ان کی قسموں اور عذروں کو سن کر کچھ نہ فرمایا۔ پس اس آیت میں خدا نے ہمارے پیچھے رہنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خود ہم کو پیچھے رکھنے اور پھر ہماری توبہ قبول فرمانے کا ذکر کیا ہے۔

ماہ مبارک رمضان ۹ھ میں ثقیف کے وفد کا آنا اور اسلام قبول کرنا

حضور تبوک سے واپس ہو کر رمضان کے مہینہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور اسی مہینہ میں بنی ثقیف کا وفد خدمت شریف میں حاضر ہوا۔

اصل اس واقع کی اس طرح ہے کہ جب حضور طائف سے واپس آ رہے تھے تو راستہ میں عروہ بن سعود ثقفی آپ کو ملے یہ طائف کو جا رہے تھے حضور سے مل کر انہوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنی قوم بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت کروں۔ حضور جو اس قوم کی سختی اور کفر پر مضبوطی ملاحظہ کر چکے تھے فرمانے لگے کہ وہ لوگ تم سے لڑیں گے عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان لوگوں کو ان کی آنکھوں سے زیادہ پیارا ہوں۔ اور واقعی یہ اپنی قوم میں ہر دل عزیز تھے حضور خاموش ہو رہے۔ اور عروہ نے اپنی قوم ثقیف میں پہنچ کر دعوت اسلام شروع کی۔ اور اپنا مذہب بھی ظاہر کر دیا۔ قوم نے چاروں طرف سے ان پر تیر مارے۔ چنانچہ یہ شہید ہو گئے بنی مالک یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی سالم کے ایک شخص اوس بن عوف نے قتل کیا ہے۔ اور احلاف یہ کہنے لگے کہ عروہ کو وہب بن جابر بنی عتاب بن مالک کے ایک شخص نے قتل کیا ہے۔ آخر عروہ سے ابھی ان میں کچھ جان باقی تھی دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جیسے کہ حضور کے صحابہ شہید ہوئے ہیں۔ ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرو۔ اور جہاں وہ لوگ دفن ہیں وہیں مجھ کو بھی دفن کر دینا۔ چنانچہ ان کی قوم نے ایسا ہی کیا۔

راوی کہتا ہے۔ حضور نے جب عروہ کی شہادت کی خبر سنی فرمایا عروہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا قرآن شریف کی سورۂ یٰسین میں خداوند تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

عروہ کو شہید کرنے کے کئی مہینہ بعد تک بنی ثقیف خاموش بیٹھے رہے پھر انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ کہ ہمارے چاروں طرف کے عرب مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ہم میں حضور سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ عمرو بن امیہ علاجی اور عبد یالیل بن عمرو میں کسی رنج کے سبب سے ترک ملاقات تھی۔ پس ایک روز عمرو بن امیہ عبد یالیل کے مکان پر گیا۔ اور ایک شخص کو اس کے بلانے کے واسطے بھیجا۔ اس شخص نے عبد یالیل سے کہا کہ عمرو بن امیہ تم کو بلاتا ہے باہر آؤ عبد یالیل نے کہا کیا عمرو بن امیہ نے تجھ کو بھیجا ہے اس نے کہا ہاں دیکھ یہ کھڑا ہوا ہے۔ عبد یالیل نے کہا مجھ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ عمرو بن امیہ میرے گھر پر آئے گا۔ پھر جب یہ باہر نکلا تو عمرو بن امیہ سے اچھی طرح ملا اور مزاج پرسی کی۔ عمرو نے کہا تم جانتے ہو کہ آج کل ہم سب جس مخمصہ میں گرفتار ہیں۔ اس وقت میں ہم کو تم کو جدا رہنا مناسب نہیں ہے باہم مل کر کچھ مشورہ کرو۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ محمد کی طاقت دن بدن ترقی پر ہے۔ تمام عرب نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور ہم کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ عمرو کے اس کہنے سے بنی ثقیف مشورہ پر آمادہ ہوئے۔ اور یہ صلاح قرار پائی۔ کہ ایک شخص کو حضور کی خدمت میں روانہ کریں جیسے پہلے عروہ بن مسعود کو روانہ کیا تھا اور عبد یالیل سے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ عبد یالیل عروہ کا واقعہ دیکھ چکے تھے جانے سے انکار کرنے لگے۔ کیونکہ جب یہ واپس آتے تو پھر ثقیف عروہ کی طرح سے ان کو بھی قتل کر دیتے۔ آخر یہ رائے قرار پائی کہ عبد یالیل کے ساتھ دو آدمی احلاف سے اور تین بنی مالک سے یہ سب چھ آدمی یہاں سے حضور کی خدمت میں روانہ ہوں۔ چنانچہ عبد یالیل کے ساتھ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور بنی مالک سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دہمان۔ اور اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ۔ پس عبد یالیل ان لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ اور یہی اس وقت کے سردار تھے اور ان لوگوں کو ساتھ لے کر اسی سبب سے آئے تھے تا کہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہونے سے ہر قوم اپنے آدمی کی پاسداری کرے گی۔

پس یہ لوگ مدینہ سے قریب پہنچے تو مغیرہ بن شعبہ نے ان کو دیکھا۔ اور مغیرہ کا وہ دن حضور کے اونٹوں کے چرانے کی باری کا تھا۔ کیونکہ صحابہ حضور کے اونٹوں کو نوبت بنوبت چرایا کرتے تھے۔ جب مغیرہ نے ان لوگوں کو دیکھا۔ اونٹ ان کے پاس چھوڑ کے خود حضور کی خدمت میں ان کے آنے کی خبر کرنے کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت ابوبکر ملے ان سے ان لوگوں کے آنے کا حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم یہیں ٹھہر جاؤ۔ میں ان کے آنے کا حال تم سے پہلے جا کر حضور سے عرض کر آؤں مغیرہ ٹھہر گئے اور ابوبکر نے حضور سے جا کر عرض کیا۔ کہ بنی ثقیف کا وفد مسلمان ہو کر آیا ہے اور وہ کچھ شرائط بھی حضور سے اپنی قوم کے واسطے منظور کرانی اور لکھوانی چاہتے ہیں۔ مغیرہ بنی ثقیف کے پاس چلے آئے۔ اور ان کو تعلیم کیا۔ کہ جب حضور کی خدمت میں جاؤ تو اسی طرح سے سلام کرنا۔ اور اس طریقہ سے داخل ہونا اور گفتگو کرنا۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں مغیرہ کی تعلیم نے کچھ اثر نہ کیا۔ جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسی جاہلیت کے طریقہ سے

سلام ادا کیا۔ اور حضور نے مسجد کے ایک گوشہ میں ان کے واسطے جگہ مقرر فرمائی۔ خالد بن سعید بن عاص حضور کے اور ان کے درمیان میں گفتگو کرتے تھے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہوا خالد ہی نے اپنے ہاتھ سے اس کو لکھا اور اس عہد نامہ کے مکمل ہونے سے پہلے جو کھانا حضور کے ہاں سے ان کے واسطے آتا تو یہ لوگ بغیر خالد کے کھلائے نہ کھاتے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہو گیا۔ اور ان لوگوں نے مسلمان ہو کر حضور کی بیعت کی۔ اس عہد نامہ کی شرائط میں سے ایک یہ شرط بھی انہوں نے پیش کی تھی۔ کہ بڑا بتخانہ جس میں لات کا بت تھا اس کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے حضور نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا پھر انہوں نے ایک سال تک کہا۔ حضور نے اس کو بھی منظور نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ مدت کرتے کرتے یہ ایک مہینہ پر آ گئے۔ اس پر بھی حضور نے انکار کیا اور کسی مدت مقرر تک اس کے چھوڑنے کا اقرار نہ فرمایا۔ اور اس درخواست سے ان لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ فوراً بتخانہ کے منہدم کرنے سے ان کی قوم کے جاہل لوگ اور عورتیں بگڑ جائیں گے اور اگر چند روز بعد اس کو منہدم کریں گے تو اس عرصہ میں وہ لوگ کچھ کچھ اصلاح پر آ جائیں گے۔ مگر حضور نے اس شرط کو بالکل منظور نہیں کیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب کو ان لوگوں کے ساتھ جا کر اس بت خانہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اور ایک شرط ان لوگوں نے یہ بھی پیش کی تھی کہ نماز سے ہم کو معافی دی جائے۔ اور ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑیں گے۔ حضور نے فرمایا خیر بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھ سے توڑنے سے تو ہم معافی دیتے ہیں۔ مگر اس دین میں کچھ خیر نہیں ہے۔ جس میں نماز نہ ہو اس سے ہم معافی نہیں دے سکتے۔

راوی کہتا ہے جب حضور نے عہد نامہ ان کو لکھ دیا اور یہ مسلمان ہو گئے۔ عثمان بن ابی العاص کو حضور نے ان کا سردار مقرر فرمایا حالانکہ عثمان ان سب میں نو عمر تھے۔ مگر ان کو علم دین اور قرآن شریف کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اور حاصل کر بھی لیا تھا۔ حضرت ابوبکر نے حضور سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس لڑکے کو میں علم دین کے حاصل کرنے اور قرآن کے سیکھنے میں بڑا حریص پاتا ہوں۔ اسی سبب سے حضور نے ان کو سردار بنایا۔

اسی وفد کے ایک شخص سے روایت ہے کہتے ہیں جب ہم مسلمان ہو گئے تو رمضان کے باقی مہینہ کے ہم نے بھی حضور کے ساتھ روزے رکھے۔ اور بلال افطار اور سحری کے وقت ہمارے واسطے حضور کے ہاں سے کھانا لا کر ہم کو کھلاتے تھے۔ پس بلال افطار کے وقت آتے اور ہم سے کہتے کہ روزہ کھول لو ہم کہتے کہ ابھی تو سورج اچھی طرح غروب نہیں ہوا۔ بلال کہتے میں حضور کو روزہ افطار کرا کے آیا ہوں اور بلال ایک نوالہ کھاتے پس ہم بھی افطار کرتے اور ایسے ہی سحری کے وقت جب بلال آتے تو ہم کہتے کہ اب تو فجر طلوع ہو گئی۔ بلالؓ کہتے میں حضور کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ پس ہم لوگ بھی اسی وقت سحری کھاتے۔ عثمان بن ابی العاصؓ کہتے ہیں جب حضور نے مجھ کو بنی ثقیف کا سردار بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ اے عثمان نماز بہت مختصر پڑھایا کرنا کیونکہ

مقتدی بوڑھے اور بیمار اور کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور نے ان لوگوں کو واپس ان کے شہر کی طرف رخصت کیا۔ تو ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی بت خانہ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ طائف میں پہنچے۔ تو مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم آگے چلو۔ ابوسفیان نے انکار کیا آخر کدال لے کر بت خانہ پر چڑھے اور اس کو ڈھانا شروع کیا۔ اور مغیرہ کی قوم بنی معتب ان کے گرد آ کر کھڑے ہو گئے تا کہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کو تیر نہ ماریں اور ابوسفیان ذی ہرم میں جہاں اس کا مال تھا چلا گیا۔ پھر آ کر مغیرہ بت خانہ کے منہدم کرنے میں شریک ہوا۔ بنی ثقیف کی عورتیں بت خانہ کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ کر روتی اور چلاتی تھیں مغیرہ نے تمام زیور اور سونا جو اس بت خانہ میں تھا ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔

جب عروہ کو بنی ثقیف نے شہید کیا ہے تو ابوالملیح بن عروہ اور قارب بن اسود عروہ کے بھتیجے یہ دونوں ثقیف کے وفد کے آنے سے پہلے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ ہم اب ثقیف سے کبھی نہ ملیں گے حضور نے فرمایا تم جس سے چاہو محبت کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو خدا اور رسول سے محبت کرتے ہیں۔ اور انہیں کو اپنا دلی بناتے ہیں حضور نے فرمایا۔ ابوسفیان بھی تو تمہارے ماموں ہیں انہوں نے عرض کیا حضور ہاں ہمارے ماموں ہیں اب جو حضور نے مغیرہ اور ابوسفیان کو بت خانہ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ تو ابوالملیح بن عروہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے باپ عروہ کے ذمہ میں قرض ہے۔ اگر حضور حکم دیں تو اس بت خانہ کے مال سے وہ قرضہ ادا کر دیا جائے حضور نے فرمایا اچھی بات ہے قارب بن اسود نے عرض کیا یارسول اللہ حضور میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں حضور نے فرمایا وہ تو مشرک مرا تھا۔ قارب نے عرض کیا حضور مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنی میرے ساتھ کیونکہ اب تو وہ قرض مجھ کو دینا ہے۔ اور میں ہی اس کا دین دار ہوں۔ پس حضور نے ابوسفیان کو حکم کیا کہ عروہ اور اسود کا قرض بت خانہ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ جب مغیرہ نے سب مال بت خانہ کا جمع کیا۔ تو ابوسفیان سے کہا حضور نے تجھ کو حکم فرمایا ہے کہ عروہ اور اسود کا قرض اس مال سے ادا کر دے۔ ابوسفیان نے ان کے قرض ادا کر دئے۔

حضور نے جو عہد نامہ بنی ثقیف کو لکھ کر دیا تھا اس کا مضمون یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول کا خدا کی طرف سے مومنوں کے واسطے یہاں کی گھاس اور لکڑی نہ کاٹی جائے اور نہ یہاں کے جانور کا شکار کیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہوا پایا جائے گا اس کو

کوڑے لگیں گے اور کپڑے اتار لئے جائیں گے اور اگر اور زیادہ زیادتی کرے گا۔ تب وہ گرفتار کر کے محمد رسول خدا کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔ یہ حکم محمد نبی رسول خدا کا ہے۔ اور انہیں کے حکم سے اس فرمان کو خالد بن سعید نے لکھا ہے۔ پس ہر شخص پر لازم ہے۔ کہ اس فرمان کے خلاف نہ کرے ورنہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ یہ حکم محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کا ۹ھ میں مسلمان کے ساتھ حج کرنا اور حضرت علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی طرف سے برات کا حکم دینے کے واسطے مخصوص کرنا اور سورۂ برأت کی تفسیر

ابن اسحق کہتے ہیں حضور رمضان اور شوال اور ذیقعد مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر کو ذیقعدہ میں مسلمانوں کا امیر بنا کر حج کے واسطے روانہ فرمایا۔ اور اسی وقت سورۂ براۃ اس عہد کے شکست کرنے کے واسطے نازل ہوئی جو حضور اور مشرکوں کے درمیان میں تھا کہ کوئی خانہ کعبہ میں آنے سے روکا نہ جائے اور نہ اشہر حرم میں کوئی کسی سے خوف کرے یہ عہد عام طور پر سب لوگوں سے تھا اور ہر قبیلہ سے اس عہد کی مدت مقرر تھی۔ اور سورۂ براۃ میں ان منافقوں کا بھی ذکر ہے جو غزوۂ تبوک میں حضور کے ساتھ نہ گئے تھے بعض کا ان میں سے نام بتایا گیا ہے اور بعض کا نام نہیں لیا گیا۔ چنانچہ فرماتا ہے

﴿ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾

''بیزاری ہے خدا اور رسول سے ان مشرکوں کی طرف جن سے تم نے عہد کیا پس اے مشرکو! تم کو اجازت ہے کہ چار مہینہ تم زمین میں چلو پھرو اور تم جان لو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے ہو۔ اور خدا بیشک کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔ اور خدا اور رسول کی طرف سے حج اکبر کے روز اعلان ہے کہ خدا اور اس کے رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ پس اے مشرکو اگر تم توبہ کر کے مسلمان ہو گئے تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اور اگر تم روگردانی کرو گے۔ پس جان لو کہ تم خدا کا کچھ نہیں کر

سکتے ہو اور اے رسول تم کافروں کو دردناک عذاب کی خوش خبری دو''۔

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا اور پھر ان مشرکوں نے تمہارے عہد میں کچھ خامی نہیں کی۔ اور نہ تمہارے دشمنوں کی تمہارے مقابلہ میں امداد کی۔ پس تم بھی ان کے عہد کو جس مدت تک بندھا ہوا ہے پورا کرو۔ بیشک خدا پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جب حرام مہینے گذر جائیں۔ پس مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور ان کو پکڑو اور قید کرو۔ اور بلکہ ان کی گھات میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں۔ پس قید سے ان کو چھوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

﴿ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَاللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ عِنْدَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴾

''ترجمہ۔ اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو تاکہ سنے وہ کلام خدا کا پھر اس کو اس کی جائے امن میں پہنچا دو۔ یہ اس سبب سے کہ وہ بے علم لوگ ہیں۔ مشرکوں کے واسطے خدا اور رسول کے پاس کیسے عہد ہو سکتا ہے بلکہ ان مشرکوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے اندر عہد کیا۔ پس جب تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں۔ تم بھی قائم رہو۔ بیشک خدا پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے''۔

﴿ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾

''مشرکوں کے واسطے کیسے عہد ہو سکتا ہے حالانکہ اگر وہ تم پر غالب ہوں۔ تو تمہارے مقدمہ میں نہ قرابت کو خیال رکھیں گے نہ وفاء عہد کو تم کو اپنی زبانی باتوں سے خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے دل ان باتوں کے خلاف ہیں جو وہ مونہوں سے بکتے ہیں۔ اور زیادہ تر ان میں سے فاسق

ہیں۔ آیات خداوندی کو انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر فروخت کر دیا ہے پھر اس کے راستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں برے ہیں وہ اعمال جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ مومنوں کے متعلق نہ یہ قرابت کا خیال کرتے ہیں نہ وفاء عہد کا اور یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ پس اگر یہ توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں پس تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اور ہم آیتوں کو تفصیل وار اہل علم کے واسطے بیان کرتے ہیں''۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر کے حج کے واسطے جانے کے بعد سورۂ برأت حضور پر نازل ہوئی۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ابوبکر کو کہلا بھیجیں کہ وہ لوگوں کے حج کے روز اس کا اعلان کر دیں۔ حضور نے فرمایا یہ کام میرے اہل بیت ہی میں سے ایک شخص کرے گا۔ اور پھر آپ نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا۔ کہ تم جاؤ اور حج میں قربانی کے روز جس وقت سب لوگ منی میں جمع ہوں سورۂ برأت کے شروع کی آیات سب کو پڑھ کر سنا دو۔ اور اعلان کر دو کہ جنت میں کافر نہ داخل ہوگا۔ اور آئندہ سال سے مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔ اور جس شخص کے پاس حضور کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ عہد اس مدت تک برقرار ہے۔

پس حضرت علی بہ عہدہ خاص حضور کی سانڈنی پر جس کا نام عضباء تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ اور راستہ ہی میں ابوبکر سے جا ملے جب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دیکھا تو فرمایا کہ آپ امیر ہو کر آئے ہیں یا مامور ہو کر حضرت علی نے فرمایا میں مامور ہوں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔

حضرت ابوبکر نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور تمام قبائل عرب اپنی اپنی انہیں جگہوں پر اترے ہوئے تھے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اترتے تھے جب قربانی کا روز ہوا تو حضرت علی نے لوگوں کو جمع کر کے حضور کے فرمان کا اعلان کیا اور فرمایا اے لوگو جنت میں کافر نہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد سے مشرک کعبہ کا حج کرنے پائے گا نہ برہنہ ہو کر کوئی شخص کعبہ کا حج کر سکے گا۔ اور جس شخص کے پاس حضور کے عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ اس مدت تک پورا کیا جائے گا۔ اور آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت ہے تا کہ سب اپنے اپنے شہروں میں پہنچ جائیں۔ پھر کسی مشرک کے واسطے عہد اور ذمہ داری نہیں ہے سوا ان لوگوں کے جن سے حضور کا مدت معینہ تک عہد ہے۔ پس وہ عہد اس مدت تک رہے گا۔ پس اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔ اس کے بعد حضرت علی اور حضرت ابوبکر حضور کی خدمت میں واپس چلے آئے۔

ابن اسحق کہتے ہیں۔ پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کو چار مہینہ گذرنے کے بعد جو مشرکین سے اپنے

گھروں میں پہنچنے اور ساز و سامان کے درست کرنے کے واسطے مدت مقرر کی تھی۔ ان لوگوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ جنہوں نے حضور کے خاص عہد کو توڑ دیا تھا جو تمام عہد میں شامل تھے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

﴿ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾

''اے مسلمانو۔ تم ان لوگوں کو کیوں نہیں قتل کرتے ہو۔ جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا۔ اور رسول کو شہر بدر کرنے کا قصد کیا۔ اور انہوں ہی نے تم سے جنگ کی ابتدا کی۔ کیا تم ان سے خوف کرتے ہو۔ پس اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے خوف کرو۔ اگر تم مومن ہو۔ ان مشرکوں کو قتل کرو۔ خدا ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب کرے گا۔ و ذلیل کرے گا۔ اور تم کو ان پر غالب فرمائے گا۔ اور مسلمانوں کے سینوں کو آرام دے گا اور ان کے دلوں کے غصہ کو دور فرمائے گا اور جس کو چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا۔ اور اللہ علم اور حکمت والا ہے''۔

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''اے مسلمانوں کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ تم یونہی چھوڑے جاؤ گے۔ حالانکہ نہیں جانا خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو جنہوں نے سوا خدا اور رسول اور مومنوں کے کسی کو ولی دوست نہیں بنایا۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خبر دار ہے''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے اس قول کی بابت ذکر فرمایا ہے جو وہ اپنی تعریف میں کہتے تھے۔ کہ ہم اہل حرم ہیں۔ ہم حاجیوں کو پانی زمزم کا پلاتے ہیں۔ اور بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ پس ہم سے افضل کوئی نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾

''بیشک خدا کی مسجدیں وہ شخص تعمیر کرتا ہے جو خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے اور سوا خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت

پانے والے ہوں گے۔ اے مشرکین کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد حرام کے تعمیر کرنے کو اس شخص کے برابر سمجھ لیا ہے جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے۔ اور راہ خدا میں اس نے جہاد کیا ہے۔ خدا کے نزدیک یہ برابر نہیں ہیں۔ ایمان لانے والے کا بڑا مرتبہ ہے''۔

﴿ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾

''بیشک مشرکین ناپاک ہیں۔ پس اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جانے پائیں اور اگر تم اے مسلمانو مشرکوں کی آمد بند ہونے سے فقر و فاقہ کا خوف کرو تو خدا تم کو عنقریب اپنے فضل سے اگر چاہے گا۔ تو نگر کر دے گا بیشک خدا علم و حکمت والا ہے''۔

﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ ﴾

''اے مسلمانو! ان لوگوں کو قتل کرو جو خدا پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں۔ جو خدا اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ حق کا دین رکھتے ہیں اہل کتاب میں سے یہاں تک کہ یہ ذلیل ہو کر جزیہ دینا قبول کریں''۔

پھر خداوند تعالیٰ نے اہل کتاب کے شر و فریب کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾

''یہودیوں کے بہت سے عالم اور زاہد لوگوں کے مال حرام طریقہ سے کھاتے ہیں اور (غریب جاہل) لوگوں کو خدا کے راستہ یعنی اسلام قبول کرنے سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونے اور چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں۔ اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں۔ پس اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری دو''۔

پھر نسئی کا ذکر فرمایا ہے جو اہل عرب نے ایک بدعت ایجاد کی تھی یعنی جو مہینے خدا نے حرام مقرر کئے ہیں۔ ان کو وہ حلال کر کے ان کے بدلہ اور مہینوں کو حرام کر لیتے تھے۔

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ﴾

''یعنی بیشک مہینوں کی تعداد خدا کے نزدیک بارہ ہے کتاب الٰہی میں جس دن سے کہ اس نے

آسمان وزمین کو پیدا کیا۔ چار مہینے ان بارہ میں سے حرام ہیں۔ پس ان حرام مہینوں میں تم اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا یعنی مشرکین کی طرح سے تم بھی ان کو حلال کرلو''۔

﴿ اِنَّمَا النَّسِیْٓئُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِئُوْا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ زُیِّنَ لَھُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِھِمْ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ﴾

''بیشک نسی کا فعل کفر میں زیادتی ہے گمراہ کئے جاتے ہیں اس کے ساتھ کافر کہ ایک سال اس کو حرام کرتے ہیں اور ایک سال حلال کرتے ہیں تاکہ خدا کے حرام کئے ہوئے مہینوں کا شمار پورا کردیں۔ پھر خدا کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کرلیں زینت دیئے گئے ہیں ان کے واسطے ان کے برے اعمال اور خدا کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ہے''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک میں مسلمانوں کے سست اور کاہل ہونے اور رومیوں کی جنگ کو بھاری سمجھنے اور منافقین کے نفاق کا بیان فرمایا ہے جبکہ حضور نے ان کو جہاد کی طرف بلایا

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ﴾

''اے ایمان والو تم کو کیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا میں چلو تم بھاری ہو جاتے ہو طرف زمین کے''۔

سے اس آیت تک یہی قصہ بیان کیا ہے:

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ ﴾

''اگر تم رسول کی مدد نہ کروگے تو بیشک خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ دو آدمی تھے غار میں کوہ ثور کے''۔

پھر منافقوں کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ لَوْ کَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّا تَّبَعُوْکَ وَلٰکِنْ بَعُدَتْ عَلَیْھِمُ الشُّقَّۃُ وَ سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَکُمْ یُھْلِکُوْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْکٰذِبِیْنَ ﴾

''اگر ہوتا مال دنیا کا نزدیک اور سفر آسان تو ضرور منافق تمہارے ساتھ جاتے مگر دراز ہوئی ان پر مشقت راہ کی اور عنقریب خدا کی قسمیں کھادیں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ مگر کیا کریں ہم مجبور تھے یہ لوگ اپنے نفسوں کو جھوٹی قسمیں کھا کر ہلاک کرتے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں۔ اے رسول خدا نے تم کو معاف کردیا کہ تم نے ان کو

بیٹھے رہنے کی اجازت دی اس بات سے پہلے کہ ان میں سے سچے اور جھوٹے تم کو معلوم ہوتے۔ (اور یہی منافقوں کا بیان اس آیت تک ہے)''۔

﴿ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا اَوْضَعُوْا خِلَالَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ﴾

''اے مسلمانو اگر یہ منافق تمہارے ساتھ جنگ میں جاتے بھی تو نہ زیادہ کرتے تم کو مگر رسوائی اور مکہ میں۔ اور دوڑتے تمہارے درمیان چغل خوری کے ساتھ اور ڈھونڈتے تمہارے درمیان میں فتنہ اور فساد اور تم میں بہت سے لوگ ان کے مخبر ہیں جو ان کو خبریں پہنچاتے ہیں۔ اور خدا ظالموں کا علم رکھتا ہے''۔

اس سے منافقوں نے احد کی جنگ میں فتنہ ڈھونڈا تھا۔ اور تمہارے کاموں کو پھیرنا چاہا تھا یہاں تک کہ آ گیا حق اور خدا کا حکم ظاہر ہوا۔ حالانکہ وہ اس کے ظہور کو برا سمجھتے۔ اور بعض ان میں سے وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو بیٹھے رہنے کی اجازت دو اور فتنہ میں نہ ڈالو۔ خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں''۔

پھر یہی قصہ اس آیت تک بیان فرمایا ہے:

﴿ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴾

''اگر یہ منافق پادیں کوئی جائے پناہ قلعہ یا پہاڑ کی چوٹی یا غار وغیرہ سے تو اس میں گھس جائیں سرکسی اور شتابی کرتے ہوئے اور بعض ان منافقوں میں سے وہ شخص ہیں جو اے رسول تم کو صدقوں کا مال بانٹنے میں عیب لگاتے ہیں۔ پس اگر اس میں سے دیئے گئے تو راضی ہوتے ہیں اور اگر نہیں دیئے گئے تو ناراض ہوتے ہیں''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ صدقات کن لوگوں کے واسطے ہیں

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾

''بیشک صدقوں کا مال فقیروں مسکینوں اور ان کے وصول کرنے والوں اور مؤلفۃ قلوب اور غلام کے آزاد کرنے اور قرض داروں اور راہ خدا میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے واسطے ہے۔ فرض ہے یہ خدا کا اور خدا علم والا حکم والا ہے''۔

پھر منافقوں کے حضور کو ایذا اور تکلیف پہنچانے کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

''اور بعض منافق وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کان سننے والا ہے جو کچھ کہو سن لیتا ہے کہہ دو کہ کان سننے والا بہتر ہے واسطے تمہارے ایمان والوں کے واسطے تم میں سے اور جو لوگ رسول خدا کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے واسطے دردناک عذاب ہے''۔

﴿ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴾

''تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تم کو راضی کریں اور خدا اور رسول اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ لوگ ان کو راضی کریں اگر یہ مومن ہیں''۔

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾

''اگر تم ان سے پوچھو تو وہ کہیں گے کہ ہم باتیں کرتے اور کھیلتے تھے کہہ دو کیا خدا اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے ہو''۔

یہ بات ودیعہ بن ثابت عوفی نے کہی تھی۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴾

''اے نبی تم کفار اور منافقین پر جہاد کرو۔ اور ان پر سختی کرو۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور برا ٹھکانا ہے''۔

اور جلاس بن سوید بن صامت نے حضور کی شان میں بے ادبی کی تھی۔ اور عمیر بن اسود نے اس کی خبر حضور کو پہنچائی۔ حضور نے جلاس کو بلا کر دریافت کیا۔ جلاس نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کچھ نہیں کہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی ''يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا الخ'' جلاس نے اس کے بعد توبہ کی اور پکے مسلمان ہوئے۔

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾

''اور بعض ان میں سے وہ شخص ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر خدا اپنے فضل سے ہم کو دے گا تو ہم صدقہ دیں گے اور نیکوں میں سے ہو جائیں گے''۔

یہ ثعلب بن حاطب اور معتب بن قشیر بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ پھر خداوند تعالیٰ نے فرمایا

﴿ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

''وہ منافق جو عیب کرتے ہیں دل سے راہ خدا میں صدقہ دینے والے مومنوں یعنی عبد الرحمن اور

عاصم کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے مال برباد کر دیا اور عیب کرتے ہیں ان مومنوں کو جو نہیں پاتے ہیں
مگر اپنی مشقت کا پیدا کیا ہوا مثل ابو عقیل کے پس مسخری کرتے ہیں منافق ان سے مسخری۔
کرے گا خدا ان سے اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے''۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضور نے غزوۂ تبوک کے واسطے لوگوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی تو عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار درہم دیئے اور عاصم بن عدی نے سو وسق کھجوریں لا کر ڈھیر کر دیں۔ منافقوں نے ان کی اس فراغ دلی کو دیکھ کر کہا کہ یہ صدقہ ان لوگوں نے ریا اور دکھاوے کے واسطے دیا ہے۔ اور ابو عقیل نے جو ایک غریب آدمی تھے ایک صاع کھجوروں کی خدا کو کیا ضرورت ہے اسے ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور ایک منافق نے دوسرے کی طرف آنکھ سے اشارہ کر کے مضحکہ اڑایا۔

پھر جب حضور تبوک کی طرف جانے کو تیار ہوئے تو منافقوں نے مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا۔ کہ میاں اس سخت گرمی کے موسم میں جہاد کر کے کیا کرو گے

﴿ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَّوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴾

''(آخر قصہ تک۔) یعنی منافق کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ جاؤ اے رسول کہہ دو کہ جہنم کی آگ
بڑی سخت گرم ہے اگر وہ سمجھ رکھتے ہیں''۔

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہتے ہیں جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا۔ حضور کو اس کے جنازہ کی نماز پڑھانے بلایا گیا۔ حضور تشریف لے گئے۔ اور جب آپ نماز کے واسطے کھڑے ہوئے۔ تو میں آپ کے سامنے آن کر کھڑا ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول آپ اس دشمن خدا عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز پڑھاتے ہیں۔ جس نے فلاں روز یہ کہا تھا اور فلاں روز یہ کہا تھا سارے واقعات میں اس کے بیان کرنے لگا۔ اور حضور تبسم فرما رہے تھے۔ آخر جب میں نے بہت کہا تو حضورؐ نے فرمایا اے عمر تم ہٹ جاؤ۔ خدا نے (منافقوں کے سے) مجھ کو اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے

﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴾

''یعنی اے رسول تم چاہے منافقوں کے واسطے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے واسطے
ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دعا کرو گے پس ہرگز خدا ان کو نہ بخشے گا''۔

حضور نے فرمایا اے عمر اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخش دے گا۔ تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ ان کے واسطے مغفرت کی دعا کروں۔ عمر کہتے ہیں پھر حضور نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر پر تشریف لے گئے اور مجھ کو حضور کے ساتھ اپنی اس جرأت اور دلیری

کرنے سے تعجب تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِه وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴾

''یعنی اے رسول تم ان منافقوں میں سے کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤ نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو بیشک ان لوگوں نے خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور فاسق مرے ہیں''۔

حضرت عمر کہتے ہیں۔ پھر حضور کسی منافق کے جنازہ پر تشریف نہیں لے گئے۔ اور نہ کسی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَاِذَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ جَاهِدُوۡا مَعَ رَسُوۡلِهِ اسۡتَاۡذَنَكَ اُولُو الطَّوۡلِ مِنۡهُمۡ ﴾

''اور جب کوئی سورۃ اس مضمون کی نازل کی جاتی ہے۔ کہ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ جہاد کرو۔ تو منافقوں میں سے مال و دولت والے تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں''۔

﴿ لٰكِنِ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ جَاهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الۡخَيۡرٰتُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴾

''لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ راہ خدا میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کیا۔ اور انہیں لوگوں کے واسطے نیکیاں ہیں دونوں جہان کی اور یہی لوگ فلاحیت والے ہیں تیار کی ہیں خدا نے ان کے واسطے جنتیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے''۔

﴿ وَ جَآءَ الۡمُعَذِّرُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ لِيُؤۡذَنَ لَهُمۡ وَ قَعَدَ الَّذِيۡنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ ﴾

''(آخر قصہ تک۔) اور آئے واپس ہونے کے وقت عرب کے دہقانی لوگ تاکہ ان کے واسطے اجازت دی جائے اور بیٹھے رہے وہ لوگ جنہوں نے خدا اور رسول سے جھوٹ بولا تھا''۔

اور معذورین بنی غفار میں سے چند لوگ تھے جن میں سے ایک خفاف بن ایماء بن رخصہ تھے۔ اس کے آگے ان لوگوں کا بیان فرمایا ہے جو سواری نہ ملنے کے سبب سے جہاد میں نہ جا سکے تھے۔ جن کا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے:

﴿ وَلَا عَلَى الَّذِيۡنَ اِذَا مَاۤ اَتَوۡكَ لِتَحۡمِلَهُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُكُمۡ عَلَيۡهِ تَوَلَّوۡا وَّ اَعۡيُنُهُمۡ

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَ هُمْ أَغْنِيَاءُ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾

''اور نہیں ہے گناہ ان لوگوں پر جو اے رسول تمہارے پاس سواری مانگنے کو آئے تم نے ان سے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ جس پر میں تم کو سوار کروں وہ روتے ہوئے اس غم سے الٹے چلے گئے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پاتے تھے۔ بیشک گناہ ان لوگوں پر ہے جو تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ غنی ہیں راضی ہیں وہ اس بات سے کہ ہو جائیں وہ مثل عورتوں کے اور خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ پس وہ نہیں جانتے ہیں''۔

پھر ان منافقوں کے مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھانے اور عذر نا معقول پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے کہ تم ان کی طرف سے منہ پھیر لو۔ اور اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو یقیناً خدا (ان) فاسقوں سے راضی نہ ہوگا پھر دہقانی عربوں اور ان کے منافقوں کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ وَ مِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾

''عرب کے دہقانیوں میں بعض وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ وہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اس کو قرض شمار کرتے ہیں۔ اور تمہارے ساتھ زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں انہی پر بری گردش ہے۔ اور اللہ سننے والا علم والا ہے''۔

پھر ان اعراب کا ذکر کیا ہے جو خالص اور پکے مسلمان تھے:

﴿ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَ صَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَهُمْ ﴾

''عرب کے دہقانوں میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس کو خدا کی نزدیکی اور رسول کی دعا کا سبب سمجھتے ہیں۔ خبردار بیشک یہ خرچ کرنا ان کے واسطے قربت کا باعث ہے''۔

پھر ان مہاجرین اور انصار کا ذکر فرمایا ہے۔ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کے اختیار کرنے میں سبقت کی اور ان کی فضیلت اور ثواب کا ذکر فرما کے ان کے تابعین کی فضیلت کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے احسان اور نیکی کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا ان سے راضی ہوا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ﴾

''یعنی تمہارے اردگرد جو عرب رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض منافق ہیں۔ اور بعض مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں''۔

﴿ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ ﴾

''عنقریب ہم ان کو دو مرتبہ عذاب کریں گے''۔

ایک عذاب یہ جس کے اندر دنیا میں گرفتار ہیں یعنی اسلام کی ترقی کو دیکھ کر مرے جاتے ہیں۔ اور دوسرا عذاب قبر کا ہے پھر ان دونوں عذابوں کے بعد بڑے عظیم الشان عذاب میں جو دوزخ کا ہے یہ منافق گرفتار کئے جائیں گے۔

﴿ وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اچھے اور برے دونوں طرح کے عمل کئے امید ہے کہ خدا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ بِهَا وَ تُزَكِّیْهِمْ وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ﴾

''اے رسول تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر اس کے ساتھ ان کو پاک اور پاکیزہ کرو بیشک تمہاری دعا ان کے واسطے سکون کا باعث ہے''۔

﴿ وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ﴾

''اور دوسرے پیچھے رہنے والوں میں سے وہ لوگ ہیں جو حکم الٰہی کے صدور کے واسطے مہلت دے گئے ہیں یا ان کو عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ پھر اس کے آگے مسجد ضرار کا ذکر فرمایا ہے''۔

پھر فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾

''بیشک خدا نے مومنوں سے ان کے جان و مال کو خرید لیا ہے بالعوض اس کے ان کے واسطے جنت ہے راہ خدا میں لڑتے ہیں۔ پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں یہ وعدہ خدا پر پورا کرنا

حق اور لازمی ہے توراۃ اور انجیل اور قرآن میں پس اے مسلمانو! تم اپنی اس تیغ کے ساتھ خوش ہو جو خدا نے تم سے کی ہے۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کے زمانہ میں سورۂ برأت کو لوگ مبعثرہ کہتے تھے کیونکہ اس سورت نے لوگوں کے پوشیدہ حالات ظاہر کر دئے تھے۔ راوی کہتا ہے غزوۂ تبوک حضور کا آخری غزوہ تھا۔ جس میں آپ بذات خاص تشریف لے گئے۔

۹ھ ہجری کے واقعات کا بیان جس کا نام سنۃُ الوفود ہے اور سورۂ فتح کا نزول

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور مکہ کی فتح اور تبوک کے غزوہ سے فارغ ہوئے اور بنی ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا پھر تو چاروں طرف سے قبائل عرب حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت اور اسلام سے مشرف ہونے لگے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اصل میں تمام قبائل عرب اسلام لانے میں قریش کے منتظر تھے کہ دیکھیں قریش اور حضور کی لڑائیوں کا کیا انجام ہوتا ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے ہادی اور پیشوا سمجھے جاتے تھے اور کل عرب ان کی بہ نسبت بیت اللہ کی خدمت اور حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے از حد تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

اور قریش ہی کی حضور سے مخالفت کے سبب سے تمام قبائل عرب قبول اسلام سے خاموش تھے۔ اب جو مکہ فتح ہو گیا اور قریش کا زور اور مخالفت اسلام نے توڑ دیا۔ سب عرب سمجھ گئے۔ کہ ہم کسی طرح رسول خدا کی مخالفت نہیں کر سکتے ہیں۔

پھر سب کے سب گروہ کے گروہ اور فوجیں کی فوجیں خدا کے دین میں داخل ہونے لگے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴾

"جبکہ آ گئی مدد اللہ کی اور فتح اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں خدا کے دین میں فوجیں کی فوجیں پس اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرو۔ اور اس سے دعائے مغفرت کرو بیشک وہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے"۔

بنی تمیم کے وفد کا حاضر ہونا اور سورۂ حجرات کا نزول

منجملہ اور وفدوں کے بنی تمیم کا وفد بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور اشراف بنی تمیم۔ اس ئے یہ لوگ وفد میں تھے عطارد بن حاجب بن اذرارہ بن عدس تمیمی یہ وہ شخص ہیں جن کو حضور نے سعادیہ بن ابی سفیان کا بھائی بنایا تھا اور اسی طرح آپ نے اپنے اصحاب مہاجرین میں عقد اخوت قائم کیا تھا حضرت ابوبکر اور عمر میں اور حضرت عثمان اور عبدالرحمن بن عوف میں اور طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن عوام میں ابوذر غفاری اور مقداد بن عمرو بہرانی میں اور معاویہ بن ابی سفیان اور حقارت بن یزید مجاشعی میں حتات بن یزید نے معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں اس کے پاس انتقال کیا اور اس اخوت کے سبب سے معاویہ نے تمام مال حتات کا وارث بن کر اپنے قبضہ میں کرلیا۔ اسی سبب سے فرزدق شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں معاویہ کی ہجو کی ہے۔

اور یہ لوگ بھی بنی تمیم کے وفد میں تھے نعیم بن یزید اور قیس بن حرث اور قیس بن عاصم۔ ابن ہشام کہتے ہیں عطارد بن حاجب بنی تمیم کی شاخ بنی دارم بن مالک بن حظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے تھے اور اقرع بن حابس بنی مالک بن وارم بن مالک میں سے تھے اور حتات بن یزید بھی بنی دارم بن مالک سے تھے۔ اور زبرقان بن بدر بنی بھدلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔ اور عمرو بن اہتم بنی منقر بن عبید بن حرث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔ اور قیس بن عاصم بھی بنی منقر بن عبید سے تھے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ عیینہ بن حصن فزری بھی تھے۔ اور عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس فتح مکہ اور حنین اور طائف میں حضور کے ساتھ شریک تھے۔

جب یہ لوگ مسجد شریف میں داخل ہوئے حضور حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے آوازیں دینی شروع کیں کہ اے محمد ﷺ باہر آؤ۔ ہم تم سے مفاخرت کرنے آئے ہیں حضور کو ان کے چیخنے اور آوازیں دینے سے تکلیف ہوئی۔ مگر اسی وقت باہر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے خطیب کو آپ حکم دیں تاکہ وہ ہمارے فخر کا خطبہ بیان کرے حضور نے فرمایا میں نے اجازت دی تمہارا خطیب کہے کیا کہتا ہے۔ پس عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت سے اس نے یہ خطبہ پڑھا۔

بنی تمیم کا خطبہ

اس خدا کی تعریف ہے جس کا ہم پر بہت بڑا فضل واحسان ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے جس نے

ہم کو بادشاہ بنایا اور بڑی مال و دولت عنایت کی۔ جس کو ہم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ اور تمام مشرقی عرب میں ہم کو اس نے سب سے زیادہ باعزت کیا ہے اور تعداد و شمار میں بھی ہم سب سے زیادہ ہیں۔ کل نوع انسان میں ایسا کون ہے جو ہماری ہم سری کا دعویٰ کر سکے کیا ہم سب کے سردار نہیں ہیں۔ اور سب سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے ہیں اگر کسی کو ہمارے سامنے اپنا فخر ظاہر کرنا ہے تو جیسے فضائل ہم نے اپنے بیان کئے ہیں وہ بھی ظاہر کرے اور ہم نے نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں مگر ہم کو اپنے مناقب اور اپنی نعمتوں کے بیان کرنے سے جو خدا نے ہم کو دی ہیں شرم آتی ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ جس کو دعویٰ ہو وہ بھی ہمارے سامنے اپنے مفاخر بیان کرے اور لازم ہے کہ جو فضائل وہ بیان کرے وہ ہمارے فضائل سے افضل ہوں۔

راوی کہتا ہے بنی تمیم کے اس خطبہ کو سن کر حضور نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کے خطبہ کا جواب دو ثابت کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا۔

ثابت بن قیس کا خطبہ

اس خدا کو حمد و ثناء سزاوار ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کر کے اپنا حکم ان کے اندر جاری کیا اور اس کا علم کل اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر بات اسی کے فضل پر موقوف ہے پھر اسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اس نے ہم کو زمین کا مالک اور بادشاہ بنایا۔ اور اپنی کل مخلوق میں اپنے نبی کو برگزیدہ کیا۔ جو تمام خلقت میں ازروئے نسب کے بزرگ اور اندرے حسب کے افضل اور صدق گفتار اور حسن کردار سے آراستہ ہیں۔ خدا نے ان کو تمام عالم میں سے مخصوص کر کے اپنی مخلوق پر امین کیا۔ پھر ان رسول نے لوگوں کو ایمان کی دعوت کی مہاجرین جو رسول کے اقرباء اور ذی رحم اور حسب و نسب میں سب سے بہتر اور حسن صورت اور حسن سیرت سے آراستہ تھے سب سے پہلے اس دعوت کے مطیع ہوئے اور خدا اور رسول کے حکم کو قبول کیا۔ پھر ہم انصار نے اس دعوت کے قبول کرنے میں سبقت کی۔ پس ہم خدا کے انصار اور اس کے رسول کے وزیر ہیں تمام کفار و مشرکین کو ہم قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا اور رسول کے ساتھ ایمان لائیں۔ پس جو ان میں سے ایمان لائے گا وہ ہم سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھے گا اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ اس پر جہاد کریں گے اور اس کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہو گا اب میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے واسطے خدا سے بخشش کی دعا کرتا ہوں اور کل مومن مردوں اور عورتوں کے واسطے بھی اور تم پر سلام ہو۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد بنی تمیم کے وفد میں سے زبرقان بن بدر نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کی تعریف او

رفخر میں ایک نظم پڑھی۔ حضور نے حسان بن ثابت کو جو اس وقت وہاں موجود نہ تھے بلوایا جب حسان آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم اس کی نظم کا جواب دو حسان نے ایک طویل نظم فی البدیہہ سلام اور مسلمانوں کے فخر اور تعریف میں پڑھی۔ جس کو سن کر اقرع بن حابس تیمی نے کہا قسم ہے میرے باپ کی ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اوران کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل و بہتر ہے۔ اوران کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں۔ پھر اس مفاخرہ اور مشاعرہ کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہوئے اور حضور نے بہت کچھ انعام واکرام سے ان کو سرفراز فرمایا۔ ان میں ایک لڑکا عمرو بن اہتم نامی تھا اس کو یہ ٹھکانا میں چھوڑ آئے تھے حضور نے اس کو بھی وہی انعام دیا جو ان کو دیا تھا۔ اور بنی تمیم کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾

''یعنی اے رسول جو لوگ تم کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے''۔

عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کا بنی عامر کی طرف سے آنا

راوی کہتا ہے بنی عامر کے وفد میں یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے عامر بن طفیل اور اربد بن قیس جندحز بن خالد بن جعفر اور جبا ۔ ۔ ن سلمی بن مالک بن جعفر یہ تینوں شخص بنی عامر کے سردار اور اول درجہ کے شیاطین تھے اور عامر بن طفیل اس وفد میں حضور کے ساتھ بدی کے ارادہ سے آیا تھا۔ لوگ اس سے کہتے تھے کہ اے عامر سب آدمی مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی اسلام قبول کر لے اس نے کہا میں نے قسم کھائی تھی۔ کہ میں اس بات کی کوشش ہمیشہ کرتا رہوں گا کہ تمام عرب میرے مطیع ہوں پھر اب میں اس شخص کا کیسے مطیع ہو سکتا ہوں پھر عامر نے اربد سے کہا کہ جب ہم محمد کے پاس پہنچیں گے تو میں ان کو باتوں میں مشغول کر لوں گا۔ تو ان پر تلوار کا وار کیجو۔ پس جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں پہنچے عامر بن طفیل نے کہا اے محمد ﷺ مجھ سے خلوت میں کچھ باتیں کیجئے۔ حضور نے فرمایا تو پہلے خدا اور رسول پر ایمان لا۔ پھر اس نے حضور کو باتوں میں لگایا اور اربد کی طرف دیکھنا شروع کیا تا کہ جس بات کا اس کو حکم دیا تھا اس کو وہ پورا کرے مگر اربد خاموش کھڑا رہا۔ جب عامر نے دیکھا کہ اربد کچھ نہیں کرتا غصہ میں وہاں سے کھڑا ہوا۔ اور حضور سے کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی سواروں اور پیدلوں سے تمہارے مقابلہ پر زمین کو بھر دوں گا حضور نے دعا کی کہ اے خدا تو میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو۔ جب عامر حضور کے پاس سے باہر نکلا اربد پر بہت خفا ہوا کہ تو نے محمد کو قتل کیوں نہ کیا۔ اربد نے کہا تو ناحق خفا ہوتا ہے جب میں نے یہ ارادہ کیا بجز تیرے اور کوئی مجھ کو دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ کو قتل کرتا۔

راوی کہتا ہے پھر یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے اور راستہ ہی میں عامر بن طفیل مرض طاعون میں

گرفتار ہوا۔ گردن میں اس کے ایک گانٹھ پیدا ہوئی اور بنی سلول میں سے ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ دونوں ساتھی اس کے اس کو دفن کر کے آگے روانہ ہوئے۔ جب اپنے شہر میں پہنچے تو قوم نے اربد سے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے اربد نے کہا کچھ بھی نہیں قسم ہے خدا کی ہم کو ایسی چیز کی عبادت کی طرف بلایا کہ اگر وہ میرے پاس اب ہوتی تو میں اس کو تیر مارتا اور قتل کر دیتا۔ پھر اس کے ایک یا دو دن کے بعد اربد اپنے اونٹ کو لے کر کہیں جا رہا تھا کہ یکا یک بجلی گری اور اس نے اس کو مع اونٹ جلا دیا۔ یہ اربد بن قیس بعید بن ربیعہ کا ماں شریک بھائی تھا۔

ابن عباس کہتے ہیں عامر بن طفیل اور اربد کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے "**الله يعلم ما تحمل كل انثى** سے **وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُونِهٖ مِنْ وَّالٍ**" تک اور اس آیت میں **معقبات** سے وہ فرشتہ مراد ہیں جو حکم الٰہی سے حضور کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر اس آیت میں اربد کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے "**وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ**" یعنی جس پر چاہتا ہے بجلی گراتا ہے جیسے اس وقت اربد پر گرائی۔

بنی سعد بن بکر کے وفد کا آنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی سعد بن بکر نے اپنی قوم سے ایک شخص ضمام بن ثعلبہ کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں جب ضمام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے اپنے اونٹ کو مسجد شریف کے دروازہ پر بٹھا کر آپ اندر داخل ہوئے اور حضور اس وقت صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے ضمام نے آکر پوچھا تم لوگوں میں عبدالمطلب کے فرزند کون صاحب ہیں حضور نے فرمایا میں ہوں ضمام نے کہا کیا آپ ہی محمد ﷺ ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں ضمام نے کہا میں آپ سے چند سوال کرنے چاہتا ہوں اور وہ سوال بھی سخت ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں۔ تو میں دریافت کروں حضور نے فرمایا میں ناراض نہ ہوں گا۔ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے کرو۔ ضمام نے کہا میں آپ کو آپ کے خدا کی اور ان لوگوں کے جو آپ سے پہلے تھے اور آپ کے بعد ہوں گے قسم دیتا ہوں۔ اور سوال کرتا ہوں کہ کیا خدا نے آپ کو رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے حضور نے فرمایا ہاں ضمام نے پھر اسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم کیا ہے کہ خاص انہی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ اور ان بتوں کی پرستش چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے حضور نے فرمایا ہاں۔ ضمام نے پھر اسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہم ان پانچوں نمازوں کو پڑھیں حضور نے فرمایا ہاں۔ غرضیکہ اس طرح ضمام نے تمام ارکان اسلام زکوٰۃ اور حج اور روزہ وغیرہ کی نسبت سوالات کئے اور ہر سوال کے ساتھ حضور کو اسی طرح قسم دیتے تھے۔ جس طرح کہ پہلے مرتبہ دی تھی۔ یہاں

تک کہ جب ضمام ان سب سوالوں سے فارغ ہوئے تو کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ جن فرائض کا آپ نے حکم فرمایا ہے ان کو میں ادا کروں گا۔ اور جن باتوں سے آپ نے منع کیا ہے ان سے باز رہوں گا اور ان میں سے کچھ کم یا زیادہ نہ کروں گا۔ اور پھر یہ حضور کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے اونٹ کی طرف آئے۔ ضمام کے بال بڑے بڑے تھے اور ان کی انہوں نے دو زلفیں بنا رکھی تھیں اب جو یہ رخصت ہوئے حضور نے فرمایا۔ اگر زلفوں والے نے یہ بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔

راوی کہتا ہے ضمام اپنے اونٹ کا پیکرہ کھول کر اس پر سوار ہوئے اور اپنے قوم کے پاس آئے۔ قوم ساری ان کے پاس جمع ہوئی۔ پس پہلی بات جو انہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ اے قوم لات اور عزیٰ باطل ہو گئے قوم نے کہا خبردار اے ضمام ایسی بات نہ کہہ تو نہیں ڈرتا کہیں تجھ کو برص یا جذام یا جنون نہ ہو جائے۔ ضمام نے کہا اے قوم تجھ کو خرابی ہو یہ بت قسم ہے خدا کی کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے خدا نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور اس کے ساتھ تم کو اس جہالت اور گمراہی سے پاک کیا ہے پھر ضمام نے کلمہ پڑھا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ۔ اور اے قوم میں ان رسول سے تمہارے واسطے سب باتیں دریافت کر آیا ہوں جن کو تمہارے تئیں بجالانا چاہئے وہ بھی اور جن سے تم کو پرہیز کرنا چاہئے وہ بھی۔

راوی کہتا ہے پس قسم ہے خدا کی اسی روز شام سے پہلے پہلے تمام قوم مسلمان ہوگئی کوئی مرد یا عورت میں سے باقی نہیں رہا۔ ابن عباس کہتے ہیں ہم نے ضمام سے بہتر کسی کا وفد نہیں سنا۔

عبدالقیس کے وفد کا آنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں بنی عبدالقیس کی طرف سے حضور کی خدمت میں جارود بن عمرو بن خنش حاضر ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جارود بن بشر بن صعلے ہیں۔ اور یہ نصرانی تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب جارود وہ حضور کی خدمت حاضر ہوئے اور گفتگو کی۔ حضور نے ان کو اسلام کی دعوت فرمائی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ایک دین رکھتا ہوں اگر میں اپنے دین کو آپ کے دین کی خاطر چھوڑ دوں تو کیا آپ میرے واسطے ضامن ہوتے ہیں حضور نے فرمایا ہاں میں ضامن ہوں اور کہتا ہوں کہ خدا تم کو اس سے بہتر دین کی ہدایت کرتا ہے۔ پس جارود اور ان کے سب ساتھی مسلمان ہوئے اور پھر حضور سے انہوں نے سواری مانگی حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے پھر جارود حضور سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آئے اور بڑے پکے دین دار تھے۔ جب ان کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد

ہوئی ہے تو یہ اسلام پر قائم رہے تھے۔ اور لوگوں کو اسلام کی طرف انہوں اور ان کے ساتھیوں نے بلایا تھا اور کہتے تھے کہ اے لوگو میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں اور جو شخص یہ گواہی نہیں دیتا ہے میں اس کے ساتھ کفر کرتا ہوں۔

بنی ضیفہ کا مسیلمہ کذاب کے ساتھ حاضر ہونا

حضور کی خدمت میں جب بنی حنیفہ کا وفد آیا ہے مسیلمہ بن حبیب حنفی کذاب بھی انہیں میں تھ۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں یہ لوگ بنی نجار میں سے ایک عورت کے مکان پر ٹھہرے تھے۔

جب بنی حنیفہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسیلمہ کذاب کو انہوں نے کپڑا اوڑھا کر چھپا رکھا تھا اور حضور صحابہ کے ساتھ مسجد میں رونق افروز تھے اور آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک کھجور کی سنٹی تھی مسیلمہ نے حضور سے گفتگو کی اور کچھ مانگا حضور نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی سنٹی بھی مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دوں گا۔

اور ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب بنی حنیفہ حاضر ہوئے ہیں یہ تو مسیلمہ کو یہ اپنی فرد دگاہ میں چھوڑ آئے تھے پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور حضور نے ان کو انعام واکرام تقسیم کیا۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ حضور ایک شخص ہم اپنی فرد دگاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ اور وہ ہمارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے حضور نے فرمایا وہ بھی تم سے کم مرتبہ کا نہیں ہے اور پھر اس کے واسطے بھی حضور نے اسی قدر انعام کا حکم دیا جو ان میں سے ہر ایک کو دیا تھا۔ جب یہ لوگ حضور سے رخصت ہو کر مسیلمہ کے پاس آئے۔ تو جو اس کا حصہ حضور نے دیا تھا کہ اس کو دیا اور سارا واقعہ بیان کیا پھر یہ لوگ اپنے شہر یمامہ میں چلے آئے اور دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو کر نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور کہنے لگا میں نبوت میں محمد کا شریک ہوں اور ان لوگوں سے کہا جو اس کے ساتھ حضور کی خدمت میں گئے تھے کہ دیکھو کیا تم سے محمد نے میری نسبت نہیں کہا تھا کہ یہ تم میں کم مرتبہ کا نہیں ہے محمد نے یہ بات اسی سبب سے کہی تھی کہ وہ مجھ کو جانتے تھے کہ یہ نبوت میں میرا شریک ہوگا پھر اس مسیلمہ نے مقفیٰ عبارتیں گھڑ گھڑ کے اپنی قوم کو سنانی شروع کیں اور کہا یہ میرے اوپر وحی آتی ہے جیسے محمد ﷺ پر قرآن نازل ہوتا ہے اور شراب اور زنا اس نے حلال کر دیا اور نماز بھی معاف کر دی۔ اور باوجود ان باتوں کے حضور کی نبوت کا بھی اقرار کرتا تھا اور بنی حنیفہ اس کے مطیع ہو گئے تھے۔

بنی طے کے وفد کا حاضر ہونا

بنی طے کے سردار زید الخیل اس وفد کے ساتھ تھے جب حضور کی خدمت میں پہنچے اور گفتگو ہوئی حضور

نے ان پر اسلام پیش کیا ہے سب لوگ اسلام لائے اور حضور نے فرمایا عرب کے جس شخص کی فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی اور پھر وہ شخص مجھ سے ملا تو اس فضیلت سے میں نے اس کو بہت کم پایا سوا زید الخیل کے کہ ان کی جس قدر تعریف میں نے سنی تھی اس سے بدرجہا بہتر پایا اور پھر حضور نے ایک جاگیر کا فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا۔ اور ان کا نام زید الخیر رکھا جب یہ رخصت ہونے لگے تو حضور نے فرمایا اگر زید مدینہ کے نجار سے نجات پا جائیں جب بات ہے۔

راوی کہتا ہے جب زید نجد کے قریب ایک پانی کے چشمہ پر پہنچے جس کا نام قردہ ہے وہاں ان کو بخار ہوا۔ اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوی نے اس فرمان کو جو حضور نے جاگیر کا ان کو عنایت کیا تھا آگ میں جلا دیا۔

عدی بن حاتم کے احوال

خود عدی بن حاتم کہتے ہیں عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول خدا سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔ اور میں ایک شریف آدمی نصرانی تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور ان کے سارے انتظام میں ہی کرتا تھا۔ میرا ایک غلام عربی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو میرے عمدہ عمدہ موٹے اور فربہ اونٹ جمع کر کے تیار رکھ اور جب تو محمد کے لشکر کی اس طرف آنے کی خبر سنے تو مجھ کو خبر کر دیجو غلام نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز مجھ سے کہا کہ اے عدی تجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ اب کر لے کیونکہ میں نے ایک لشکر کے نشان دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ یہ لشکر محمد ﷺ کا ہے۔

عدی کہتا ہیں میں نے غلام سے کہا کہ تو جلد جا کر اونٹوں کو لے آ۔ غلام اونٹوں کو لے آیا۔ اور میں اپنے اہل وعیال کو ان پر سوار کر کے ملک شام کو روانہ ہوا۔ فقط ایک میری بہن حاتم طائی کی بیٹی رہ گئی اس کو میں اس جلدی میں اپنے ساتھ نہ لا سکا اور ملک شام میں میں نے سکونت اختیار کی میرے جانے کے بعد حضور کے لشکر نے بنی طے پر حملہ کیا اور قیدیوں کو ایک خیمہ میں حضور کی مسجد کے دروازہ کے آگے رکھا گیا۔ انہیں میں میری بہن بھی تھی اور بڑی ہمت اور جرأت اور عقل والی عورت تھی ایک دفعہ حضور جب اس کے خیمہ کے پاس سے گذرے اس نے عرض کیا یارسول اللہ والد ہلاک ہوا۔ اور واقد غائب ہو گیا اب حضور مجھ پر احسان فرمائیں خدا حضور پر احسان کرے گا۔ حضور نے فرمایا تیرا واقد کون ہے اس نے عرض کیا عدی بن حاتم طائی حضور نے فرمایا وہی جو خدا اور رسول سے بھاگ گیا ہے پھر حضور تشریف لے گئے۔ دوسرے روز پھر حضور کا ادھر سے گذر ہوا۔ یہ عورت کہتی ہیں میں نے وہی عرض کیا جو پہلے روز عرض کیا تھا حضور نے وہی جواب دیا اور تشریف لے

گئے۔ جب تیسرے روز پھر حضور تشریف لائے تو میں ناامید ہوگئی تھی ایک شخص نے جو حضور کے پیچھے تھے میری طرف اشارہ کیا کہ کھڑے ہو کر حضور سے عرض کر میں نے کھڑے ہو کر وہی عرض کیا حضور نے فرمایا میں نے تمہاری درخواست منظور کی۔ اب تم جانے میں جلدی نہ کرو۔ اور جب کوئی معتبر آدمی تمہاری طرف کا جانے والا آوے تو کو خبر کرنا۔ میں اس کے ساتھ تم کو روانہ کردوں گا۔ کہتی ہیں میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے جنہوں نے مجھ کو اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ کہتی ہیں میں وہیں تھی یہاں تک کہ بنی قضاعہ کے چند لوگ آئے یہ شام کو جاتے تھے اور میں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا چاہتی تھی۔ میں حضور کے پاس گئی اور عرض کیا۔ یارسول اللہ میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں۔ جن پر مجھ کو بھروسہ ہے حضور مجھ کو جانے کی اجازت دیں حضور نے مجھ کو کپڑے اور کھانا اور خرچ سب عنایت کیا اور سواری کے واسطے ایک اونٹ بھی عنایت کیا۔ میں ان لوگوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوئی۔

عدی بن حاتم طائی نے ایک روز دیکھا کہ اونٹ پر ایک عورت سوار چلی آتی ہے۔ دل میں کہا کہ ہو نہ ہو حاتم کی بیٹی ہو۔ جب وہ قریب آئی تو دیکھا کہ وہی ہے جب وہ اونٹ پر سے اتری تو کہنے لگی اے ظالم اے قاطع تو اپنے بال بچوں کو تو لے آیا اور مجھ کو وہاں چھوڑ آیا یہ تو نے کیا حرکت کی۔ عدی کہتے ہیں میں نے شرمندہ ہو کر کہا اے بہن تم کو میرے تئیں ایسا کہنا نہ چاہئے میں اس وقت بالکل مجبور ہوگیا تھا ورنہ تم کو اپنے ساتھ ضرور لاتا۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ بہن نے کہا کہ میری تو رائے یہ ہے کہ تم ان سے جلد جا کر ملو اگر وہ نبی ہیں تب تو تم کو سبقت کی فضیلت حاصل ہوگی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تب تمہاری عزت میں فرق نہیں آئے گا۔ میں نے کہا بیشک یہ تم نے بہت اچھی رائے دی ہے پھر میں حضور کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچا اور مسجد میں داخل ہو کر حضور سے طاقی ہوا اور سلام کیا حضور نے فرمایا کون ہو میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم ہوں حضور کھڑے ہو گئے۔ اور مجھ کو اپنے مکان میں لے جانے لگے کہ ایک ضعیف عورت آ گئی اور اس نے بڑی دیر تک حضور سے کچھ اپنی حاجت عرض کی۔ حضور اس کی خاطر سے کھڑے رہے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں ہیں بادشاہوں کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے پھر حضور مجھ کو لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا۔ اور فرمایا اس پر بیٹھو میں نے عرض کیا حضور تشریف رکھیں فرمایا نہیں تم ہی بیٹھو آخر میں اس پر بیٹھا اور حضور زمین پر بیٹھے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم اکوسی[1] نہیں تھے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا اور پھر تم اپنی قوم سے ٹکس وصول کرتے تھے حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام تھا میں نے عرض کیا بے شک اور میں نے جان لیا کہ بیشک حضور نبی مرسل ہیں جو ان باتوں کی آپ کو خبر ہے پھر فرمایا اے عدی شاید

تم اس خیال سے اسلام کے قبول کرنے میں تامل کرتے ہو کہ مسلمان غریب لوگ ہیں۔ پس قسم ہے خدا کی یہ اس قدر مال دار ہوں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملے گا جو کسی کا صدقہ وغیرہ قبول کرے۔ اور شاید تم اس وجہ سے دین قبول نہ کرتے ہو کہ مسلمان تھوڑے ہیں اور دشمن ان کے بہت ہیں پس قسم ہے خدا کی کہ عنقریب تنہا عورت قادسیہ سے سفر کر کے مکہ کی زیارت کو آئے گی۔ اور راستہ میں اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور شاید تم اس وجہ سے تامل کرتے ہوگے کہ مسلمانوں کے پاس ملک اور سلطنت نہیں ہے پس قسم ہے خدا کی تم عنقریب سن لوگے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کر لئے۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہو گیا اور عدی کہتے تھے دو باتیں میں نے حضور کے فرمانے کے مطابق دیکھ لیں یعنی قادسیہ سے مسافر عورت کو تنہا کعبہ کی زیارت کے واسطے بے خوف وخطر آتے ہوئے دیکھا اور بابل کے محل بھی مسلمانوں نے فتح کر لئے اب فقط تیسری بات یعنی مال کی کثرت کے دیکھنے کا منتظر ہوں کہ یہ کب ظہور پذیر ہوگی۔

فردہ بن مسیک مرادی کا خدمت عالی میں حاضر ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں فردہ بن مسیک مرادی شاہان بنی کندہ سے جدا ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونے ظہور اسلام سے پہلے قبیلہ مراد اور قبیلہ ہمدان میں جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں بنی ہمدان نے بنی مراد کو بہت قتل و غارت کیا تھا اور اس جنگ کے دن کا نام یوم الردم مشہور ہے اور اس جنگ میں بنی ہمدان کا سردار جدع بن مالک تھا۔ اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ مالک بن حریم ہمدانی سردار تھا۔ الغرض جب فردہ بن مسیک حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا اے فردہ تمہاری قوم بنی مراد کو جو صدمہ یوم الردم کی جنگ میں پہنچا تم کو بھی اس سے کچھ رنج ہوا یا نہیں۔ فردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کون شخص ہوگا۔ کہ جس کی قوم کو ایسا صدمہ پہنچے جو میری قوم کو پہنچا اور پھر اسے رنج نہ ہو حضور نے فرمایا مگر اس صدمہ نے تمہاری قوم کو اسلام کے اندر خیر و خوبی میں زیادہ کیا۔

پھر حضور نے فردہ بن مسیک کو بنی مراد اور بنی زبید اور قبیلہ مذحج کا حاکم بنا کر روانہ کیا اور خالد بن سعید بن عاص کو بھی ان کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے بھیجا۔ چنانچہ خالد حضور کی وفات تک وہیں رہے۔

بنی زبید کے ساتھ عمرو بن معدی کرب کا حاضر ہونا

بنی زبید کے چند لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدی کرب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چلنے سے پہلے ہو ... سے قیس بن کشوح ... ی ... قیس تم اپنی قوم کے سردار ہو۔ ہم نے سنا ہے۔ کہ اس میں

سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پس تم بھی میرے ساتھ ان کے پاس چلو اور دیکھو کہ وہ نبی ہیں یا نہیں اگر وہ نبی ہیں تو ان کی نبوت تم پر پوشیدہ نہ رہے گی۔ اور ہم ان کا اتباع کریں گے۔ اور اگر وہ نبی نہیں ہیں تو ان کا حال ہم کو معلوم ہو جائے گا۔ قیس نے اس رائے سے انکار کیا اور عمرو بن معدی کرب کو جاہل بتلایا عمرو بن معدی کرب خود بنی زبید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب یہ خبر قیس کو پہنچی تو اس نے عمرو بن معدی کرب کو دھمکایا اور کہا کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیوں کیا۔ عمرو بن معدی کرب نے بھی اس کو جواب ترکی بترکی دیا۔ ابن اسحق کہتے ہیں عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبید میں رہتا تھا جس کا حاکم حضور نے فروہ بن مسیک کو مقرر فرمایا تھا۔ پھر حضور کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

بنی کندہ کے وفد کا حاضر ہونا

ابن اسحق کہتے ہیں اشعث بن قیس بنی کندہ کے اسی آدمیوں کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے جب یہ حضور کے سامنے ہوئے اور سلام کیا تو حضور نے فرمایا کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے انہوں نے عرض کیا ہم تو مسلمان ہیں فرمایا پھر یہ ریشمی کپڑے کیوں پہنے ہیں۔

حضور کے یہ فرماتے ہی ان لوگوں نے ان کپڑوں کو پھاڑ کر ڈال دیا پھر اشعث بن قیس نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی آکل المرار کی اولاد ہیں اور حضور بھی آکل المرار کی اولاد ہیں حضور نے تبسم کیا اور فرمایا یہ نسب تم عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حرث سے بیان کرو۔

راوی کہتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عباس اور ربیعہ جب سفر کرتے ہوئے دور و دراز ملکوں میں جاتے تھے تو جب کوئی ان سے پوچھتا۔ کہ تم کون لوگ ہو یہ اپنی عزت اور فخر ظاہر کرنے کے واسطے کہتے تھے ہم آکل المرار کی اولاد ہیں کیونکہ آکل المرار بنی کندہ کے بادشاہ کا نام تھا۔

حضور نے اشعث بن قیس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہم کو اپنے باپ کا نسب بیان کرنا چاہیے تم کو اپنے باپ کا۔

پھر اشعث بن قیس نے کہا اے گروہ کندہ آیا تم ابھی فارغ ہوئے یا نہیں قسم ہے خدا کی اب جس شخص کو میں سنوں گا کہ وہ دوسرے کے نسب میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے اس کو میں اسی کوڑے ماروں گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اشعث بن قیس کی ماں آکل المرار کی اولاد سے تھی اور آکل المرار حرث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حرث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ کندی کا لقب ہے۔ اور اس لقب کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ حرث بن عمرو کہیں گیا ہوا تھا اس کے پیچھے عمرو بن ہبولہ غسانی نے اس کی قوم پر حملہ کیا اور ان کو لوٹ کر

اس کی بیوی ام اناس بنت عوف کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ ام اناس حرث کی بیوی نے راستہ میں عمرو بن ہبولہ سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ ایک شخص سیاہ رنگ پیر اس کے ایسے جیسے اونٹ کے مرار کا کھانے والا آ کر تیری گردن پکڑے گا یہ تعریف اس عورت نے اپنے خاوند حرث کی بیان کی تھی۔ اس دن سے حرث کا لقب آکل المرار ہو گیا اور حرث نے بنی بکر بن وائل میں جا کر عمرو بن ہبولہ کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لایا جو عمرو سے اس وقت تک محفوظ رہی تھی۔ یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں آکل المرار حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اسی کا یہ واقعہ ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اور یہ لقب اس کا اس سبب سے ہوا تھا کہ کسی جنگ میں اس کے اور اس کے لشکر نے مار کھائی تھی اور مرار ایک درخت کا نام ہے۔

صرو بن عبداللہ ازدی کا حضور کی خدمت میں حاضر ہونا

ابن اسحق کہتے ہیں صرو بن عبداللہ ازدی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ قبیلہ ازد کے اور لوگ بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے حضور نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ جو مشرک تم سے قریب ہوں ان پر جہاد کرو یعنی قبائل یمن وغیرہ پر۔ چنانچہ صرو بن عبداللہ حضور کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا لشکر لے کر شہر جرش پر حملہ آور ہوئے اس شہر کی فصیل بہت مضبوط تھی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر قبیلہ خثعم کے لوگ اس میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے تھے صرو بن عبداللہ نے ایک ماہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا اور جب محاصرہ سے کچھ کار برآری نہ دیکھی ناچار تنگ ہو کر واپس ہوئے جب یہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام شکر تھا جرش کے رہنے والوں نے خیال کیا کہ صرو بن عبداللہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا ہے ہم اس کا تعاقب کر کے اس کو قتل کریں چنانچہ شکر پہاڑ کے نیچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اور مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا۔ اور اس واقعہ سے پہلے اہل جرش نے دو آدمیوں کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور ان کے آنے کے منتظر تھے پس ایک روز یہ دونوں شخص نماز عصر کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا شکر کس شہر میں ہے ایک پہاڑ کشر نام ہے اور جرش کے لوگ اس کو کشر ہی کہتے ہیں حضور نے فرمایا نہیں اس کا نام کشر نہیں ہے بلکہ اس کا نام شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا پھر حضور اس پہاڑ کا کیا حال ہے۔ فرمایا اس کے پاس اس وقت خدا کے اونٹ ذبح ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں اس بات کو سن کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر یا عثمان نے ان سے کہا کہ یہ حضور نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے تم حضور سے دعا کراؤ کہ یہ ہلاکت تمہاری قوم پر سے دفع ہو یہ دونوں

کھڑے ہوئے اور حضور سے عرض کیا حضور نے دعا کی کہ اے خدا اس ہلاکت کو ان پر سے اٹھا دے۔

راوی کہتا ہے پھر یہ دونوں شخص حضور سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس پہنچے۔ اور ان کو معلوم ہوا۔ کہ اسی وقت اور اسی دن صرد بن عبداللہ نے ان کی قوم کو قتل کیا تھا جس وقت حضور نے مدینہ میں اس کی خبر ان کے سامنے بیان کی تھی۔ پھر اہل جرش کا ایک گروہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔ اور حضور نے ان کے واسطے ان کے شہر کے گرداگرد ایک چراگاہ حدود معلومہ کے ساتھ مقرر کر دی اور دوسرے لوگوں کے واسطے اس میں جانور چرانے سے ممانعت فرمائی۔

شاہان حمیر کے ایلچی کا نامہ لے کر حاضر ہونا

جب حضور تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں اسی وقت شاہان حمیر کا ایلچی حاضر ہوا۔ اور حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان کے نامہ خدمت میں پیش کئے اور زرعہ ذویزن مالک بن مرورہادی کا نامہ بھی گذرانا جس میں انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہل شرک سے جدائی اختیار کرنے کا حال مرقوم کیا تھا حضور نے ان سب کے جواب میں یہ نامہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول خدا نبی کی طرف سے حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان (وغیرہ شاہان حمیر) کو معلوم ہو کہ میں اس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا ایلچی ہمارے پاس اس وقت پہنچا جب ہم رومیوں کے جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری تمہارے ایلچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی بیشک خدا نے اپنی ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔ اب تم کو لازم ہے کہ نیک کام اختیار کرو۔ اور خدا اور رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور جو مال غنیمت تم کو حاصل ہو۔ اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی زمینوں میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف عشر ادا کرو۔ اور چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون اور تیس میں سے ایک ابن لبون اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوۃ کی دیا کرو۔ اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس گائیوں میں سے ایک جذعہ ادا کرو۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں یہ خدا کا فریضہ ہے جو اس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا وہ اس کے واسطے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کرے گا۔ اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کرے گا۔ اس کے واسطے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے واسطے ہیں اور وہی سزائیں

ہیں جو ان کے واسطے ہیں اور خدا اور رسول کی اس کے واسطے ذمہ داری ہے اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہو گا اس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں۔ اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم رہے اس پر جزیہ ہے ہر بالغ مرد و عورت اور آزاد و غلام پر ایک دینار پورا یا اس کی قیمت کے کپڑے یا اور کوئی چیز پس جو یہ جزیہ رسول خدا کی خدمت میں ادا کرے گا۔ اس کے واسطے خدا اور رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ خدا اور رسول کا دشمن ہے۔

اور زرعہ ذویزن کو معلوم ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا کے بھیجے ہوئے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں۔ پس تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ بن جبل اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ اور امیر ان کے معاذ بن جبل ہیں۔ جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تم زکوٰۃ اور جزیہ اپنے مخالفین سے وصول کر کے ان لوگوں کے ہاتھ میرے پاس روانہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا۔ اور مالک بن مرہ رہاوی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے۔ پس تم کو خیر و خوبی کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے متعلق بھی میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں۔ اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ترک مدد نہ کرنا اور رسول خدا تمہاری غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں۔ اور یہ جان لو کہ زکوٰۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال نہیں ہے یہ غریب مسلمانوں اور مسافروں کا حق ہے۔ اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک اور دیندار اور اہل علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں تم ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

ابن اسحق کہتے ہیں جب حضور نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف رخصت کیا ہے تو وصیت فرمائی تھی۔ کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور بشارت دینا متنفر نہ کرنا۔ اور تم ایسے اہل کتاب کے پاس جاؤ گے جو تم سے پوچھیں گے کہ جنت کی کنجی کیا ہے تم جواب دینا کہ جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ کی گواہی ہے۔

راوی کہتا ہے جب معاذ یمن میں پہنچے تو جس طرح حضور نے ان کو حکم فرمایا تھا اسی طرح کاربند رہے۔ ایک روز ایک عورت نے ان سے کہا اے رسول خدا کے صحابی یہ تو بتاؤ کہ عورت کے خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔ معاذ نے کہا خاوند کا اس قدر حق ہے کہ عورت اس کو ادا نہیں کر سکتی ہے۔ پس جہاں تک تجھ سے ہو سکے اس کے حق کے ادا کرنے میں کوشش کر۔ عورت نے کہا اگر تم رسول خدا کے صحابی ہوتے تو تم کو ضرور خبر ہوتی۔ کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔

معاوذ نے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ اگر تیرے خاوند کی ناک کے نکساروں سے پیپ اور خون جاری ہو اور تو اس کو اپنے منہ سے چوس کر صاف کرے تب بھی تجھ سے اس کا حق ادا نہ ہو۔

فردہ بن عمرو جذامی کے اسلام اور شہادت کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں فردہ بن عمرو جذامی بادشاہ روم وشام کی طرف سے زمین معان میں ان اہل عرب کے حاکم تھے جو رومیوں کی رعایا میں شمار کئے جاتے تھے اب فردہ بن عمرو نے اپنا ایلچی حضور کی خدمت میں اپنے اسلام قبول کرنے کی خوش خبری پہنچانے کے واسطے بھیجا اور ایک سفید خچر بھی تحفہ بھیجی۔ جب روم کے بادشاہ کو فردہ کے اسلام کی خبر ہوئی۔ اس نے ان کو طلب کر کے قید کیا اور پھر ملک فلسطین میں ایک چشمہ کے کنارہ جس کا نام غفری تھا فردہ بن عمرو بن نافرہ جذامی ثم النفاثی کو شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

خالد بن ولید کے ہاتھ پر بنی حرث بن کعب کا اسلام قبول کرنا

پھر حضور نے ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ ۱۰ھ میں خالد بن ولید کو بنی حرث کی طرف مقام نجران میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین باران کو دعوت اسلام کرنا اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا۔ چنانچہ خالد نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ خالد نے ان کو دین کی تعلیم کرنی شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے اور یہی حضور نے خالد کو حکم دیا تھا اور خالد بن ولید نے اس مضمون کا عریضہ حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت محمد نبی رسول خدا ﷺ کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے اسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اما بعد یا رسول ﷺ حضور نے مجھ کو بنی حرث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا تھا اور حکم دیا تھا میں تین روز تک ان کو دعوت اسلام کروں پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو میں ان میں رہ کر ان کو احکام اسلام اور قرآن کی تعلیم کروں اور سنت رسول ان کو سکھاؤں۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں ان سے جنگ کروں۔ پس میں ان کے پاس آیا اور حسب الحکم حضور کے تین روز تک ان کی دعوت اسلام کی اور سواروں کو ان کے پاس بھیجا کہ اے بنی حرث اسلام قبول کرلو۔ سلامت رہو گے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں ان میں مقیم ہوں اور دین کے اوامر ونواہی اور احکام ان کو بتلا رہا ہوں آیندہ جو حکم حضور کی جناب سے صادر ہوگا اس کے موافق عمل کروں گا۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حضور نے خالد کو یہ جواب روانہ فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد نبی رسول خدا کی طرف سے خالد بن ولید کو معلوم ہو سلام علیک میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اما بعد تمہارا نامہ مع

قاصد کے ہمارے پاس پہنچا۔ اور معلوم ہوا کہ بنی حرث بن کعب نے اسلام قبول کر لیا اور جنگ سے پہلے لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ کی گواہی دی اور یہ خدا کی ہدایت ہے جو اس نے ان کے شامل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثواب الٰہی کی خوشخبری پہنچاؤ اور عذاب الٰہی سے خوف دلاؤ اور خود ان کے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پس خالد اس فرمان کو دیکھ کر بنی حرث کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔

قیس بن حصین ذی غصہ اور یزید بن عبدالمدان اور یزید بن المحجل اور عبداللہ بن قراد زیدی اور شداد بن عبداللہ قنانی اور عمرو بن عبداللہ ضبابی جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندی ہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ بنی حرث بن کعب ہیں۔ ان لوگوں نے حضور کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے حضور نے فرمایا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اس کا رسول ہوں۔ پھر حضور نے فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی اپنے دشمن سے لڑتے ہو تو اس کو بھگا دیتے ہو یہ لوگ خاموش ہو رہے حضور نے پھر یہی فرمایا پھر بھی یہ خاموش رہے یہاں تک کہ حضور نے چوتھی مرتبہ فرمایا۔ کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی سے لڑتے ہو تو اس کو بھگا دیتے ہو۔ اس وقت یزید بن عبدالمدان ان نے عرض کیا کہ حضور ہاں ہم وہی لوگ ہیں کہ جب کسی سے لڑتے ہیں اس کو بھگا دیتے ہیں اور چار دفعہ اس نے بھی یہی کہا حضور نے فرمایا اگر خالد مجھ کو یہ نہ لکھتے کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میں تمہارے سروں کو تمہارے پیروں کے نیچے ڈلوا دیتا یزید بن عبدالمدان نے عرض کیا ہم آپ کے یا خالد کے شکر گذار نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا پھر کس کے شکر گذار ہو۔ عرض کیا خدا کے شکر گذار ہیں جس نے ہم کو آپ کے ساتھ یا رسول اللہ کی ہدایت کی۔

حضور نے فرمایا تم سچ کہتے ہو پھر فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کس سبب سے زمانۂ جاہلیت میں اپنے مخالفوں پر غالب ہوتے تھے انہوں نے عرض کیا حضور ہم تو کسی پر غالب نہیں ہوتے تھے فرمایا نہیں تم غالب ہوتے تھے۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہم اکٹھے ہو کر دشمن سے لڑتے تھے اور کسی پر ظلم میں پیشدستی نہ کرتے تھے حضور نے فرمایا تم نے سچ کہا اور پھر حضور نے بنی حرث کا قیس بن حصین کو امیر مقرر کیا اور شوال کے آخر یا ذیقعد کے شروع میں ان لوگوں کو رخصت فرمایا۔ اور ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینہ بعد حضور نے انتقال فرمایا اور حضور نے ان کے روانہ ہونے کے بعد عمرو بن حزم صحابی کو ان کے پاس روانہ فرمایا تھا تا کہ ان کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں اور زکوٰۃ وصول کر کے حضور کی خدمت میں روانہ کریں۔ اور ایک وصیت نامہ مشتمل بر نصائح و احکامات لکھ کر ان کو دیا تھا جس کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ۔ یہ بیان ہے خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول خدا کی طرف سے عمرو بن حزم کے واسطے جبکہ اس کو یمن کی طرف روانہ کیا ہر کام میں اس کو خدا کا تقویٰ اور خوف لازم ہے پس بے شک خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں اور میں اس کو یہ حکم دیتا ہوں۔ کہ لوگوں سے اسی قدر مال وصول کرے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکام دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے۔ کہ قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ نہ لگائے اور لوگوں کے نفع اور نقصان کی سب باتیں ان کو سمجھائے اور حق بات میں ان کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ خدا کے نزدیک ظلم مکروہ ہے اور خدا نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور اس کے اعمال سکھائے اور لوگوں کو دین کا عالم بنا دے اور حج کے احکامات اور فرائض اور سنن سے ان کو مطلع کر دے۔ حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی ایک کپڑے میں جو چھوٹا سا ہو نماز نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپٹ سکے اس میں پڑھ لے اور ستر کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدی میں مردوں کو بالوں کا جوڑا باندھنے سے بھی منع کرے اور جب آپس میں جہالت کی جنگ ہو تو قبائل کو مدد پر بلانے سے لوگوں کو منع کرے اور چاہئے کہ خدا کی طرف یعنی جہاد کے واسطے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے واسطے اور جو اس بات کو نہ مانے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کو مان لے اور سب توحید خدا کے مقر ہو جائیں۔ اور چاہئے کہ لوگوں کو اچھی طرح سے وضو کرنے کا حکم کرے مونہوں کو دھوئیں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک اور سروں پر مسح کریں جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے۔

اور نماز کو وقت پر پورے رکوع وسجود اور خشوع کے ساتھ ادا کریں۔ صبح کی نماز اول وقت پڑھیں اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جبکہ سورج مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستاروں کے نکلنے سے پہلے اور عشا کی نماز رات کے پہلے حصہ میں ادا کریں۔

اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے واسطے تیار ہو کر آجائیں اور نماز میں جانے سے پہلے غسل کریں۔ اور لوگوں کو حکم کرو کہ مال غنیمت میں سے خدا کا خمس جو اس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں۔ بارانی اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف العشر محصول وصول کریں اور دس اونٹوں کی زکوٰۃ دو بکریاں اور بیس کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس میں سے ایک جذعہ نر یا مادہ وصول کریں اور چالیس بکریوں جنگل کی چرنے والیوں میں سے ایک بکری وصول کریں۔ یہ خدا کا فریضہ ہے جو زکوٰۃ

میں اس نے مومنوں پر مقرر کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا اس کے واسطے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی دین اسلام قبول کرے وہ ہر حکم میں مسلمانوں کی مثل ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین پر قائم رہے پس ان میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ کا لازم ہے یا اس کی قیمت کے موافق کپڑا یا اور کوئی چیز دے پس اگر وہ اس جزیہ کو ادا کرے گا تو وہ خدا اور رسول کی ذمہ داری سے اور جو یہ جزیہ ادا نہ کرے گا پس وہ خدا اور رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔ **صلوات اللہ علی محمد** ﷺ **والسلام علیك ورحمته اللہ وبرکاته۔**

رفاعہ بن زید جذامی کا حاضر ہونا

خیبر کی جنگ سے پہلے حدیبیہ کی صلح میں رفاعہ بن زید جذامی ثم الضبیبی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور ایک غلام بھی حضور کی نذر گذرانا۔ حضور نے ایک نامہ ان کے واسطے ان کی قوم کو لکھ دیا جس کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ نامہ محمد رسول خدا ﷺ کی طرف سے رفاعہ بن زید کے واسطے ہے مشتمل بر ایں معنی کہ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تاکہ یہ ان کو خدا اور رسول کی طرف بلائیں۔ پس جو ان کی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہوگا وہ خدا اور رسول کے گروہ میں ہے اور جو انکار کرے گا اس کو دو مہینہ کی مہلت ہے۔ پھر جب رفاعہ اپنی قوم میں پہنچے ساری قوم ان کی مسلمان ہوگئی۔ اور سب نے مقام جرۃ الرجلاء میں اپنی بود و باش اختیار کی۔

وفد ہمدان کی حاضری

جب حضور غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے ہیں ہمدان کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں یہ لوگ رؤساء قوم تھے مالک بن نمط اور ابوثور یعنی ذوالمشعار اور۔ مالک بن ایفع۔

مالک خارفی وغیرہم اور یہ لوگ صبری چادریں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے بڑے ادب اور جوش سے چلے تھے جب حضور کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو مالک بن ایفع نے عرض کی کہ حضور ہمدان خدمت عالی میں حاضر ہیں خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا فکر نہیں کرتے بڑے بہادر ہیں خدا اور رسول کی دعوت کو انہوں نے قبول کیا ہے اور بت پرستی چھوڑ دی ہے عہد کے یہ لوگ بڑے پکے ہیں کبھی ان کا پیمان شکستہ نہیں ہو سکتا۔ پس حضور نے یہ عہد نامہ لکھ کر ان کو عنایت کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁ یہ عہد نامہ ہے محمد رسول خدا ﷺ کی طرف سے واسطے مخلاف خارف اور اہل جناب الہضب اور حقاف الرمل کے اور ذی المشعار ان کے قافلہ سالار اور مالک بن نمط کے اور جن لوگوں نے ان کی قوم میں سے اسلام قبول کیا ہے اس بات پر کہ یہ لوگ جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین ان کی ہے جب تک یہ نماز کو قائم کریں اور زکوۃ دیں اس زمین کی پیداوار یہ کھائیں۔ اور اپنے جانوروں کو چرائیں ان کے واسطے اس بات پر خدا کا عہد اور اس کے رسول کا ذمہ ہے اور مہاجرین اور انصار اس عہد نامہ کے گواہ ہیں۔

دونوں کذابوں یعنی مسیلمہ حنفی اور اسودِ عنسی کا بیان

ابن اسحق کہتے ہیں حضور کے زمانہ میں جن دو شخصوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا ایک مسیلمہ بن حبیب نے یمامہ میں بنی حنیفہ کے اندر اور دوسرے اسود بن کعب عنسی نے صنعاء یمن میں۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں میں نے ایک روز حضور سے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! میں شب قدر کو دیکھا اور پھر میں اس کو بھول گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھ کو وہ برے معلوم ہوئے ہیں میں نے ان پر پھونک ماری وہ اڑ گئے۔ پس میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے کہ اس سے یہ دونوں کذاب مراد ہیں ایک یمن والا اور دوسرا یمامہ والا۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

حضور ﷺ کا ممالک مفتوحہ اسلام میں حکام اور اعمال کو روانہ فرمانا

ابن اسحق کہتے ہیں حضور نے ہر ایک شہر مفتوحہ اسلام کی طرف ایک حاکم روانہ کیا۔ چنانچہ مہاجرین امیہ بن مغیرہ کو شہر صنعاء یمن میں بھیجا اور اسود عنسی نے ان پر خروج کیا۔ اور زیاد بن لبید بیاضی انصاری کو شہر حضر موت کے صدقات کی تحصیل کے واسطے روانہ کیا۔

اور عدی بن حاتم طائی کو بنی طے اور بنی اسد پر حاکم بنایا۔ اور مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ کی تحصیل پر بھیجا اور بنی سعد کی تحصیل کے واسطے دو شخص روانہ کئے ایک طرف زبرقان بن بدر اور دوسری طرف قیس بن عاصم۔ اور علاء بن حضرمی کو حضور بحرین پر بھیج چکے تھے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب کو اہل نجران کی زکوۃ اور جزیہ تحصیل کرنے کے واسطے بھیجا۔

مسیلمہ کذاب کا حضور کی خدمت میں خط بھیجنا اور حضور کا جواب

مسیلمہ نے اس مضمون کا خط حضور کو بھیجا یہ نامہ ہے مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کو سلام علیک اما بعد میں تمہارا نبوت میں شریک کیا گیا ہوں لہٰذا نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی ہے مگر قریش حد سے بڑھتے ہیں۔ یہ خط لے کر مسیلمہ کے دو قاصد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں جو اس نے یعنی مسیمہ نے کہا ہے حضور نے فرمایا اگر قاصد کے قتل کرنے کا قاعدہ ہوتا تو ضرور میں تم دونوں کو قتل کراتا پھر مسیلمہ کو یہ جواب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ یہ نامہ ہے محمد رسول خدا کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو سلام ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد زمین خدا کی جس کو وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عنایت کرتا ہے اور عاقبت پرہیز گاروں کے واسطے ہے۔ یہ واقعہ ۱۰ھ کے آخر کا ہے۔

حجۃ الوداع کا بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب ذیقعدہ کا مہینہ آیا حضور نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں کو تیاری کے واسطے حکم دیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے پچیسویں ذیقعدہ کو حج کے واسطے سفر کیا اور مدینہ میں ابودجانہ ساعدی اور بقول بعض سباع بن عرفطہ غفاری کو حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں جب مقام شرف میں پہنچے تو حضور نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور یہیں مجھ کو ایام آ گئے۔ پس حضور میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی۔ اور انہوں نے کہا اے عائشہ کیا ہوا۔ تم کو ایام آ گئے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرماتی ہیں اس وقت میں یہ کہتی تھی کہ کاش میں اس سفر میں حضور کے ساتھ نہ آتی۔

حضور نے کہا ایسا نہ کہو جو حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرنا فقط بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ کہتی ہیں جب لوگ مکہ میں آئے تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا سب حلال ہو گئے اور حضور کی عورتوں نے بھی عمرہ ہی کیا تھا۔ پھر جب قربانی کا دن ہوا۔ تو بہت سا گائیں کا گوشت میرے گھر میں آیا میں نے دریافت کیا یہ کیسا ہے۔ لانے والے نے کہا حضور نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے ذبح کی ہے پھر جب لیلۃ الحصبہ ہوئی حضور نے میرے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کو میرے پاس مقام تنعیم سے عمرہ کرانے کے واسطے بھیجا اس عمرہ کے بدلہ میں

جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا۔

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کہتی ہیں حضور نے اپنی عورتوں کو عمرہ کر کے حلال ہونے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کیوں نہیں حلال ہوتے ہیں۔ فرمایا میں قربانی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ اس کو ذبح کر کے حلال ہوں گا۔

حضرت علی کا یمن سے آتے ہوئے حضور سے حج میں ملنا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت علی کو حضور نے نجران کی طرف بھیجا تھا وہاں سے واپس آتے میں حضرت علی مکہ میں آئے حضور حج کے واسطے پہلے سے آئے ہوئے تھے حضرت علی اپنی زوجہ حضرت فاطمہ کے پاس گئے۔ ان کو دیکھا تو وہ حلال ہو گئی تھیں۔ حضرت علی نے پوچھا اے رسول خدا کی صاحبزادی تم ابھی سے حلال ہو گئیں۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا ہاں حضور نے ہم کو عمرہ کا حکم دیا تھا ہم عمرہ کر کے حلال ہو گئے پھر حضرت علی حضور کے پاس آئے اور جب اپنے سفر کے حالات بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو حضور نے فرمایا تم جا کر طواف کرو اور جیسے لوگ حلال ہوئے ہیں تم بھی حلال ہو جاؤ۔ حضرت علی نے عرض کیا حضور میں نے یہ نیت کی تھی۔ کہ اللہ میں وہ احرام باندھتا ہوں۔ جو تیرے نبی اور تیرے بندہ اور رسول محمد مصطفی ﷺ نے باندھا ہے حضور نے فرمایا تمہارے پاس قربانی بھی ہے حضرت علی نے عرض کیا قربانی تو نہیں ہے۔ پس حضور نے اپنی قربانی میں ان کو شریک کیا۔ اور یہ اسی احرام کے ساتھ رہے اور حضور کے ساتھ حلال ہوئے اور حضور نے ان کی اور اپنی دونوں کی طرف سے قربانی کی۔

یزید بن رکانہ کہتے ہیں جب حضرت علی حضور سے ملنے کے واسطے مکہ میں آئے تو لشکر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے اور ایک شخص کو اس پر حاکم مقرر کیا تھا اس شخص نے توشہ خانہ میں سے ایک ایک کپڑا نفیس نکال کر سارے لشکر میں تقسیم کر دیا کہ اس کو اوڑھ لو۔ جب یہ لشکر اس صورت سے مکہ کے قریب پہنچا حضرت علی ملنے کے واسطے تشریف لائے اور ان کپڑوں کو دیکھ کر اس شخص سے جس کو حاکم کیا تھا پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اس نے کہا میں نے یہ کپڑے اس واسطے تقسیم کئے ہیں تاکہ یہ لشکر لوگوں میں اپنی عزت ظاہر کرے حضرت علی نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو جلد یہ کپڑے ان لوگوں سے لے کر توشہ میں حضور کے پاس پہنچنے سے پہلے داخل کر چنانچہ وہ کپڑے سارے لشکر سے لے کر داخل کئے گئے۔ لشکر کے لوگوں نے حضور سے حضرت علی کے اس برتاوے کی شکایت کی حضور نے فرمایا اے لوگو علی کی شکایت تم نہ کرو علی خدا کے معاملہ میں بہت مضبوط ہے اس کی شکایت کرنی لائق نہیں ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر حضور نے حج کیا اور لوگوں کو مناسک حج یعنی حج کے طریقے اور قاعدے بتلائے

پھر حضور نے ایک طویل خطبہ پڑھا اور بہت سے احکامات امت کے واسطے بیان فرمائے چنانچہ حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو میری بات غور سے سنو شاید آئندہ میں تم سے اس جگہ کبھی ملاقات نہ کروں اے لوگو تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ یہاں تک اپنے پروردگار سے جا موشل تمہارے اس دن کی حرمت کے اور اس مہینہ کی حرمت کے۔

اور بیشک تم اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہو گے۔ اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال کرے گا اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں۔ پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی امانت ادا کر دے۔ اور کوئی شخص اپنے قرض دار سے بجز راس المال کے سود نہ لے کیونکہ سود خارج کر دیا گیا ہے۔ اور خدا نے اس کا فیصلہ فرما دیا ہے اور عباس بن عبدالمطلب کا سود بھی خارج ہے اور جس قدر خون زمانہ جاہلیت کے تھے سب خارج ہیں اور سب سے پہلے جو خون زمانہ جاہلیت کا میں خارج کرتا ہوں وہ خون ابن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کا ہے جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔ پس یہ جاہلیت کے خون معاف کرنے میں میں ابتدا کرتا ہوں۔

اور اے لوگو اس تمہارے ملک میں شیطان اپنی پرستش کئے جانے سے ناامید ہو گیا ہے یعنی ملک عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہو گی مگر ہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہو گیا ہے جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کرو گے۔ پس تم کو اپنے دین کی شیطان سے حفاظت لازم ہے۔

اے لوگو نسیٔ کی بدعت جو کفاروں نے ایجاد کی تھی یہ کفر کی زیادتی میں شمار ہے یعنی حرام مہینوں کو حلال کے بدلہ میں حلال مہینوں کو حرام کر لینا خدا نے ہمیشہ سے بارہ مہینے رکھے ہیں۔ جن میں سے چار ہیں۔ تین پے در پے یعنی ذیقعد ذی الحج اور محرم اور ایک رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

اور اے لوگو تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ کسی سے زنانہ کرائیں اور کوئی فحش بات ظاہراً نہ کریں۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم ان کو اپنے سے جدا سلاؤ۔ اور ایسی مار مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو۔ پھر اگر وہ ان باتوں سے باز آ جائیں۔ تو ان کا کھانا کپڑا حسب حیثیت تمہارے ذمہ میں ہے۔

اے لوگو عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتی ہیں۔ اور تم نے ان کو خدا کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ ان کو حلال کیا ہے۔ پس اے لوگو میرے ان احکام کو خوب سمجھو اور میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو تم مضبوط پکڑے رہو گے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

اے لوگو میری ان باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان

ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لینی حلال نہیں ہے سوا اس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے بخش دے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا پھر آپ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے تیرے احکامات بندوں کو پہنچا دیے۔ سب حاضرین نے عرض کیا حضور ہاں بیشک آپ نے احکامات الٰہی ہم کو پہنچا دیے حضور نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مقام عرفات میں حضور خطبہ پڑھ رہے تھے اور ربیعہ بن امیہ بن خلف آپ کے پاس کھڑے تھے آپ ان سے فرماتے تھے۔ کہ تم لوگوں سے کہو کہ اے لوگو رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے۔ لوگ کہتے کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ حضور ربیعہ سے فرماتے۔ کہ ان سے کہہ دو کہ بیشک خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں حرام کر دیے ہیں جب تک کہ تم اپنے رب سے مو مثل اس مہینہ کی حرمت کے پھر حضور ربیعہ سے فرماتے کہ لوگوں سے کہو۔ اے لوگو! رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے ربیعہ لوگوں میں آواز دیتے لوگ کہتے یہ شہر بلد الحرام ہے۔ حضور ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو کہ خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپ میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ مثل اس شہر کی حرمت کے۔

پھر حضور ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو رسول خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے لوگ جواب دیتے کہ یہ حج اکبر کا روز ہے حضور ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو خدا نے تمہارے مال اور خون تمہارے آپ میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے مو مثل اس دن کی حرمت کے۔

عمرو بن خارجہ کہتے ہیں مجھ کو عتاب بن اسید نے کسی ضرورت کے واسطے حضور کی خدمت میں بھیجا تھا۔ میں جب حضور کے پاس آیا۔ آپ مقام عرفات میں سانڈنی پر سوار کھڑے تھے میں عتاب کا پیغام پہنچا کر وہیں آپ کی سانڈنی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کہ اس کی مہار میرے سر کے اوپر تھی۔ پس میں نے سنا آپ فرما رہے تھے۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق پہنچا دیا ہذا وارث کے واسطے وصیت جائز نہیں ہے اور زنا کی اولاد عورت کو ملے گی اور زانی کے واسطے پتھر ہیں اور جو شخص دوسرے کے نسب میں ملے گا یا کسی کا آزاد غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اپنے تئیں منسوب کرے گا اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور خدا اس کا کوئی نیک کام مقبول نہ فرمائے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب عرفات کے پہاڑ پر آپ کھڑے ہوئے فرمایا یہ سارا پہاڑ موقف ہے۔ اور جب

مزدلفہ میں پہنچ کر فرمایا سارا مزدلفہ موقف ہے پھر منیٰ میں فرمایا سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے۔ اور اسی طرح حضور نے سارے حج کے احکامات لوگوں کو بتلائے کنکریوں کا مارنا اور کعبہ کا طواف کرنا اور حج میں جو باتیں جائز ہیں اور ناجائز ہیں سب بتائیں اسی سبب سے حج کو حجۃ الابلاغ کہتے ہیں اور حجۃ الوداع اس سبب سے کہتے ہیں کہ حضور نے پھر اس کے بعد حج نہیں کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسامہ بن زید کو ملک فلسطین کی طرف روانہ فرمانا

ابن اسحٰق کہتے ہیں اس حج سے واپس آ کر حضور ذی الحج کا باقی مہینہ اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے پھر آپ نے مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کر کے اسامہ بن زید کو اس کا سردار کیا اور فلسطین کے ملک سے شہر بلقار کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ اس لشکر میں مہاجرین اولین کثرت سے تھے۔

حضور کے ایلچیوں کا مختلف بادشاہوں کے پاس جانا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے اپنے صحابہ کو نامے دے کر مختلف بادشاہوں کے پاس روانہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو معتبر روایت پہنچی ہے کہ حدیبیہ کے سفر سے واپس آ کر ایک روز حضور نے صحابہ سے فرمایا ہے کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میرے اوپر ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم پر اختلاف کیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اسی بات کی طرف بلایا تھا۔ جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں یعنی بادشاہوں کی طرف ایلچی بنا کر بھیجنے کے واسطے پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے ملکوں میں بھیجا تھا۔ وہ تو خوشی خوشی چلے گئے۔ اور جن کو دور دراز ملکوں میں بھیجا تھا وہ سست ہو گئے۔ اور وہاں جانا ان کو ناگوار گذرا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی خدا سے شکایت کی خداوند تعالیٰ نے ان کی زبانیں اس ملک کی کر دیں۔ جس کی طرف عیسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا اور اسی زبان میں یہ لوگ بولنے لگے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور نے نامے لکھ کر اپنے اصحاب کو عنایت کئے۔ اور ان کو بادشاہوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس اور عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ بادشاہ فارس کے پاس روانہ کیا۔ اور عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف اور حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس بادشاہ مصر کے پاس اور عمرو بن عاص سہمی کو جیفر اور عیاذ جلندی کے دونوں بیٹوں کی طرف بھیجا یہ دونوں قوم ازد سے عمان کے بادشاہ تھے۔ اور سلیط بن عمرو عامری کو ثمامہ بن اثال اور ہوذہ بن علی یمامہ کے بادشاہوں کے پاس بھیجا

اور علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی عبدی بادشاہ بحرین کے پاس روانہ فرمایا۔ اور شجاع بن وہب اسدی کو حرث بن ابی شمر غسانی بادشاہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں شجاع بن وہب کو حضور نے جبلہ بن ایہم غسانی کی طرف اور مہاجر بن امیہ مخزومی کو حرث بن عبد کلال حمیری کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں مجھ سے یزید بن ابی حبیب مصری نے بیان کیا کہ ان کو ایک کتاب ملی جس میں حضور کے بادشاہان روئے زمین کی طرف ایلچیوں کے روانہ فرمانے کا ذکر تھا اور جس طرح کہ اوپر لکھ گیا ہے سب اس کتاب میں مندرج تھا۔ یزید کہتے ہیں وہ کتاب میں نے ابن شہاب زہری کو بھیج دی۔ انہوں نے اس کو پڑھ کر سب حال معلوم کیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو زمین کے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کرنے کے واسطے بھیجا تھا۔ اور ان حواریوں کے ساتھ ان کے اتباع بھی تھے چنانچہ بطرس حواری کو جس کے ساتھ بولس بھی تھا ملک رومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا۔ بولس حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ یہ اتباع میں سے تھا۔ اور متا حواری کو اس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھالیتے ہیں اور توماس کو ملک بابل اور قیلیس کو افریقہ کے شہر قرطاجنہ اور یحنس کو افسوس کی طرف جو اصحاب کہف کا شہر ہے روانہ کیا اور یعقوبیس کو اروشلم کی طرف جو ملک ایلیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے پاس ہے روانہ کیا۔ اور ابن ثلمالی کو ملک حجاز میں بھیجا اور یمن کو بربر میں اور یہودا کو اور یہ حواریوں میں سے نہ تھا یودس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا۔

کل غزوات کا اجمالی بیان

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور سردار عالم ﷺ بہ ذات خاص ستائیس غزوات میں تشریف لے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے سب سے پہلے غزوۂ ابواء پھر غزوۂ بواط مقام رضوئی کی طرف پھر غزوۂ عشیرہ کی طرف پھر غزوۂ بدر اولیٰ کرز بن جابر کی تلاش میں پھر بدر کا وہ غزوہ جس میں خداوند تعالیٰ نے سرداران قریش کو قتل کرایا۔ پھر غزوۂ بنی سلیم جس میں آپ مقام کدر تک تشریف لے گئے تھے۔ پھر غزوہ سویق ابوسفیان کی تلاش میں۔ پھر غزوہ غطفان جس کو ذی امر کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوہ بحران خاص حجاز میں۔ پھر غزوۂ احد۔ پھر غزوۂ حمراء الاسد۔ پھر غزوۂ بنی نضیر۔ پھر غزوہ ذات الرقاع مقام نخل میں۔ پھر غزوۂ بدر الآخر پھر غزوۂ دومۃ الجندل۔ پھر غزوۂ خندق پھر غزوۂ بنی قریظہ۔ پھر غزوۂ بنی لحیان بذیل سے۔ پھر غزوۂ ذی قرد۔ پھر غزوۂ بنی مصطلق خزاعہ سے پھر غزوۂ حدیبیہ جس میں جنگ کا قصد نہیں تھا۔ اور مشرکوں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا تھا۔ پھر غزوۂ خیبر۔

پھر عمرۃ الاقضاء پھر غزوہ فتح مکہ۔ پھر غزوہ حنین۔ پھر غزوہ طائف پھر غزوہ تبوک۔

ان سب غزووں میں سے کل نو غزوات میں جنگ ہوئی۔ ① بدر اور ② احد اور ③ خندق اور ④ قریظہ اور ⑤ مصطلق اور ⑥ خیبر اور ⑦ فتح مکہ اور ⑧ حنین اور ⑨ طائف میں۔

ان سب لشکروں کا اجمالی بیان جو حضور نے روانہ فرمائے

سب چھوٹے اور بڑے اڑتیس لشکر حضور نے مختلف جوانب کی طرف روانہ فرمائے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ عبیدہ بن حرث کا لشکر ثنیہ ذی المروہ کی طرف۔ اور حضرت حمزہ کا لشکر ساحل بحر کی طرف اور بعض لوگ حضرت حمزہ کے لشکر کی روانگی عبیدہ کے لشکر سے پہلے بیان کرتے ہیں۔ پھر سعد بن ابی وقاص کا غزوہ مقام خرار میں۔ اور عبداللہ بن جحش کا غزوہ نخلہ میں اور زید بن حارثہ کا غزوہ مقام قردہ میں اور محمد بن مسلمہ کا غزوہ کعب بن اشرف یہودی سے اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کا غزوہ رجیع میں اور منذر بن عمرو کا غزوہ بیر معونہ میں۔ اور ابوعبیدہ بن جراح کا غزوہ عراق کے راستہ میں۔ اور عمر بن خطاب کا غزوہ بنی عامر سے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب کا غزوہ یمن میں۔ اور غالب بن عبداللہ کلبی کا غزوہ بنی ملوح سے۔

غالب بن عبداللہ لیثی کا بنی ملوح پر جہاد کرنا

جندب بن مکیث جہنی کہتے ہیں حضور نے ایک چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ کلبی کی سرکردگی میں بنی ملوح کی طرف جو مقام کدید میں رہتے تھے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ ان پر جہاد کرنا۔ جندب کہتے ہیں میں اس لشکر میں تھا۔ پس ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم مقام کدید کے قریب پہنچے حرث بن مالک یعنی ابن البرصاء اللیثی ہم کو ملا۔ ہم نے اس کو گرفتار کرلیا اس نے کہا میں تو اسلام قبول کر کے حضور کی خدمت میں جاتا تھا۔ تم نے ناحق مجھ کو گرفتار کیا۔ ہم نے کہا اگر تم مسلمان ہو اور حضور کے پاس جاتے ہو پس تم کو ایک رات ہمارے پاس رہنے سے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اور پھر ہم نے اس کی مشکیں باندھ کر ایک سپاہی کے حوالہ کیا اور اس کو تاکید کر دی کہ اگر اس کی کوئی خلاف حرکت دیکھو تو فوراً اس کا سر اتار لینا۔ پھر روانہ ہو کر ہم غروب آفتاب کے وقت مقام کدید میں پہنچے۔ پس ہم جنگل کے ایک کنارہ میں اترے ہوئے تھے۔

جندب کہتے ہیں میرے ساتھیوں نے مجھ کو لشکر کی نگہداشت اور دشمن کی خبر کے واسطے بھیجا۔ میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ گیا۔ کیونکہ اس ٹیلہ پر سے بنی ملوح کے تمام مکانات خوب نظر آتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مکان سے باہر نکلا اور اپنی بیوی سے اس نے کہا مجھ کو سامنے ٹیلہ پر کچھ سیاہی نظر آتی ہے پہلے کسی

وقت میں نے نہیں دیکھی تھی تو اپنے برتنوں کو دیکھ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی ہے۔ اس نے سب چیزوں کو دیکھا اور کہا نہیں کوئی چیز گم نہیں ہوئی ہے مرد نے کہا میری کمان اور دو تیر مجھ کو دے عورت نے اس کو دئے۔

اور اس نے ایک تیر میرے پہلو پر مارا میں نے اس کو نکال کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اور وہاں سے حرکت نہ کی۔ پھر دوسرا تیر اس نے میرے شانہ پر مارا میں نے اس کو بھی نکال کر رکھ لیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر یہ کوئی آدمی ہوتا تو ضرور حرکت کرتا میرے دو تیر اس کو لگے اور اس نے حرکت تک نہیں کی معلوم ہوتا ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے صبح کو تو جا کر میرے تیر اٹھا لائیو۔ اور پھر یہ شخص اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔

جندب کہتے ہیں رات کو ہم نے ان لوگوں سے کچھ نہیں کہا چین سے یہ سوتے رہے جب سحر کا وقت ہوا۔ ہم نے ان پر حملہ کیا اور خوب قتل و غارت کر کے تمام مال و اسباب اور جانوران کے لوٹ کر ہم روانہ ہوئے پھر ہمارے تعاقب میں یہ لوگ بھی جمع ہو کر آئے۔

جب یہ ہم سے قریب پہنچے تو ہمارے ان کے درمیان میں ایک جنگل تھا ہم اس کے پرلے کنارہ پر تھے اور یہ اورلے کنارہ پر پہنچے تھے۔ کہ خدا جانے کہاں سے اس جنگل میں اس زور کی پانی کی ایک رو آئی کہ وہ لوگ اس سے عبور کر کے ہم تک نہ پہنچ سکے۔ ہم کھڑے ہو کر ان کی مجبوری اور پریشانی کا تماشہ دیکھنے لگے۔ پھر ہم نے ان کے سب جانوروں کو اکٹھا کر کے آگے کو ہکایا۔ اور بہت جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ بیچارے وہیں رو کے کنارہ پر کھڑے رہ گئے۔ اور اس غزوہ میں مسلمانوں کا شعار رات کے وقت امت امت تھا۔

اب پھر میں ان لشکروں کا بیان کرتا ہوں جو حضور نے روانہ فرمائے

حضرت علی بنی عبداللہ بن سعد اہل فدک پر جہاد کرنے تشریف لے گئے۔ اور ابو عوجاء سلمی نے بنی سلیم پر جہاد کیا اور یہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔ اور عکاشہ بن محصن نے غمرہ پر جہاد کیا۔ اور ابو سلمہ بن عبدالاسد نے نجد کی طرف بنی اسد سے ایک چشمہ پر جس کا نام قطن تھا جنگ کی اور وہیں مسعود بن عروہ شہید ہوئے۔ اور محمد ﷺ بن مسلمہ حارثی نے مقام قرطاء میں ہوازن سے جنگ کی اور بشیر بن سعد بن مرہ نے فدک پر جہاد کیا اور بشیر بن سعد ہی نے خیبر کی ایک جانب جہاد کیا اور زید بن حارثہ نے مقام جموم میں جو بنی سلیم کا ملک ہے جہاد کیا۔ اور زید بن حارثہ ہی نے جذام پر ملک حسمیٰ میں جہاد کیا۔

زید بن حارثہ کے جذام پر جہاد کرنے کا بیان

ابن اسحق کہتے ہیں جذام کے چند لوگوں کا بیان ہے جو اس واقعہ کے خوب جاننے والے تھے کہ رفاعہ

بن زید جذامی جب حضور ﷺ کی خدمت سے اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔ تو قوم کے نام حضور کا خط بھی لائے تھے۔ جس میں حضور نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت کی تھی۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ دحیہ بن خلیفہ کلبی ملک شام سے واپس ہوتے ہوئے اس طرف گذرے۔ اور دحیہ قیصر روم کے پاس حضور کا نامہ لے کر گئے تھے اور کچھ مال تجارت بھی ان کے پاس تھا۔ جب یہاں پہنچے۔ تو ایک وادی میں جس کا وادی شنار نام تھا ٹھہرے۔ ہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن ہنید نے ان کا مال لوٹ لیا اور یہ لوگ بنی صلیع میں رہتے تھے جو جذام کی ایک شاخ ہے۔ یہ خبر بنی ضبیب یعنی رفاعہ بن زید کے لوگوں کو پہنچی یہ ہنید اور اس کے بیٹے پر جا پڑے اور خوب جنگ ہوئی۔ قرۃ بن اشقر ضفادی ثم الصلعی نے ایک تیر نعمان بن ابی جعال کو مارا اور جب یہ تیر ان کے گھٹنہ میں لگا۔ تو کہنے لگا کہ اس تیر کو ابن لبنی کی طرف سے لے یعنی نعمان کی ماں کا نام تھا۔ اور حسان بن ملہ ضبیبی دحیہ کا صحبت یافتہ تھا اور دحیہ نے اس کو سورۃ فاتحہ سکھائی تھی غرض کہ رفاعہ بن زید کے لوگوں نے دحیہ کلبی کا سارا مال ان سے لے کر دحیہ کے حوالہ کیا اور دحیہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ اور ہنید اور اس کے بیٹے کے قتل کرنے کی درخواست کی حضور نے زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار کر کے بنی جذام کی طرف روانہ کیا۔

اور جذام کی شاخ غطفان اور وائل اور سلامان اور سعد بن ہدیم کے لوگ جب رفاعہ بن زید ان کے پاس حضور کا نامہ لائے ہیں تو یہ سب مقام حرہ رجلاء میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ اور رفاعہ بن زید کراع ربہ میں تھے زید کے لشکر کی ان کو بالکل خبر نہ تھی اور بنی ضبیب کے چند لوگ ان کے ساتھ تھے۔ اور باقی وادی مدان میں تھے حرہ کے مشرقی کنارہ پر جہاں چشمہ جاری ہے اور اولاج کی طرف سے زید کے لشکر نے آ کر مقام ماقض میں حرہ کی طرف سے حملہ کیا اور ہنید اور اس کے بیٹے اور بنی احنف کے دو آدمی اور دو بنی خصیف کے قتل کر کے تمام مال واسباب ان کا جمع کیا اور قیدی بھی گرفتار کیے جب یہ واقعہ بنی ضبیب نے سنا یہ سوار ہو کر زید بن حارثہ کے لشکر کی طرف جو خیفاء مدان میں پڑا ہوا تھا روانہ ہوئے تھے اور ان میں یہ لوگ سردار تھے۔ حسان بن ملہ سوید بن زید کے گھوڑے عجاجہ نام پر سوار تھا اور انیف بن ملہ اپنے باپ ملہ کے گھوڑے رعال نام پر سوار تھا اور ابوزید بن عمرو شمر نام گھوڑے پر سوار تھا پس جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے قریب پہنچے ابوزید اور حسان نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم اگر واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو تمہاری زبان درازی سے ڈر لگتا ہے۔ انیف بن ملہ ٹھہر گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے تھوڑی دور گئے ہوں گے جو انیف بن ملہ کے گھوڑے نے پیروں سے زمین کھودنی اور دنگا کرنا شروع کیا اور آخر ان دونوں کے پیچھے دوڑنے لگا۔ جب انیف ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ خیر تم آئے تو ہو مگر اپنی زبان کو بند رکھنا۔ اور یہ بات ان کے آپس میں قرار پائی کہ حسان بن

ملہ کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کے آپس میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک کلمہ رائج تھا کہ اس کو یہی لوگ سمجھتے تھے یعنی جب کوئی کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تھا تو کہتا تھا بوری۔ اب جو یہ لوگ زید کے لشکر کے سامنے آئے لشکر کے لوگ ان کے پکڑنے کو دوڑے حسان نے ان لوگوں سے کہا ہم مسلمان ہیں۔ اور اول لشکر سے جو شخص ان کی طرف آیا وہ اوہم گھوڑے پر سوار تھا ان لوگوں کو یہ شخص لشکر کے اندر لے چلا۔ انیف بن ملہ نے کہا بوری حسان نے کہا خبردار ایسی حرکت نہ کیجو پھر جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں زید نے کہا اگر مسلمان ہو تو فاتحہ پڑھو حسان نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی زید بن حارثہ نے اپنے لشکر میں اعلان کرا دیا کہ یہ لوگ جو آئے ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور ان کی چیزیں لوٹ میں جو جو مسلمان کے پاس ہوں وہ واپس ان کو دے دو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جوابی ذبر بن عدی کی بیوی تھی وہ بھی موجود تھی زید نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہن کو لے جاؤ۔ یہ سن کر ام فزار ضلعیہ نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہنوں کو تو لے جاتے ہو۔ اور ماؤں کو چھوڑ دیتے ہو۔ بنی ضبیب میں سے ایک شخص نے ام فزار کو جواب دیا کہ یہ لوگ بنی ضبیب ہیں۔ ان کی جادو بیانی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اب بھی اسی جادو بیانی سے انہوں نے اپنی بہن کو چھڑا لیا۔ ایک لشکری نے یہ بات زید بن حارثہ سے بیان کی زید نے اس عورت یعنی حسان کی بہن کو قید سے چھڑا کر حکم دیا کہ یہیں اور عورتوں میں جو تمہارے کنبہ کی ہیں بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے حق میں فیصلہ فرمائے۔ یہ لوگ زید کے لشکر سے واپس چلے آئے اور زید نے اپنے لشکر کو اس جنگل کی طرف جدھر سے یہ لوگ آئے تھے اترنے کی ممانعت کر دی۔

یہ لوگ شام کو اپنے گھر پہنچے اور ستو پی کر راتوں رات سوار ہو کر رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں۔ ابوزید بن عمرو اور ابوشماس بن عمرو اور سوید بن زید اور ثعلبہ بن عمرو اور بعجہ بن زید اور بردع بن زید اور مخربہ بن عدی اور انیف بن ملہ اور حسان بن ملہ۔ جب رفاعہ کے پاس یہ لوگ پہنچے ہیں تو صبح کا وقت تھا اور رفاہ حرۃ کی پشت پر ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے حسان نے جاتے ہی رفاعہ سے کہا۔ کہ تم تو یہاں بیٹھے ہوئے بکریوں کا دودھ دھو رہے ہو اور بنی جذام کی عورتیں قید بھی ہو چکیں تم جو نامہ لائے تھے۔ ان کو اس نے دھوکا میں رکھا۔ رفاعہ نے اس بات کے سنتے ہی فوراً اپنا اونٹ منگایا اور اس پر سوار ہوئے۔ اور یہ لوگ بھی امیہ بن ضفارہ کو جو اس مقتول ضبیبی کا بھائی تھا جس کو زید کے لشکر نے قتل کیا تھا۔ ساتھ لے کر رفاہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور تین دن کے بعد مدینہ میں پہنچے جب مدینہ کے اندر داخل ہوئے تو ایک شخص نے ان سے

کہا کہ تم اپنے اونٹوں پر نیچے اتر آؤ ورنہ ان اونٹوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے یہ لوگ اونٹوں سے اتر کر مسجد شریف میں داخل ہوئے حضور نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ آگے آ جاؤ پھر جب رفاء نے گفتگو شروع کی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ سحر بیان ہیں اور دو تین مرتبہ اس شخص نے یہی کہا تب رفاعہ بن زید نے کہا خدا اس شخص پر رحم کرے جو اس وقت نبی ہمارے حق میں نہیں کہتا ہے مگر بھلائی کی بات۔ پھر رفاعہ نے وہ نامہ جو حضور نے ان کو دیا تھا حضور کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ حضور کا قدیم عہد نامہ ہے جس میں اب نئی شکستگی واقع ہوئی حضور نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو بلند آواز سے پڑھ۔ جب اس نے پڑھا اور حضور نے سنا رفاعہ سے واقعہ حال دریافت کیا۔ رفاعہ نے سارا قصہ حارثہ کا بیان کیا۔ حضور نے تین بار فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے۔ ان کے بارے میں میں کیا کروں۔ رفاعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور خوب واقف ہیں کہ ہم نہ حضور پر کسی حلال چیز کو حرام کرانا چاہتے ہیں نہ حرام کو حلال کرنا چاہتے ہیں۔ ابو یزید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ جو لوگ ہمارے قتل ہوئے وہ میرے اس پیر کے نیچے ہیں یعنی ہم ان کے خون کا کچھ مطالبہ نہیں کرتے جو زندہ ہیں وہ ہی ہمارے حوالہ کر دیئے جائیں۔ حضور نے فرمایا ابو زید نے سچ کہا اے علی تم ان کے ساتھ جا کر ان کے سب قیدی چھڑا دو۔ اور ان کا مال بھی دلوا دو حضرت علی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ زید بن حارثہ میرا کہا نہیں مانتے۔ حضور نے فرمایا تم یہ میری تلوار لے جاؤ پھر حضرت علی نے عرض کیا۔ حضور میرے پاس سواری بھی نہیں ہے۔ تب حضور ﷺ نے ان کو ثعلبہ بن عمرو کے اونٹ پر جس کا نام کھال تھا سوار کر کے روانہ کیا جب یہ لوگ مدینہ کے باہر نکلے تو دیکھا کہ زید بن حارثہ کا ایلچی انہیں لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار جس کا نام شمر تھا چلا آتا ہے۔ ان لوگوں نے اس ایلچی کو اونٹ پر سے اتار کر اونٹ اس سے لے لیا۔ اس نے کہا اے علی یہ کیا بات ہے حضرت علی نے فرمایا ان کا مال ہے۔ جنہوں نے لے لیا۔ پھر یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے مقام فیفاء الفحلتین میں جا کر ملے اور سارا مال و اسباب حضرت علی نے مع قیدیوں کے ان کو دلوا دیا۔ چنانچہ اگر کسی عورت کا کپڑا اپنے کجاوہ کے نیچے بھی باندھ لیا تھا تو اس تک کو بھی کھلوا کر دے دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اب پھر میں غزوات کی تفصیل کی طرف عود کرتا ہوں۔ چنانچہ زید بن حارثہ ہی ایک اور غزوہ میں عراق کی طرف گئے۔

زید بن حارثہ کا بنی فزارہ سے جنگ کرنا

یہ جہاد زید بن حارثہ نے عراق کے راستہ میں مقام وادی القریٰ پر بنی فزارہ سے کیا پہلے اس غزوہ میں زید بن حارثہ کو شکست ہوئی یہ خود بھی زخمی ہوئے اور بہت سے ساتھی ان کے مارے گئے جن میں ایک ورد بن

عمرو بن مداش ہذیلی بھی تھے بنی بدر کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا تھا اور جب زید بن حارثہ اس جنگ سے واپس ہوئے ہیں تو انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بنی فزارہ سے بدلہ نہ لے لوں گا غسل نہ کروں گا چنانچہ جب ان کے زخم اچھے ہو گئے تو حضور نے پھر ان کو لشکر دے کر بنی فزارہ کی طرف روانہ کیا اور وادی قریٰ میں زید نے بنی فزارہ میں خوب قتل و غارت کیا اور قیس بن مسحر لحضری نے مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر قید ہوئی۔ یہ ایک بڑی عمر رسیدہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر کے پاس تھی اور ایک بیٹی بھی اس کی تھی۔ زید بن حارثہ نے قیس بن مسحر کو ام قرفہ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور قیس نے اس کو قتل کیا پھر زید بن حارثہ ام قرفہ کی بیٹی کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ لڑکی سلمہ بن عمرو بن اکوع کی حفاظت میں تھی کیونکہ سلمہ ہی نے اس کو گرفتار کیا جب حضور کی خدمت میں پہنچے تو سلمہ نے اس لڑکی یعنی ام قرفہ کی بیٹی کو لے کر حضور سے مانگ لیا حضور نے دے دیا۔ سلمہ نے اس کو اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کی نذر کر دیا۔ چنانچہ حزن سے اس کے ہاں عبدالرحمن بن حزن پیدا ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ ام قرفہ اپنی قوم میں ایسی بلند مرتبہ سمجھی جاتی۔ کہ لوگ تمنا کرتے تھے کہ ہم کو ام قرفہ کی سی عزت نصیب ہو۔

عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ خیبر پر

عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پر دو مرتبہ حملہ کیا ہے جس میں سے ایک حملہ وہ ہے جس میں یسیر بن زُرام کو قتل کیا۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ یسیر بن زرام نے خیبر میں حضور کی جنگ کے واسطے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ حضور نے عبداللہ بن رواحہ کو چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ جن میں ایک عبداللہ بن انیس بھی تھے جب یہ صحابہ بسیر بن زرام کے پاس آئے تو اس سے کہا کہ تو حضور کی مخالفت نہ کر۔ ہمارے ساتھ چل کر مسلمان ہو جا ہم حضور سے تجھ کو کہیں کی حکومت دلوا دیں گے۔ اور تیری بڑی عزت ہوگی۔ اس نے منظور کر لیا عبداللہ بن انیس نے اس کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور یہ یہودیوں کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے راستہ میں اس کے دل میں بدی کا ارادہ پیدا ہوا اور صحابہ کے ساتھ آنے سے یہ پچھتایا عبداللہ بن انیس اس کے ارادہ کو سمجھ گئے مگر اس نے ایک تلوار عبداللہ بن انیس کے سر پر مار ہی دی۔ جس سے اس کے سر میں خفیف زخم آیا۔ پھر عبداللہ نے ایسی تلوار اس کو ماری کہ اس کا پیر کٹ کر الگ جا پڑا اور صحابہ نے اس کے ساتھی یہودیوں کو قتل کیا صرف ایک یہودی بھاگ کر بچ گیا۔ جب عبداللہ بن انیس حضور کی خدمت میں آئے تو حضور نے ان کے زخم پر اپنی لب مبارک لگا دی جس کی برکت سے ان کا زخم بغیر پکنے اور تکلیف دینے کے اچھا ہو گیا۔

اور ایک غزوہ عبداللہ بن عتیک نے ابو رافع بن ابی الحقیق کے قتل کے واسطے خیبر پر کیا۔

عبداللہ بن انیس کا غزوہ خالد بن سفیان بن نبیح کے قتل کے واسطے

خالد بن سفیان مقام نخلہ یا عرنہ میں حضور کے مقابلہ کے واسطے لشکر جمع کر رہا تھا حضور نے عبداللہ بن انیس کو اس کی طرف روانہ فرمایا اور عبداللہ نے جاتے ہی اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں حضور نے مجھ کو بلا کر فرمایا۔ کہ میں نے سنا ہے ابن سفیان بن نبیح ہذلی میرے مقابلہ کے واسطے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ نخلہ یا عرنہ میں ہے تم جا کر اس کو قتل کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی علامات کچھ بیان فرمایئے تاکہ میں اس کو پہچان لوں۔ حضور نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو اس کے بدن میں قشعریرہ پاؤ گے۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں میں اپنی تلوار لے کر چلا یہاں تک کہ جب خالد کے پاس پہنچا تو عصر کا وقت تھا اور وہ اپنی عورتوں کے واسطے خیمہ درست کر رہا تھا اور جو علامت قشعریرہ کی حضور نے فرمائی تھی۔ وہ میں نے اس میں دیکھی۔ پس میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس مجھے دیر لگے اور عصر کی نماز میری فوت ہو جائے پس میں اس کی طرف چلتا جاتا تھا۔ اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھتا تھا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا کون ہے میں نے کہا میں ایک عرب ہوں تمہارے پاس اس خبر کو سن کر آیا ہوں کہ تم ان شخص کے واسطے لشکر جمع کر رہے ہو خالد نے کہا ہاں میں اسی کوشش میں ہوں عبداللہ کہتے ہیں میں تھوڑی دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں قابو دیکھ لیا فوراً ایک وار ایسا کیا کہ خالد کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور وہاں سے روانہ ہوا۔ اس کی عورتیں اس کے گرد بیٹھ کر رونے لگیں۔ میں جس وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کامیاب آئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کو قتل کر آیا حضور نے فرمایا سچ کہتے ہو اور پھر حضور مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لائے اور ایک عصا مجھ کو عنایت کیا اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا میں اس کو لے کر باہر آیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ عصا کیسا ہے میں نے کہا حضور نے عنایت کیا ہے۔ اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا لوگوں نے کہا تم جا کر حضور سے پوچھو کہ حضور یہ عصا کس کام کے واسطے ہے۔ میں گیا اور میں نے عرض کیا یہ عصا کس کام کا ہے فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان میں نشانی ہوگا۔

راوی کہتا ہے عبداللہ بن انیس ہمیشہ اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے اور جب انتقال کیا ہے تو وہ عصا ان کے ساتھ دفن کیا گیا۔

اب پھر ہم لشکروں کا حال بیان کرتے ہیں جن کو حضور نے روانہ فرمایا

ابن اسحٰق کہتے ہیں زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کو حضور نے ملک شام کے شہر موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ تینوں وہاں شہید ہوئے۔

اور کعب بن عمیر غفاری کو ذات اطلاح کی طرف جو شام کا ایک شہر ہے روانہ کیا اور وہاں کعب اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو بنی عنبر کی طرف جو بنی تمیم کی ایک شاخ تھے روانہ فرمایا۔

بنی عنبر پر عیینہ بن حصن کا جہاد

حضور نے عیینہ بن حصن کو لشکر دے کر بنی عنبر کی مہم پر روانہ کیا عیینہ نے جاتے ہی اس قوم کو خوب قتل و غارت کیا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں لائے۔

حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اولاد اسمٰعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے حضور نے فرمایا آج ہی عیینہ بنی عنبر کے قیدی لے کر آئے گا۔ ان میں سے ایک قیدی کو ہم تم کو دے دیں گے تم اس کو آزاد کر دینا۔

جب عیینہ ان قیدیوں کو لے کر حضور کی خدمت میں آئے بنی تمیم کے سردار لوگ بھی ان کے پیچھے ہی ان قیدیوں کو چھوڑانے کے واسطے آئے بنی تمیم کے سرداروں کے نام یہ ہیں ربیعہ بن رفیع اور سبرہ بن عمرو اور قعقاع بن معبد اور وردان بن محرز اور قیس بن عاصم اور مالک بن عمرو اور اقرع بن حابس ان سب نے حضور سے گفتگو کی۔ حضور نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا فدیہ لیا۔ بنی عنبر میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے عبداللہ بن ذہب اور اس کے دونوں بھائی اور شداد بن فراس اور حنظلہ بن وارم۔

اور قیدیوں میں ان عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ اسماء بنت مالک اور کاس بنت اری اور نجو د بنت مبد اور حمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر۔ عدی بن جندب بنی عنبر سے تھا اور عنبر بن عمرو بن تمیم ہے۔

غالب بن عبداللہ کا غزوہ بنی مرہ پر

ابن اسحٰق کہتے ہیں غالب بن عبداللہ کلبی لشکر لے کر بنی مرہ پر گئے اور اسامہ بن زید اور ایک انصاری

نے فکر مرواس بن منیک کو جو بنی حرقہ میں سے بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کیا۔ بنی حرقہ قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ ہے۔

اسامہ کہتے ہیں جب میں نے اور ایک انصاری نے مرواس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اس پر بلند کیں۔ اس نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ پس اس وقت ہم اپنا ہاتھ نہ روک سکے اور اس کو ہم نے قتل کر دیا۔ جب ہم حضور کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا اے اسامہ لا الہ الا اللّٰہ کہنے والے کو تو نے کیوں قتل کیا۔ میں نے عرض کیا حضور اس نے جان بچانے کی خاطر کہا تھا آپ نے فرمایا یہ تجھے کیونکر معلوم ہوا۔ اسامہ کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ کہ آپ نے اس قدر اس بات کو مکرر فرمایا کہ میں نے چاہا کاش میں پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا آج ہی ہوتا اور اس شخص کو قتل نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی لا الہ الا اللّٰہ کے کہنے والے کو قتل نہ کروں گا۔ حضور نے فرمایا میرے بعد بھی قتل نہ کیجو۔ میں نے عرض کیا حضور کے بعد بھی قتل نہ کروں گا۔

عمرو بن عاص کا غزوۂ ذات السلاسل پر جانا

عمرو بن عاص کو حضور نے بنی عذرہ کی طرف روانہ کیا تا کہ لوگوں کو ملک شام پر جہاد کرنے کے واسطے جمع کریں۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تھی اسی سبب سے حضور نے عمرو بن عاص کو ان لوگوں کو مالوف اور مطیع کرنے کے واسطے روانہ کیا جب عمرو بن عاص جذام کے ایک چشمہ پر پہنچے جس کا نام سلسل تھا اور اسی سبب سے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا ہے عمرو بن عاص کو دشمنوں سے خوف معلوم ہوا۔ اور حضور سے امداد طلب کی۔ حضور نے ابوعبیدہ بن جراح اور ابوبکر اور عمر اور مہاجرین اور اولین کو ان کی امداد کے واسطے روانہ کیا اور ابوعبیدہ کو حکم دیا کہ تم اختلاف نہ کرنا۔ پس جب ابوعبیدہ عمرو بن عاص کے پاس پہنچے عمرو بن عاص نے کہا کہ میں تم سب کا سردار ہوں کیونکہ تم میری امداد کو آئے ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا تم اپنی جگہ ہو اور میں اپنی جگہ ہوں اور ابوعبیدہ ایک نرم دل اور پاک طینت شخص تھے۔ دنیاوی باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے تھے عمرو بن عاص سے کہنے لگے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تمہارا کہنا مانوں گا کیونکہ حضور نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم دونوں اختلاف نہ کرنا۔ پس عمرو بن عاص ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

رافع بن ابی رافع طائی جن کو رافع بن عمیرہ کہتے ہیں بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک نصرانی شخص تھا اور میرا نام پہلے سرجس تھا اور میں اس ریگستان کے حال سے سب سے زیادہ واقف تھا جاہلیت کے زمانہ میں شتر مرغ کے انڈوں میں پانی بھر کے میں ریت میں دبا دیتا تھا اور لوگوں کے اونٹوں کو لوٹ کر میں اس ریگستان میں چلا آتا تھا۔ پھر کوئی مجھ کو یہاں تلاش نہ کر سکتا تھا اور انڈوں کو نکال کر میں ان میں سے پانی پیتا تھا۔ پھر جب

میں مسلمان ہوا۔ تو حضور نے عمرو بن عاص کے ساتھ اس غزوہ میں مجھ کو بھی بھیجا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ کسی شخص کو دوست بنا کر اس کی صحبت میں رہنا چاہئے۔ پس میں ابو بکر کے پاس آیا اور ان کی صحبت میں رہنے لگا۔ ابو بکر کے پاس فدک کا ایک کمبل تھا جب ہم منزل پر اترتے تھے تو ابو بکر اس کو بچھا لیتے تھے اور جب سوار ہو کر چلتے تھے تو اس کو اوڑھ لیتے تھے۔ کہتے ہیں اسی سبب سے نجد کے لوگ جب ابو بکر کی خلافت میں مرتد ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کمبل والے کی بیعت نہیں کرتے۔

رافع بن عمیرہ کہتے ہیں جب واپسی میں مدینہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے ابو بکر سے کہا کہ میں نے آپ کی صحبت میں رہنا اس واسطے اختیار کیا تھا کہ خدا مجھ کو آپ سے کچھ نفع پہنچائے پس آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمایئے ابو بکر نے کہا اگر تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ بھی کرتے تب بھی میں تم کو نصیحت کرتا۔ میں تم کو یہ حکم کرتا ہوں کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا نہ کسی کو اس کا شریک کرنا اور نماز پڑھنا اور زکوۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور کعبہ کا حج کرنا اور جنابت سے غسل کرنا اور کبھی دو مسلمانوں کا بھی سردار نہ بننا۔ میں نے کہا اے ابو بکر میں امید کرتا ہوں کہ کبھی میں خدا کے ساتھ شریک نہ کروں گا اور نماز کو بھی انشاءاللہ ترک نہ کروں گا۔ اور اگر میرے پاس مال ہوگا تو زکوۃ بھی دوں گا اور رمضان کے روزے بھی انشاءاللہ کبھی قضا نہ کروں گا اور حج کرنے کی اگر طاقت مجھ میں ہوئی تو ضرور حج کروں گا اور جنابت سے غسل بھی کروں گا مگر یہ تو بتاؤ کہ سردار بننے سے تم نے مجھ کو کیوں منع کیا میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ لوگ حضور کی خدمت میں بھی اور لوگوں کے نزدیک بھی امارت اور سرداری ہی سے عزت پاتے ہیں ابو بکر نے کہا اس کا سبب میں تم کو بتاتا ہوں سنو خداوند تعالیٰ نے حضور کو اس دین کے ساتھ مبعوث کیا پس حضور نے جہاد کیا۔ اور لوگ طوعاً و کرہاً اس میں داخل ہوئے پس وہ خدا کی پناہ اور اس کے عہد میں داخل ہو گئے۔ پس تجھ کو لازم ہے کہ خدا کے عہد کو شکستہ نہ کرے اور جب سردار ہوگا ضرور کسی پر ظلم و زیادتی کرے گا اور یہ خدا کے غصہ اور ناراضگی کا باعث ہوگا۔

رافع بن عمیرہ کہتے ہیں پھر میں ابو بکر سے جدا ہو گیا اور جب حضور کی وفات کے بعد ابو بکر خلیفہ ہوئے تو میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابو بکر تم نے تو مجھ کو دو مسلمانوں پر بھی سردار بننے سے منع کیا تھا اب تم خود کیوں سردار بنے ابو بکر نے کہا ہاں میں نے تم کو منع کیا تھا اور اب بھی منع کرتا ہوں اور میں نے مجبوراً اس خدمت کو اختیار کیا ہے جبکہ مجھ کو رسول خدا کی امت کے متفرق ہونے کا اندیشہ ہوا۔

عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں مجھ کو اس غزوہ میں حضور نے عمرو بن عاص کے ساتھ بھیجا تھا اور میں ابو بکر اور عمر کے ساتھ تھا۔ پس میرا ایک قوم کے پاس سے گذر ہوا۔ جنہوں نے اونٹوں کو ذبح کر رکھا تھا اور گوشت بنانا نہ جانتے تھے میں اس کام کو خوب جانتا تھا میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ کو اس گوشت

میں سے حصہ دو تو میں بنا دوں۔ انہوں نے قبول کیا اور میں نے جھٹ پٹ گوشت بنا کر ان کے حوالہ کیا انہوں نے میرا حصہ مجھ کو دیا اس کو لے کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پکا کر خود بھی کھایا۔ اور ان کو بھی کھلایا۔ جب کھا چکے تو ابو بکر اور عمر نے مجھ سے پوچھا اے عوف یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے میں نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا تم نے یہ اچھا نہ کیا جو یہ گوشت ہم کو کھلایا اور پھر وہ اٹھ کر قے کرنے لگے۔ جب ہم اس سفر سے واپس ہوئے۔ تو سب سے پہلے میں حضور کی خدمت میں پہنچا۔ حضور اس وقت نماز پڑھ رہے تھے جب فارغ ہوئے۔ تو مجھ سے فرمایا کہ کیا عوف بن مالک ہیں۔ میں نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ فرمایا کیا اونٹوں والے اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

ابن ابی حدرد کا غزوہ بطن اضم میں اور عامر بن اضبط اشجعی کا قتل ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں یہ غزوہ فتح مکہ سے پہلے ہوا ہے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں مجھ کو حضور نے چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابو قتادہ حرث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس بھی تھے بطن اضم کی طرف روانہ کیا جب ہم لوگ بطن اضم میں پہنچے عامر بن اضبط اشجعی اپنے چند اونٹ اور دودھ سے بھری ہوئی مشک ساتھ لئے ہوئے ہم کو ملا اور موافق طریقہ اہل اسلام کے اس نے ہم کو سلام کیا۔ ہم سب لوگ تو اس سے رک گئے۔ مگر محلم بن جثامہ نے بسبب کسی عداوت کے جو ان کے آپس میں تھی اس کو قتل کر دیا اور سارا سامان بھی اس کا لے لیا پھر جب ہم لوگ مدینہ میں آئے اور حضور سے ہم نے یہ واقعہ عرض کیا یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا" آخر تک۔

راوی کہتا ہے حنین کی جنگ میں حضور ظہر کی نماز پڑھ چکے ایک درخت کے سایہ میں رونق افروز ہوئے اور اقرع بن عابس اور عیینہ بن حصن حضور کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے عیینہ بن حصن عامر بن اضبط کا قصاص چاہتے تھے اور یہ قبیلہ غطفان کے سردار تھے اور اقرع بن عابس محلم بن جثامہ کی طرف سے اس قصاص کو دفع کرتے تھے۔ کیونکہ یہ ان کا قریبی تھا۔

راوی کہتا ہے ہم سن رہے تھے کہ عیینہ بن حصن نے عرض کیا یا رسول اللہ جیسا اس نے میری عورتوں کو بے وارث کیا ہے میں بھی قسم ہے خدا کی جب تک اس کی عورتوں کو ایسا ہی نہ کر لوں گا اس کو نہ چھوڑوں گا۔ اور حضور یہ فرماتے تھے کہ تم پچاس اونٹ خون بہا کے اب لے لو اور پچاس مدینہ میں چل کر دے دیں گے عیینہ بن

حصن اس سے انکار کرتے تھے۔

پھر ایک شخص بنی لیث میں سے جس کا نام مکیثر تھا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اسلام کے اندر میں اس مقتول کو مثال ایسی پاتا ہوں جیسے بکریوں کے ریوڑ میں سے جو بکری آگے ہو اس کو کوئی پتھر مارے تو پچھلی بکریوں کو بھی بھگادے گا۔

حضور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے فرمایا بس تم کو خون بہا ہی ملے گا پچاس اونٹ اب لے لو اور پچاس مدینہ میں چل کر دیں گے آخر عیینہ وغیرہ نے خون بہا قبول کر لیا۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ تمہارا مدعا علیہ کہاں ہے اس کو لاؤ حضور سے اس کے واسطے دعائے مغفرت کرائیں۔ پس ایک شخص دراز قد گندم گوں ایک حلہ پہنے ہوئے کھڑا ہوا۔ یہ حلہ اس نے اپنے قتل کی تیاری کے واسطے پہنا تھا پھر یہ شخص حضور کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ حضور نے پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے اس نے کہا محلم بن جثامہ۔ راوی کہتا ہے ہم سب لوگ اس امید میں تھے کہ حضور اس کے واسطے دعائے مغفرت کریں گے مگر حضور نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا اس کی بخشش نہ فرما تین بار یہی کہا۔ راوی کہتا ہے محلم حضور کی اس بددعا کو سن کر اپنی چادر سے آنسو پونچھتا ہوا اٹھا۔

حسن بصری کہتے ہیں جب محلم حضور کے سامنے جا کر بیٹھا ہے تو حضور نے فرمایا میں نے تو اس کو خدا پر ایمان لانے کے سبب سے امن دیا اور تو نے اس کو قتل کر دیا پھر آپ نے اس کے واسطے بددعا فرمائی۔ چنانچہ سات روز کے بعد یہ مر گیا اور جب لوگوں نے اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو باہر نکال کر ڈال دیا۔ حسن کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں حسن کی جان ہے جتنی مرتبہ لوگوں نے اس کو دفن کیا اتنی ہی مرتبہ زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر مجبور ہو کر لوگوں نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر سے اس قدر پتھر اس پر ڈالے کہ اس کو ڈھک دیا۔ اور حضور نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گنہگار کو اپنے اندر لے لیتی ہے مگر خدا نے اس شخص کے ساتھ تم کو آپس میں خون کرنے کی عظمت دکھلائی ہے جس کو اس نے تم پر حرام کیا ہے۔

ابن اسحق کہتے ہیں جب اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن میں گفتگو ہوئی تو اقرع بن حابس نے کہا اے قیس کے گروہ ایک مقتول کی بابت حضور فیصلہ فرماتے ہیں تم اس کو منظور کیوں نہیں کرتے ہو کیا تم اس بات سے بے خوف وخطر ہو کہ حضور ناراض ہو کر تم پر لعنت کریں اور حضور کے لعنت کرنے سے خدا بھی تم پر لعنت کرے اور حضور کا تم پر غضب ہو اور پھر خدا کا بھی غضب ہو تم اس مقدمہ کو حضور کی رائے پر چھوڑ دو جس طرح حضور چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ نہیں تو میں پچاس آدمی بنی تمیم کے لاتا ہوں جو قسم کھا کر اس بات کی گواہی دیں گے کہ تمہارا آدمی یعنی عامر بن ضبط شرک کی حالت میں محلم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کبھی اس نے نماز نہیں پڑھی پھر

یہ تمہارا دعویٰ بالکل باطل ہو جائے گا تب عیینہ بن حصن نے خون بہا لینا قبول کیا۔

عبداللہ بن ابی حدرد کا غزوہ رفاعہ بن قیس جشمی کے قتل کے واسطے

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں میں نے اپنی قوم میں سے ایک عورت سے شادی کی اور دو سو درہم اس کے مہر کے مجھ کو دینے لازم ہوئے۔ میں حضور کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے ادائے مہر میں کچھ امداد طلب کروں حضور نے دریافت کیا کہ کس قدر مہر ہے میں نے عرض کیا دو سو درہم ہیں حضور نے فرمایا قسم ہے خدا کی میرے پاس نہیں ہیں۔ ورنہ میں دے دیتا۔ کہتے ہیں پھر چند ہی روز گذرے تھے کہ ایک شخص رفاعہ بن قیس بنی جشم میں سے اپنی قوم کو لے کر مقام غابہ میں آ کر اترا یہ شخص اپنی قوم میں بڑا عزت دار تھا اور بنی قیس کو حضور کی جنگ پر آمادہ کرنے آیا تھا۔ حضور نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بلا کر فرمایا کہ جاؤ اس شخص کی خبر لاؤ جو غابہ میں آ کر ٹھہرا ہے اور ایک اونٹ سواری کے واسطے حضور نے ہم کو دیا اور فرمایا اس پر باری باری سے سوار ہونا۔ یہ اونٹ ایسا کمزور تھا کہ جب ہم میں سے ایک آدمی اس پر سوار ہوا تو اس سے اٹھا نہ گیا۔ بمشکل لوگوں نے پیچھے سے سہارا دے کر اس کو اٹھایا۔ ہم تینوں آدمی اپنے تیر و کمان اور کل ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے جب ہم مقام غابہ میں پہنچے تو شام ہو گئی تھی۔ اور سورج غروب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں اس طرف چھپ جاؤ۔ اور میں ادھر چھپ جاتا ہوں۔ اور جب تم میری تکبیر کی آواز سنو تو فوراً تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرنا پھر ہم وہیں چھپے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے اور رات کی سیاہی نے عالم پر پردہ ڈال دیا تھا کہ رفاعہ بن قیس نے اپنے لوگوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ آج میرا چرواہا اب تک اونٹوں کو لے کر نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوا میں اس کی خبر لینے جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کریں ہم جاتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میں خود ہی جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں اس نے کہا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ہے تم یہیں رہو۔ میں تنہا ہی جاؤں گا۔ اور پھر یہ اکیلا چرواہے کو تلاش کرنے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں جب رفاعہ بن قیس میری تیر کی زد پر آیا۔ میں نے ایک ایسا تیر اس کو مارا کہ اس کے دل کے پار ہو گیا۔ اور وہ گرا میں نے اس کو آواز کرنے تک کی فرصت نہ دی فوراً اس کا سر کاٹ لیا اور پھر اس کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر حملہ کیا اور تکبیر کے ساتھ آواز بلند کی۔ میرے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کیا۔ پس قسم ہے خدا کی وہ لشکر اپنی عورتوں اور جن چیزوں کو کہ لے جا سکا لے کر بھاگ گیا۔ اور ہم تینوں آدمی بہت سے اونٹ اور بکریاں مال غنیمت کی لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور رفاعہ کا سر بھی میں نے حضور کے آگے پیش کیا۔ حضور نے اس مال میں سے تیرہ اونٹ مجھ کو مہر ادا کرنے کے واسطے

دئے۔ میں ان کو لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا۔

عبدالرحمٰن بن عوف کا غزوہ دومۃ الجندل کی طرف

عطار بن ابی رباح کہتے ہیں۔ میں نے بصرہ کے ایک شخص کو سنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عمامہ کا شملہ پشت پر لٹکانے کی بابت دریافت کر رہا تھا عبداللہ بن عمر نے کہا میں تجھ سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ ہم دس آدمی حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عبدالرحمٰن بن عوف اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان اور ابوسعید خدری اور دسواں میں تھا کہ انصار میں سے ایک جوان حضور کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ مومنوں میں افضل کون شخص ہے فرمایا اچھے اخلاق والا۔ اس نے عرض کیا ہوشیار اور عقل مند کون ہے فرمایا موت کو یاد رکھنے والا اور اس کے واسطے تیاری کرنے والا اس کے آنے سے پہلے وہی ہوشیار ہے۔ وہ جوان خاموش ہو رہا۔ پھر حضور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین کے پانچ باتیں ہیں میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر نازل ہوں۔ جس قوم نے علانیہ فحش فعل کرنے شروع کئے ان میں طاعون اور ایسے درد اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو ان کے باپ دادا میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔ اور جو لوگ کم تولنا اور کم دینا اختیار کرتے ہیں وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زکوۃ نہیں دیتے ان پر باران رحمت نازل نہیں ہوتا۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ آسمان سے ان پر نہ برسے۔

اور جو لوگ خدا اور رسول کے عہد کو توڑتے ہیں خدا ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کرتا ہے جو ان کی سب چیزوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور جو لوگ حکم خدا کے موافق فیصلہ نہیں کرتے خدا ان کے آپس میں ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر ایک کو دوسرے سے خوف زدہ رکھتا ہے۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں پھر حضور نے عبدالرحمٰن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا پس صبح کو عبدالرحمٰن ایک سیاہ عمامہ باندھ کر حضور کی خدمت میں آئے حضور نے ان کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ چار انگل یا اسی کے قریب قریب پشت پر چھوڑا۔ اور فرمایا اے عبدالرحمٰن اس طرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ بہت اچھا ہے پھر بلال کو حضور نے حکم دیا کہ نشان لے آؤ۔ بلال نشان لائے حضور نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر اپنے اوپر درود بھیجا اور عبدالرحمٰن سے فرمایا اس نشان کو لو اور اکٹھے ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ اور کفاروں کو قتل کرو اور خیانت اور غدر نہ کرو نہ کسی کو مثلہ کرو اور نہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرو۔ یہ خدا کا عہد اور اسی کے نبی کا طریقہ ہے۔ عبدالرحمٰن نے نشان کو لیا اور دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔

ابوعبیدہ بن جراح کا غزوہ سیف البحر کی طرف

حضور نے ایک چھوٹے لشکر پر ابوعبیدہ بن جراح کو سردار کر کے سیف البحر کی طرف روانہ کیا اور کچھ کھجوریں گزارہ کے واسطے عنایت کیں۔ چنانچہ جب وہ تھوڑی رہ گئیں تو ابوعبیدہ ان کو گن گن کر بانٹا کرتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ایک ایک کھجور ہر شخص کو تقسیم ہوئی اور وہ بھی ایک آدمی کو نہ پہنچی پھر جب ہم لوگ بھوک سے بہت بے تاب ہوئے تو خداوند تعالیٰ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ہم کو عنایت کی اور ہم لوگوں نے بیس روز تک اس کا گوشت خوب کھایا اور خوب اس کی اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لی۔ پھر ہمارے امیر لشکر نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی راستہ پر رکھو پھر ایک قوی ہیکل اونٹ پر ایک زبردست آدمی کو سوار کر کے اس کے نیچے سے گذرنے کا حکم دیا۔ پس وہ پسلی اس کے سر کو نہ لگی۔ پھر جب ہم حضور کی خدمت میں آئے تو اس مچھلی کے کھانے کا ذکر کیا حضور نے فرمایا وہ رزق خدا نے تم کو عنایت کیا تھا۔

عمرو بن اُمیہ ضمری کا ابوسفیان بن حرب کے قتل کے واسطے روانہ ہونا

ابن اسحق کہتے ہیں مکہ میں حضور کے صحابہ میں سے خبیب بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کے بعد حضور نے عمرو بن امیہ ضمری اور جبار بن صخر انصاری کو مکہ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے قتل کے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں مکہ میں پہنچے اپنے اونٹ کو انہوں نے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں باندھ دیا۔ اور خود رات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ جبار نے عمرو سے کہا کہ چلو کعبہ کا طواف کر کے دو رکعتیں تو پڑھیں۔ عمرو نے کہا لوگ شام کا کھانا کھا کر کعبہ میں آ بیٹھے ہیں اگر ہم گئے تو ہم کو پہچان لیں گے۔ جبار نے کہا نہیں ایسا انشاء اللہ نہ ہوگا۔ پس ہم دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی پھر ہم ابوسفیان کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ مکہ کے ایک شخص نے ہم کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا عمرو بن امیہ ہے معلوم ہوتا ہے تم ضرور شرارت کے واسطے آئے ہو عمرو کہتے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں۔ پس ہم بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھے اور لوگ ہم کو ڈھونڈھنے آئے چنانچہ ہم پہاڑ کے اوپر پہنچ گئے۔ قریش ہماری تلاش میں ناامید ہو گئے اور ہم نے پہاڑ کے ایک غار میں رات گذاری اور بہت سے پتھر اپنے پاس جمع کر لئے تھے جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لئے ہوئے چلا جا رہا ہے میں نے سوچا کہ اگر یہ ہم کو دیکھ لے گا تو ضرور غل مچائے گا اور پھر ہم کو قریش پکڑ کے قتل کر دیں گے اس سے یہی بہتر ہے کہ تم پہلے اس شخص کو قتل کر دو پس میں نے وہ خنجر جو ابوسفیان کے واسطے تیار کیا تھا لے کر اس شخص کے سینہ پر مارا اس نے ایک چیخ

ماری جو تمام اہل مکہ نے سنی اور وہ دوڑ کر اس کے پاس آئے اس میں کچھ رمق باقی تھی پوچھنے لگے تجھ کو کس نے قتل کیا۔ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے پھر اسی وقت یہ مر گیا۔ اور ہمارا نشان ان کو نہ بتلا سکا۔ قریش اس کو اٹھا کر لے گئے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو اور ہم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے پس ہم ان لوگوں کے پاس سے گذرے جو خبیب بن عدی کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے۔ اور ان میں سے ایک شخص نے ہم کو جاتے دیکھ کر کہا کہ اس شخص کی چال عمرو بن امیہ کی چال سے کس قدر مشابہ ہے اگر عمرو بن امیہ مدینہ میں نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک لکڑی کھڑی کر رکھی تھی۔ میرا ساتھی جب اس کے قریب پہنچا تو اس کو اکھاڑ کر لے بھاگا اور میں بھی بھاگا اور یہ لوگ بھی ہمارے پیچھے بھاگے میرے ساتھی نے اس کو ایک پہاڑی نالہ میں ڈال دیا اور یہ لوگ اس کے نکالنے سے عاجز ہوئے پھر میں نے اپنے ساتھی سے کہا تم اونٹ پر سوار ہو کر چلے جاؤ میں ان لوگوں کو تم تک پہنچنے نہ دوں گا۔ چنانچہ وہ تو مدینہ روانہ ہوئے اور میں مقام ضجنان میں آ کر رات کو پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزین ہوا۔ میرے بعد بنی دیل میں سے ایک شخص یک چشم اس غار میں آیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ میں نے کہا بنی بکر سے پھر میں نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے ہو۔ اس نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ میں نے کہا مرحبا خوب ہوا جو آپ تشریف لائے وہ شخص اس غار میں لیٹ رہا اور پھر اپنی آنکھ اٹھا کر کہنے لگا۔ شعر

وَ لَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا دُمْتُ حَيًّا ۔۔۔ وَلَا اَدِيْنُ بِدِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَا

یعنی جب تک میں زندہ ہوں کبھی مسلمان نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا۔

عمرو بن امیہ کہتے ہیں میں نے اس کا یہ شعر سن کر اپنے دل میں کہا کہ دیکھ اب میں تجھ کو اچھی طرح بتاتا ہوں اور جب وہ سو گیا میں نے اپنی کمان کا گوشہ اس کی تندرست آنکھ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ ہڈی تک جا پہنچی اور میں وہاں سے بھاگ کر جب نقیع کے میدان میں پہنچا تو دو شخص مجھ کو آتے ہوئے لگے دونوں شخص قریش میں سے تھے۔

اور قریش نے ان کو حضور کی خبر اخبار کے واسطے مدینہ بھیجا تھا وہاں سے یہ خبر لے کر آ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں میرے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو تیر سے قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کیا۔ اور مدینہ میں آ کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔

زید بن حارثہ کے لشکر کا مدین کی طرف روانہ ہونا

حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ حضور نے زید بن حارثہ کو

لشکر دے کر مدین کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر میں ضمیرہ حضرت علی کے آزاد غلام اور ان کے بھائی بھی تھے اس لشکر نے جا کر اہل امنیا کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔ اور یہ مقام سمندر کے کنارہ پر ہے پس لشکر کے لوگوں نے قیدیوں کو جدا جدا فروخت کرنا شروع کیا یہ قیدی روتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے حکم دیا کہ جدا جدا فروخت نہ کرو۔ یعنی ماں کو ایک کے ہاتھ فروخت کرو اور بچہ کو دوسرے کے ہاتھ۔ نہیں بلکہ ماں اور بچہ کو ایک ہی شخص کے ہاتھ فروخت کرو۔

سالم بن عمیر کا غزوہ ابوعفک کے قتل کے واسطے

ابوعفک بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبید میں سے تھا اور اس کا نفاق اس وقت ظاہر ہوا جب حضور نے حرث بن سوید بن صامت کو قتل کرایا ہے اور اس نے حضور کی ہجو میں اشعار کہے حضور نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو اس خبیث کو گوشمالی دے سالم بن عمیر جو بنی عمرو بن عوف میں سے اس مہم پر روانہ ہوئے ابوعفک کو قتل کر کے آگئے۔

عمیر بن عدی خطمی کا غزوہ عصماء بنت مروان کے قتل کے واسطے

عصماء بنت مروان بنی خطمہ میں سے ایک شخص کی جورو تھی جب اس نے ابوعفک کے قتل ہونے کا سنا تو یہ منافق ہوگئی اور اسلام اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے لگی حضور کو جب یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کون شخص جو مروان کی بیٹی کو تنبیہ کرے عمیر بن عدی نے حضور کا یہ فرمان سن کر رات کو اس عورت کے گھر جا کر اس کو قتل کیا اور صبح کو حضور کے پاس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کچھ گناہ تو مجھ پر نہیں ہوا۔ حضور نے فرمایا نہیں پھر عمیر اپنی قوم بنی خطمہ کے پاس آئے اور بنی خطمہ کی تعداد ان دنوں میں بہت تھی خاص اس عورت کے پانچ بیٹے جوان تھے عمیر نے کہا اے قوم میں نے مروان کی بیٹی کو قتل کیا ہے تم سب اکٹھے ہو کر جو کچھ کر سکو میرا کرلو۔

راوی کہتا ہے بنی خطمہ میں اسی دن سے اسلام ظاہر ہوا ورنہ بہت سے لوگ قوم کے خوف سے پوشیدہ مسلمان تھے جب انہوں نے اسلام کا یہ غلبہ دیکھا علانیہ مسلمان ہوئے اور بہت سے اور لوگ بھی مسلمان ہوئے۔

بنی خطمہ میں سے پہلے جو شخص مسلمان ہوئے وہ عمیر بن عدی ہیں اور انہیں کا لقب قاری بھی ہے اور خزیمہ بن ثابت اور عبداللہ بن اوس اور بہت سے لوگ اس دن مسلمان ہوئے۔

ثمامہ بن اثال کا قید ہو کر مسلمان ہونا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کا لشکر جا رہا تھا راستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص ملا اس لشکر نے اس

کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے یہاں تک کہ اس کو حضور کی خدمت میں لائے حضور نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اس کو اچھی طرح سے رکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہوا کرے وہ اس کے پاس بھیجا کرو۔ اور حضور نے اپنی اونٹنی کے واسطے حکم دیا۔ کہ اس کا دودھ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے۔

راوی کہتا ہے پھر حضور جب ثمامہ سے ملتے فرماتے اے ثمامہ اسلام قبول کر لے ثمامہ کہتا اے محمد ﷺ اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو قتل کر ڈالو اور اگر فدیہ چاہتے ہو تو جو کہو میں منگوا دوں اسی طرح چند روز گذر گئے آخر ایک روز حضور نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو چھوڑ دیا تو ثمامہ بقیع میں گئے۔ اور وہاں خوب اچھی طرح غسل اور وضو کر کے حضور کی خدمت میں آئے اور حضور کی بیعت کر کے مسلمان ہوئے شام کو جب حسب دستور ان کا کھانا آیا تو انہوں نے اس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اور ایسا ہی قلیل دودھ بھی پیا۔ مسلمانوں کو اس بات سے تعجب ہوا۔ اور حضور سے عرض کیا حضور نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک شخص نے صبح کو تو کافر کی انتڑی میں کھانا کھایا۔ اور شام کو مسلمان کی انتڑی میں کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔ اور مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پھر ثمامہ عمرہ کے ارادہ سے مکہ میں گئے۔ اور وہاں جا کر انہوں نے لبیک کہی۔ اور یہی مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں۔ جس نے مکہ میں داخل ہو کر لبیک کہی ہے۔ قریش نے ان کو پکڑ لیا۔ اور قتل کرنے لے چلے ایک شخص نے کہا اس کو قتل نہ کرو کیونکہ تم لوگ یمامہ سے غلہ لانے کے محتاج ہو تب قریش نے ان کو چھوڑ دیا۔

راوی کہتا ہے جب ثمامہ مسلمان ہوئے تو حضور سے انہوں نے عرض کیا کہ پہلے آپ کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو مبغوض تھا۔ اور اب سب سے زیادہ محبوب ہے اور ایسے ہی آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے برے تھے اور اب سب سے اچھے ہیں پھر اس کے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے واسطے گئے اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ تو بے دین ہو گیا ہے انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں سب دینوں سے بہتر محمد ﷺ کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی اے قریش اب یمامہ سے تم کو ایک دانہ نہ پہنچے گا جب تک حضور حکم نہ فرمائیں گے چنانچہ جب ثمامہ یمامہ میں پہنچے اپنی قوم کو منع کر دیا۔ کہ خبردار مکہ والوں کے ہاتھ ایک دانہ فروخت نہ کرنا اہل مکہ جب بہت تنگ ہوئے تو حضور کی خدمت میں عریضہ بھیجا۔ کہ آپ تو صلہ رحم کا حکم فرماتے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ باپوں کو تو آپ نے تلوار سے قتل کیا اور اب اولاد کو آپ بھوک کی شدت سے ہلاک کریں گے۔ حضور نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے ساتھ حسب دستور خرید و فروخت جاری رکھو۔

علقمہ بن مجزز کی لشکر کشی

جب وقاص بن مجزز زید لجی ذی قبرد کی جنگ میں شہید ہوئے تو علقمہ بن مجزز نے حضور سے درخواست کی۔ کہ مجھ کو لشکر دے کر مشرکین کے تعاقب میں روانہ کیا جائے تاکہ میں ان سے بدلہ لوں۔

ابوسعید خذری کہتے ہیں حضور نے جس لشکر کے ساتھ علقمہ کو روانہ کیا تھا میں بھی اس میں تھا۔ جب ہم اپنے انتہائی مقام پر پہنچے یا اس کے راستہ ہی میں کسی جگہ ٹھہرے علقمہ نے ایک جگہ آگ جلانے کا حکم دیا۔ اور علقمہ کی طبیعت میں ہنسی اور ٹھٹھوں کا مادہ بہت تھا۔ جب آگ تیار ہوگئی۔ تب قوم یعنی ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہارا سردار نہیں ہوں اور کیا میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے سب نے کہا ہاں بیشک ہے۔

علقمہ نے کہا بس تو میں تم سے اپنی اطاعت اور اپنے حق کی قسم دلا کر کہتا ہوں۔ کہ اس آگ میں گر پڑو۔ لوگ گرنے کو تیار ہوئے تب علقمہ نے کہا میں تم سے ہنسی کرتا تھا۔ جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں گئے اور حضور کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ فرمایا جو شخص تم کو گناہ کا حکم کرے اس کا حکم نہ مانا کرو۔

راوی کہتا ہے اس لشکر کشی میں جنگ نہیں ہوئی۔

کرز بن جابر کی لشکر کشی

بنی ثعلبہ کے غزوہ میں حضور کے ہاتھ ایک غلام یسار نامی آیا تھا حضور نے اس کو اپنے اونٹوں کے چرانے کے واسطے چراگاہ میں بھیج دیا۔ اور وہیں اونٹوں کے گلہ میں یہ غلام رہا کرتا تھا اس کے بعد قبیلہ بجیلہ کے چند لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ کی آب وہوا کے ناموافق آنے سے ان لوگوں کو استسقاء کا مرض ہوگیا حضور نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے اونٹوں کے گلہ میں چلے جاؤ۔ اور اونٹوں کا دودھ اور موت پیو تو اچھے ہو جاؤ گے یہ لوگ گلہ میں آگئے اور دودھ اور موت پی کر تندرست ہو گئے۔ کچھ مرض باقی نہ رہا تب ایک روز انہوں نے حضور کے چرواہے یسار کو شہید کیا۔ اور اس کی آنکھوں کو پھوڑ دیا اور سب اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ اور اسلام سے مرتد ہوئے حضور کو جس وقت یہ خبر ہوئی۔ آپ نے کرز بن جابر کو ان کے گرفتار کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ کرز بن جابر اس وقت ان کو گرفتار کر لائے جب حضور ذی قرد کے غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے حضور نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر حرہ کے میدان میں ڈلوا دیا اور آنکھیں ان کی پھوڑ وا دیں۔

حضرت علی بن ابی طالب کا غزوہ یمن کی طرف

حضرت علی یمن کی مہم پندرہ مرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت علی کے روانہ کرنے کے بعد حضور نے خالد بن ولید کولشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا اگر تمہاری علی سے ملاقات ہو تو علی تمہارے سردار ہیں۔

اسامہ بن زید کا ملک فلسطین کی طرف روانہ ہونا اور یہ آخری لشکر تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور نے اسامہ بن زید بن حارثہ کولشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بلقار اور داروم فلسطین کے شہروں کو پامال کریں اور اس لشکر میں اسامہ کے ساتھ زیادہ تر لوگ مہاجرین اولین تھے اور یہ حضور کا آخری لشکر تھا جو آپ نے روانہ فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداءِ علالت کا بیان

آخر صفر یا شروع ربیع الاول میں حضور کی وہ علالت شروع ہوئی۔ جس میں آپ نے جوار رحمت پر وردگار کی طرف نہضت فرمائی۔ اس علالت کا بیان مجھ کو اس طرح پہنچا ہے کہ ایک شب حضور بقیع غرقد کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے اہل قبور کے واسطے دعاءِ مغفرت کر کے پھر اپنے دولت خانہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اور اسی شب کی صبح کو آپ کو درد شروع ہوا۔

ابو مویہبہ کہتے ہیں ایک شب حضور نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اے ابو مویہبہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت کروں۔ پس تم بھی میرے ساتھ چلو۔ میں حضور کے ساتھ ہو لیا جب حضور قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا **السلام علیکم یا اهل المقابر** جس حالت میں تم ہو یہ تم کو مبارک رہے۔ یہ حالت اس حالت سے بہتر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں اندھیری رات کی طرح سے فتنے ان پر آنے والے ہیں۔ آخر ان کا اول کے پیچھے ہوگا۔ اور آخر کا فتنہ اول کے فتنہ سے بدر جہا بڑھ کر ہوگا۔

پھر حضور نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو مویہبہ مجھ کو دنیا کے خزانوں کی اور جنت کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پس میں نے جنت اور پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ حضور پہلے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں رہنے کو اختیار کریں پھر اس کے بعد خدا سے ملنا اور جنت میں رہنا چاہیں حضور نے فرمایا نہیں اے ابو مویہبہ میں نے تو خدا کی ملاقات ہی کو اختیار کیا ہے پھر حضور اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے اور صبح کو آپ کا وہ درد شروع ہوا جس میں آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جس وقت حضور بقیع سے واپس تشریف لائے ہیں میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی وارانساہ یعنی ہائے سر کے درد حضور نے فرمایا اے عائشہ قسم ہے خدا کی میں بھی واراساہ ہوں۔ پھر فرمایا اے عائشہ اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے میں کھڑے ہو کر تم کو کفن دوں اور تم پر نماز پڑھوں اور تم کو دفن کر دوں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ایسا ہو تو پھر آپ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو لا کر میرے گھر میں خوب عیش کریں گے۔ حضور میری اس بات سے ہنسے اور پھر آپ کو درد شروع ہوا۔ اور حضور باری باری سے اپنی بیویوں کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے۔ جس روز آپ حضرت میمونہ کے مکان میں تھے درد کی بہت شدت ہوئی۔ اور آپ نے اپنی سب ازواج کو جمع کر کے ان سے بحالت بیماری میرے گھر میں رہنے کی اجازت لی۔ سب ازواج نے آپ کو اجازت دے دی اور آپ میرے گھر میں تشریف لائے۔

حضور کی ازواج مطہرات کا بیان

ابن ہشام کہتے ہیں حضور کی نو بی بیاں تھیں۔ عائشہ بنت ابی بکر۔ اور حفصہ بنت عمر بن خطاب اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب۔ اور ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ۔ اور سودہ بنت زمعہ بن قیس۔ اور زینب بنت جحش بن رئاب۔ اور میمونہ بنت حرث بن حزن۔ اور جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار۔ اور صفیہ بنت حی بن اخطب۔

اور کل حضور نے تیراں شادیاں فرمائی ہیں۔ پہلی شادی آپ کی ام المومنین خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی۔ اور کل اولاد آپ کی انہیں سے ہے سوا ایک آپ کے صاحبزادے ابراہیم کے۔ خدیجہ کی شادی حضور سے ان کے والد خویلد بن اسد نے کی تھی اور بیس اونٹ کا مہر بندھا تھا۔

حضور کے ساتھ شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن مالک کے پاس تھیں۔ اور ابی ہالہ سے ان کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ پیدا ہوئے۔

اور ابی ہالہ سے شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں اور عتیق سے ان کے ہاں عبداللہ اور جاریہ پیدا ہوئے اور جاریہ سے صیفی بن ابی رفاعہ نے شادی کی تھی۔

پھر حضور نے مکہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے جبکہ وہ سات برس کی تھیں نکاح کیا اور مدینہ میں جبکہ ان کی عمر نو سال کی تھی رخصتی فرمائی۔ اور عائشہ کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی ابو بکر نے خود ان کی شادی حضور سے کی تھی اور چار سو درہم کا مہر مقرر ہوا تھا۔

اور حضور نے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی سے شادی کی۔ یہ شادی سلیط بن عمرو نے حضور سے کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں ابو حاطب بن عمرو بن شمس بن

عبدود بن نصر بن مالک نے سودہ کی حضور سے شادی کی تھی اور چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحٰق نے پہلے اس کے خلاف بیان کیا ہے یعنی کہا ہے کہ سلیط اور ابو حاطب حبشہ کے ملک میں تھے۔ حضرت سودہ حضور سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود کے پاس تھیں۔

اور حضور نے زینب بنت جحش بن رکاب اسدیہ سے شادی کی اور حضور سے ان کی شادی ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے کی تھی اور حضور نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔ حضور سے پہلے زینب زید ابن حارثہ حضور کے متبنیٰ کے پاس تھیں اور انہیں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا۔

اور حضور نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ سے شادی فرمائی یہ شادی ان کے بیٹے مسلمہ بن ابی مسلمہ نے حضور سے کی تھی اور ام سلمہ کا نام ہندہ تھا اور ان کا مہر یہ بندھا تھا۔ کہ ایک توشک جسمیں کھجور کا ریشہ بھرا ہوا اور ایک پیالہ اور ایک مجشہ۔ ام سلمہ حضور سے پہلے ابو سلمہ بن عبدالاسد کے پاس تھیں اور ابو سلمہ کا نام عبداللہ تھا۔ ابوسلمہ سے ان کے ہاں یہ اولاد پیدا ہوئی۔ سلمہ اور عمرو اور زینب اور رقیہ۔

اور حضور نے حفصہ بنت عمر سے شادی فرمائی۔ یہ شادی حضور سے ان کے والد عمر نے کی تھی اور حفصہ حضور سے پہلے خنیس بن ابی حذافہ سہمی کے پاس تھیں حضور نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔

اور حضور نے ام حبیبہ سے جن کا نام رملہ تھا شادی فرمائی یہ شادی حضور سے ملک حبش میں خالد بن سعید بن عاص نے کی تھی اور نجاشی شاہ حبش نے حضور کی طرف سے چار سو دینار ان کے مہر کے ان کو دیئے تھے ام حبیبہ حضور سے پہلے عبیداللہ بن جحش اسدی کے پاس تھیں۔

اور حضور نے جویریہ بنت حرث بن ابی خرار خزاعیہ سے شادی فرمائی یہ بنی معطلق کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی تھیں ان کا مفصل قصہ اوپر گذر چکا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضور غزوہ بنی مطلق سے واپس ہوئے ہیں تو جویریہ بنت حرث کو آپ نے ایک انصاری کے سپرد کر دیا تھا بطور امانت کے تاکہ وہ ان کو باحفاظت مدینہ میں پہنچا دیں۔ پھر جب حضور مدینہ میں تشریف لائے تو جویریہ کے والد حرث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کے چھڑانے کے واسطے اونٹ فدیہ کو لے کر مدینہ کو روانہ ہوئے راستہ میں ان اونٹوں میں سے دو اونٹ ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے اور ان کو انہوں نے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں عقیق کے پاس چھپا دیا باقی اونٹ لے کر حضور کی خدمت میں ۔ ے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ میں اپنی بیٹی کے فدیہ کے واسطے لایا ہوں ان کو آپ قبول کیجئے اور جویریہ مجھے دے دیجئے۔ حضور نے فرمایا اور وہ اونٹ کہاں ہیں جو تم نے عقیق کے پاس پہاڑ کی گھاٹی میں غائب کر

دئے ہیں حرث بن ابی ضرار نے کہا قسم ہے خدا کی اس حال کی ہمارے سوا کسی کو خبر نہیں ہے بیشک آپ خدا کے رسول ہیں اشهد ان لا اله الا الله و اشهد انك رسول الله ﷺ اور حرث کے دونوں بیٹوں اوران کی قوم کے بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حرث نے وہ دونوں اونٹ منگا کر بھی حضور کی نذر کئے حضور نے جویریہ کو چھوڑ دیا جویریہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ حضور نے ان کے باپ حرث کو ان سے شادی کا پیغام دیا۔ انہوں نے حضور سے شادی کر دی حضور نے چار سو درہم ان کے مہر کے مقرر فرمائے۔ اور حضور سے پہلے یہ اپنے چچازاد عبداللہ کے پاس تھیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضور نے ان کو ثابت بن قیس سے خرید کر آزاد کیا تھا پھر بالعوض چار سو درہم مہر کے ان سے شادی کی۔

اور حضور نے صفیہ بنت حیی بن اخطب سے شادی فرمائی یہ خیبر کے قیدیوں میں آئی تھیں اور حضور نے ان کو اپنے واسطے مخصوص کر لیا تھا اوران کے نکاح میں ولیمہ کی دعوت بھی کی تھی۔ جس میں صرف ستو اور کھجوریں کھلائی گئی تھیں گوشت روٹی نہ تھی۔ اور حضور سے پہلے صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔

اور حضور نے میمونہ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن روبیہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی فرمائی۔ میمونہ کی شادی حضور سے حضرت عباس نے کی تھی اور حضور کی طرف سے چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

اور حضور سے پہلے میمونہ ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک کے پاس تھیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میمونہ ہی نے اپنے تئیں حضور کی نذر کر دیا تھا یعنی جب حضور کے پیغام کی خبر ان کو پہنچی تو یہ اس وقت اونٹ پر سوار تھیں پس انہوں نے پیغام سن کر کہا کہ یہ اونٹ اوراس پر جو کچھ ہے سب خدا و رسول کے واسطے ہے۔ اور میمونہ ہی کی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''اوراگر کوئی عورت اپنی ذات نبی کو بخش دے۔ اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہیں تو یہ خاص اے نبی تمہارے واسطے جائز ہے نہ مومنوں کے واسطے''۔

اور بعض کہتے ہیں یہ آیت زینب بنت جحش کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں غزیہ بنت جابر بن وہب جو بنی منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوی سے تھیں انہوں نے اپنے تئیں حضور کی نذر کیا تھا اور بعض کہتے ہیں۔ یہ عورت بنی سامہ بن لوی سے تھی اور حضور نے اس کو امید میں رکھا تھا۔

اور حضور نے زینب بنت خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ

سے شادی کی یہ عورت مسکینوں اور غریبوں پر بہت مہربانی کرتی تھیں۔ اس سبب سے ان کا نام ام المساکین تھا۔ ان کی شادی حضور سے قبیصہ بن عمرو ہلالی نے کی اور حضور نے چار سو درم مہر کے مقرر فرمائے۔ اور حضور سے پہلے یہ عبیدہ بن حرث بن مطلب بن عبد مناف کے پاس تھیں اور عبیدہ سے پہلے جہم بن عمرو بن حرث کے پاس تھیں جو ان کا چچازاد تھا۔

پس یہ حضور کی کل گیارہ بی بیاں ہیں جن سے آپ نے شادی فرمائی اور حضور کی وفات سے پہلے ان میں سے دو نے انتقال فرمایا ایک خدیجہ بنت خویلد نے اور دوسرے زینب بنت خزیمہ نے اور جب حضور کا وصال ہوا ہے تو ان میں سے نو زندہ تھیں جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اور دو عورتیں ایسی تھیں جن کے ساتھ حضور نے نکاح فرمایا۔ مگر خلوت سے پہلے ان کو جدا کر دیا۔

ایک اسماء بنت نعمان کندیہ جب حضور نے ان سے شادی کی تو ان کے بدن پر سفید داغ دیکھے اسی سبب سے ان کو رخصت کر دیا اور ان کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور دوسری عورت عمرہ بنت یزید کلابیہ تھی جب یہ حضور کے پاس آئی حضور سے اس نے پناہ مانگی۔ پس حضور نے اس کو اس کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کندیہ نے پناہ مانگی تھی اور یہ اسماء بنت نعمان کی چچازاد بہن تھی۔

اور بعض کہتے ہیں جب حضور نے اس کو بلایا ہے تو اس نے کہا تھا کہ میں اس باعزت قوم سے ہوں جن کے پاس لوگ آتے ہیں اور ہم کسی کے پاس نہیں جاتے ہیں حضور نے یہ جواب سن کر اس عورت کو اس کی قوم کے پاس بھیج دیا۔

قریش میں سے حضور کی چھ بی بیاں تھیں خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔

اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب مرہ بن کعب بن لوی۔

اور ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

اور باقی دیگر قبائل عرب میں سے یہ سات بی بیاں تھیں۔

زینب بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

اور میمونہ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حصفہ بن قیس بن عیلان۔

اور زینب بنت خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ۔

اور جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار خزاعیہ ثم المصطلقیہ۔

اور اسماء بنت نعمان کندیہ۔

اور عمرہ بنت یزید کلابیہ۔

اور غیر عرب سے یہ بی بی تھی۔

صفیہ بنت حیی بن اخطب بنی نضیر سے۔

اب پھر ہم حضور کی علالت کا بیان کرتے ہیں

حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ علالت کی حالت میں دو آدمیوں کا کندھا پکڑے ہوئے جن میں ایک فضل بن عباس تھے اور سر کو کسادہ باندھے ہوئے حضور میرے گھر میں تشریف لائے عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں تم جانتے ہو دوسرے شخص کون تھے وہ علی بن ابی طالب تھے۔

پھر حضور کے درد میں بہت شدت ہوئی اور آپ نے فرمایا سات کنوؤں سے مشکیں بھر کر لاؤ۔ اور میرے اوپر ڈالو تاکہ میں غسل کر کے لوگوں میں نکل کر ان سے عہد لوں۔ چنانچہ ہم نے حضور کو ایک بڑے طشت میں جو حفصہ کا تھا بٹھایا اور اوپر سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ جب حضور غسل کر چکے تو فرمایا بس اب ٹھہر جاؤ۔

ایوب بن بشیر کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضور سر کو کسادہ باندھے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور پہلی گفتگو آپ نے یہ کی کہ اصحاب احد پر درود پڑھا اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کی۔ اور بہت دیر تک درود پڑھتے رہے پھر فرمایا خدا نے اپنے ایک بندہ نے اس نعمت کو اختیار کرنے میں مختار کیا ہے جو اس کے پاس ہے پس اس بندہ نے اس نعمت کو اختیار کیا ہے جو خدا کے پاس ہے ابوبکر اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ حضور اپنی نسبت فرما رہے ہیں۔ پس ابوبکر بہت شدت سے رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر اپنی جانیں اور اپنی اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا اے ابوبکر تم اپنی جگہ پر بیٹھو پھر فرمایا مسجد میں یہ جس قدر لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں۔ ان سب کو بند کر دو سوا ابوبکر کے دروازہ کے کیونکہ میں ان سے بہتر اپنے صحابیوں میں سے کسی کو نہیں جانتا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضور نے اسی روز یہ بھی فرمایا اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر ابوبکر سے میری صحبت اور دین کا بھائی بنا ہے۔ یہاں تک کہ خدا ان کو اور ہم کو اپنے پاس اکٹھا کرے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب حضور نے اسامہ کو لشکر کا سردار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا۔ تو لوگ کہتے تھے کہ حضور نے ایک نوعمر لڑکے کو بڑے بڑے مہاجرین کا سردار بنایا ہے اس روز جو حضور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تو خدا کی حمد وثنا بیان کر کے جس کے کہ وہ لائق ہے فرمایا اے لوگو! اسامہ کے لشکر کو بڑھاؤ اور اس میں جا ملو اور اگر تم اس کے امیر ہونے پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کو باپ کے امیر ہونے پر بھی اعتراض کیا اور بیشک اسامہ سرداری کے لائق ہے۔ اور اس کا باپ بھی لائق تھا پھر آپ منبر پر سے اتر آئے۔

اور لوگ اسامہ کے ساتھ جانے کی تیاری میں مشغول ہوئے اور حضور کا مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اسامہ مدینہ سے نکل کر مقام جرف میں ٹھہرے جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے تو اپنے لشکر کا انہوں نے قیام کیا اور حضور کی صحت کی خبر کے منتظر رہے۔

روایت ہے کہ جس روز حضور نے اصحاب احد پر درود پڑھا تھا۔ اسی روز مہاجرین سے فرمایا کہ انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انصار وہی لوگ ہیں جن میں آ کر میں پناہ گزین ہوا ان کی تعداد زیادہ نہ ہوگی۔ ان میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ نیکی کرو اور جو بد ہیں ان سے درگذر کرو۔ پھر آپ منبر سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور درد کی آپ پر اس قدر شدت ہوئی۔ کہ آپ کو غش آ گئی۔ اور آپ کی سب ازواج اور مسلمانوں کی عورتیں جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں حضور کے پاس جمع ہوئیں اور حضرت عباس بھی موجود تھے پس حضرت عباس کی اور سب حاضرین کی یہ رائے قرار پائی۔ کہ حضور کے کان میں دوا ڈالیں چنانچہ ڈال دی۔ جب حضور کو ہوش آیا تو دریافت فرمایا کہ یہ کاروائی کس نے کی ہے سب نے عرض کیا حضور یہ دوا آپ کے چچا عباس نے ڈالی ہے اور یہ دوا مہاجرات عورتیں ملک حبش سے لائی تھیں۔ حضور نے فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی۔ عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو خیال ہوا کہ حضور کو شاید ذات الجنب ہو۔ حضور نے فرمایا۔ یہ ایسا مرض ہے کہ خدا مجھ کو اس مرض سے تندرست نہ کرے گا۔ پھر حضور نے حکم دیا کہ اس وقت گھر میں جس قدر لوگ موجود ہیں سوا میرے چچا کے سب کے کانوں میں یہ دوا ڈالی جائے۔ چنانچہ میمونہ جو اس روز روزہ دار تھیں ان کے کان میں بھی دوا ڈالی گئی بسبب حضور کے حکم کے جو تنبیہاً آپ نے ان کے حق میں فرمایا تھا۔

اسامہ بن زید کہتے ہیں جب حضور کی علالت کی شدت ہوئی میں لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اس وقت خاموش تھے اور اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر میرے اوپر رکھتے تھے میں سمجھا کہ آپ میرے واسطے دعا فرما رہے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں اکثر رسول خدا ﷺ سے سنا کرتی تھی کہ آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے دنیا میں رہنے یا جنت میں تشریف لے جانے کی بابت اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ آخر کلام جو حضور سے میں نے سنا وہ یہ تھا کہ آپ فرماتے تھے ''بَلِ الرَّفِيقِ الْاَعْلٰى مِنَ الْجَنَّةِ'' میں نے اس کلام کو سن کر کہا کہ بس اب حضور ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔ اور میں سمجھ گئی کہ یہ حضور کو وہی اختیار دیا گیا ہے جس کی نسبت آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جماعت سے نماز پڑھانا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب حضورؐ پر ضعف غالب ہوا آپ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا حضور ابوبکر رقیق القلب اور کمزور آواز کے آدمی ہیں۔ جب قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ابوبکر ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔ میں نے پھر وہی عرض کیا حضور نے فرمایا تم عورتیں یوسف کی عورتوں کی مثل ہو۔ ابوبکر ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے یہ بات حضور سے اس غرض سے عرض کی تھی۔ کہ میں جانتی تھی کہ لوگ حضور کی جگہ دوسرے شخص کو کھڑا دیکھ کر پسند نہ کریں گے اور اس کو بدشگونی سمجھیں گے اور میں اچھا نہ سمجھتی کہ یہ بدشگونی ابوبکر کے ساتھ ہو۔

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں جب حضور زیادہ علیل ہوئے میں اس وقت چند مسلمانوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بلال نے آپ کو نماز کی اطلاع کی آپ نے فرمایا کسی شخص کو حکم کرو۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھائے عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں۔ میں حضور کے پاس سے باہر نکلا۔ اور میں نے ابوبکر کو لوگوں میں موجود پایا۔ ابوبکر اس وقت نہ تھے۔ میں نے عمر سے کہا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھادو۔ عمر کھڑے ہوئے اور جس وقت عمر نے تکبیر کہی تو عمر کی بلند آواز کو حضور نے سن کر فرمایا ابوبکر کہاں ہیں۔ خدا اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ابوبکر کو بلایا گیا۔ اور یہ نماز تو عمر نے پڑھادی اس کے بعد ابوبکر نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں مجھ سے عمر نے کہا تجھ کو خرابی ہو تو نے جو مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا۔ تو میں سمجھا کہ حضور نے تجھ کو میرے نماز پڑھانے کی بابت حکم دیا ہے اگر میں ایسا نہ سمجھتا تو ہرگز نماز نہ پڑھاتا میں نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو حضور نے یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے ابوبکر کو نہ دیکھا تو تم کو زیادہ حق دار پایا۔ اس سبب سے تم کو حکم کیا۔

انس بن مالک کہتے ہیں جب دوشنبہ کا روز ہوا۔ جس میں حضور کی وفات ہوئی ہے۔ جس وقت صبح کی

نماز ہو رہی تھی حضور پردہ اٹھا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور مسلمان نماز میں حضور کی تشریف آوری کو دیکھ کر خوشی کے مارے بے چین ہو گئے اور حضور نے مسلمانوں کو نماز میں دیکھ کر تبسم فرمایا۔

انس کہتے ہیں۔ اس وقت سے زیادہ میں نے کبھی حضور کی صورت بارونق اور خوب نہیں دیکھی تھی پھر اس کے بعد حضور واپس حجرہ میں تشریف لے گئے۔ اور لوگ سمجھے کہ اب حضور کو مرض سے افاقہ ہو گیا چنانچہ ابوبکر بھی خوشی خوشی اپنے گھر گئے۔

قاسم بن محمد ﷺ کہتے ہیں عمر کے تکبیر کہنے کے وقت جو حضور نے فرمایا کہ ابوبکر کہاں ہیں خدا اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں یعنی ابوبکر کی موجودگی میں دوسرے شخص کے نماز پڑھانے کا پس اگر عمر اپنے انتقال کے وقت یہ نہ کہتے۔ کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے مجھ کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا یعنی حضور نے۔ تو لوگوں کو اس میں شک نہیں تھا۔ کہ حضور نے ابوبکر کو خلیفہ کر دیا۔ اور عمر ابوبکر پر تہمت لگانے والے نہیں تھے۔ اور عمر کے اس آخری کلام سے لوگوں نے جان لیا کہ حضور نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں پیر کے روز صبح کے وقت حضور اپنے سر کو باندھے ہوئے تشریف لائے لوگوں نے حضور کی آہٹ سن کر صف میں جگہ چھوڑ دی اور ابوبکر لوگوں کی آہٹ سے سمجھے کہ حضور ہی کی تشریف آوری سے صف میں یہ حرکت ہوئی ہے اور ابوبکر پیچھے کو ہٹے حضور نے اپنا ہاتھ ابوبکر کی پشت میں لگا کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ اور خود حضور نے ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی بلند آواز سے فرمایا جو مسجد کے باہر تک جاتی تھی کہ اے لوگو آگ روشن ہو گئی ہے اور فتنے مثل اندھیری رات کے ٹکڑوں کے آ گئے ہیں۔ اور قسم ہے خدا کی میں نے تمہارے واسطے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال کی ہے۔ اور وہی چیز میں نے تم پر حرام کی ہے جو قرآن نے حرام کی ہے۔ پھر حضور جب اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابوبکر نے عرض کیا یا نبی اللہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ آپ نے خدا کے فضل اور نعمت کے ساتھ صبح کی ہے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں۔ اور آج کا دن بنت خارجہ کا دن ہے کیا میں اس کے پاس ہو آؤں۔ حضور نے فرمایا ہاں پھر حضور اپنے دولت خانہ میں داخل ہو گئے اور ابوبکر اپنے گھر چلے گئے۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں اسی روز حضرت علی بن ابی طالب حضور کے پاس سے باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن حضور کا مزاج کیسا ہے حضرت علی نے کہا بحمد اللہ اچھا ہے۔ حضرت عباس نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے علی قسم ہے خدا کی میں نے حضور کے چہرہ میں موت کی علامت دیکھی ہے جیسی کہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں میں دیکھتا تھا۔ پس ہم تم حضور کی خدمت میں چل کر دیکھیں۔ کہ اگر یہ امر

ہمارے اندر ہوگا تب تو ہم اُس کو پہچان لیں گے اور اگر ہمارے سوا کسی میں ہوگا تب ہم حضور سے اپنے واسطے وصیت کرالیں گے۔ حضرت علی نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اگر حضور نے ہم کو اس امر سے باز رکھا تو پھر کبھی حضور کے بعد لوگ ہم کو نہ دیں گے۔ پھر اسی روز دوپہر کے وقت حضور کا وصال ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اسی روز جب حضور مسجد سے واپس تشریف لائے تو میری گود میں لیٹ رہے اور ابوبکر کے گھر والوں میں سے ایک شخص سبز مسواک لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ حضور نے اس مسواک کی طرف دیکھا میں سمجھی کہ حضور اس کو لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں یہ مسواک آپ کو دے دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

پس میں نے وہ مسواک لے کر چبائی۔ اور نرم کر کے حضور کو دی۔ حضور نے خوب مسواک کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضور کا بدن بھاری ہو گیا۔ اور یکا یک آپ نے اوپر نگاہ کر کرے فرمایا۔ ''بَلِ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى مِنَ الْجَنَّةِ'' میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی۔ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا۔ اور آپ نے اختیار کر لیا۔ فرماتی ہیں پھر حضور کا وصال ہو گیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور کا میری گود میں وصال ہوا۔ اور میری کم عمری اور ناواقفیت کی یہ بات تھی۔ کہ میں آپ کا سر مبارک تکیہ پر رکھ کر عورت کے ساتھ اپنا منہ پیٹنے لگی۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں جس وقت حضور کا وصال ہوا۔ عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ منافقوں میں سے چند لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور کا وصال ہو گیا حالانکہ قسم ہے خدا کی حضور کا وصال نہیں ہوا ہے بلکہ آپ خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ خدا کے پاس گئے تھے اور چالیس روز کے بعد تشریف لے آئے۔ اور ان کے جانے کے بعد لوگوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اسی طرح حضور بھی تشریف لے آئیں گے۔ اور جو یہ کہے گا کہ حضور مر گئے ہیں اس کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالوں گا۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں اسی وقت ابوبکر آئے اور عمر کی گفتگو کی طرف کچھ متوجہ ہوئے سیدھے حجرہ کے اندر داخل ہو گئے۔ حضور کے اوپر ایک چادر حبری اڑھا رکھی تھی۔ ابوبکر نے حضور کا چہرہ مبارک کھول کر بوسہ دیا۔ اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جو موت خدا نے آپ کے واسطے لکھی تھی۔ اس کو آپ نے چکھ لیا اب کبھی اس کے بعد آپ کی موت نہ پہنچے گی۔ پھر ابوبکر نے حضور کا چہرہ ڈھک دیا۔ اور باہر آئے۔ تو لوگوں سے وہی گفتگو کر رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا اے عمر پیچھے ہٹو۔ اور خاموش رہو عمر خاموش نہ رہے جب ابوبکر نے دیکھا کہ عمر خاموش نہیں رہتے۔ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے جب ابوبکر کی گفتگو کی سب ان کے پاس آ گئے اور عمر کو چھوڑ دیا ابوبکر نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا اے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا ہو۔ تو

بیشک خدا زندہ ہے کبھی نہ مرے گا۔ پھر ابو بکر نے یہ آیت پڑھی

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾

''اور محمد فقط رسول ہیں۔ کیا پس یہ اگر مر جائیں گے یا قتل ہو جائیں گے تم لوگ واپس ایڑیوں کے بل کافر ہو جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا۔ پس ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اور عنقریب خدا شکر گذاروں کو اچھا بدلہ دے گا''۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ ابو بکر نے جب یہ آیت پڑھی لوگ ایسے ہو گئے۔ کہ گویا انہوں نے کبھی یہ آیت ہی نہ سنی تھی اور اس وقت لوگوں نے ابو بکر سے اس آیت کو یاد کیا۔ عمر کہتے ہیں جس وقت میں نے ابو بکر سے یہ آیت سنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا میرے پیر کٹ گئے اور میں کھڑا نہ رہ سکا اسی وقت زمین پر گر پڑا۔ اور میں نے جانا کہ حضور کا وصال ہو گیا۔

سقیفۂ بنی ساعدہ کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کا وصال ہوتے ہی انصار کے سب لوگ سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے اور باقی کل مہاجرین اور اسید بن حضیر بنی عبد الاشہل میں حضرت ابو بکر اور عمر کے پاس جمع ہوئے۔ اور اسی وقت ایک شخص نے آن کر بیان کیا کہ سب انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں۔ اگر تم لوگوں کے امر کے ساتھ کچھ ضرورت ہے پس تم انصار کے پاس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا کام مستحکم کریں۔ اور حضور کا جنازۂ مبارک حجرہ ہی میں تھا اور تجہیز و تکفین کا کچھ سامان نہیں ہوا تھا۔ گھر کے لوگوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا۔

عمر کہتے ہیں۔ میں نے ابو بکر سے کہا کہ چلو ہم دیکھیں تو سہی کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں جب حضرت عمر نے آخری حج کیا ہے میں بھی اس میں شریک تھا اور عبد الرحمٰن بن عوف بھی منیٰ میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے میں ان کو قرآن شریف پڑھاتا تھا ایک روز عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت عمر کے پاس سے آکر مجھ سے کہا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے امیر المومنین کو آکر خبر دی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمر بن خطاب کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ کیونکہ ابو بکر کی بیعت یکا یک ہو گئی تھی۔ سو وہ پوری ہو گئی۔ عمر اس کو سن کر بہت غصہ ہو گئے۔ اور فرمایا میں انشاء اللہ شام کے

وقت لوگوں میں کھڑا ہوکران لوگوں کوڈراؤں گا جولوگوں کی حکومت کوان سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔

عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔جس نے کہااے امیرالمومنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موسم ہےاوراس میں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں جوعقل وہوش سے بے بہرہ ہیں اوروہی ہجوم کرکے آپ کے گردجمع ہوجائیں گے۔اور جو اہل عقل ہیں وہ آپ کے قریب تک پہنچ بھی نہ سکیں گے پھر جوآپ فرمائیں گے۔وہ لوگ کچھ سے کچھ سمجھیں گےاورلوگوں سے کچھ بیان کریں گے پس مناسب ہے کہ آپ مدینہ میں پہنچ کر جو کچھ بیان کرنا ہے بیان کریں۔کیونکہ مدینہ میں عوام الناس کا ہجوم نہ ہوگا۔اہل عقل ہوں گے جو کچھ آپ بیان کریں گے اس کووہ خوب سمجھیں گےاوردوسروں سے بھی صحیح بیان کریں گے حضرت عمرؓ نے فرمایاتم نے درست کہامدینہ میں جاتے ہی میں پہلے اس بات کوبیان کروں گا۔

ابن عباس کہتے ہیں پس آخرذی الحجہ میں ہم لوگ مدینہ میں واپس آئے اور جمعہ کے روز میں دوپہر ڈھلتے ہی مسجدشریف میں آیااورسعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو میں نے منبر کے پاس بیٹھا ہوادیکھاپس میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیااورتھوڑی دیرنہ گذری تھی کہ میں نے عمرکوآتے ہوئے دیکھااورسعید بن زید سے میں نے کہاآج عمرایسی بات کہیں گے جوخلیفہ ہونے سے آج تک نہیں کہی ہے سعیدکومیری بات کایقین نہیں آیااور کہا ایسی کیابات ہے جو پہلے بھی نہیں کہی اورآج کہیں گے۔اتنے میں حضرت عمرمنبر پرآکر بیٹھےاورمؤذن کے اذان سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہوئے اورخدا کی حمدوثناء کے بعدفرمایا۔میں آج ایسی بات کہوں گا جو میری تقدیر میں کہنی لکھی تھی۔اورمیں نہیں جانتاہوں کہ شاید یہ بات میری آخری ہو۔پس جواس کوسمجھےاوریاد رکھے وہ اس کوجہاں تک اس سے پہنچایا جائے پہنچادےاور جواس کویادنہ رکھےتواس کو یہ نہ چاہئے کہ مجھ پر جھوٹ بولے خداوندتعالیٰ نے حضرت محمدکونبی بنا کر بھیجا۔اوران پراپنی کتاب نازل فرمائی۔اوراسی کتاب میں آیت الرجم بھی نازل کی۔جس کوہم نے پڑھااورجانااور سمجھااوررسول خدانے رجم کیااورہم نے بھی آپ کے بعدرجم کیا۔پس میں ڈرتاہوں کہ جب لوگوں پرزمانہ درازگذرے گا۔توکوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت الرجم نہیں پاتے۔پھروہ لوگ خدا کے فریضہ کوترک کرکے گمراہ ہوجائیں گے حالانکہ رجم کتاب اللہ میں حق ہے زانی پرجبکہ وہ محصن ہومردہو یاعورت ہوگواہوں کے ساتھ یاحمل ہو یااقرارہواورہم کتاب الٰہی میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے:

﴿لَا تَرْغَبُوْا[1] عَنْ اٰبَآءِ كُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ يا كُفْرٍ بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآءِ كُمْ﴾

---

[1] اپنے باپ دادا سے روگردانی نہ کرو (یعنی غیروں کواپناباپ دادانہ بناؤ) کیونکہ یہ تمہاراکفرانِ نعمت کرنا ہے۔منہ

''اے لوگو رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم مجھ کو اس طرح سے نہ اڑانا جیسے عیسیٰ بن مریم کو لوگوں نے اڑایا ہے۔ تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہنا''۔

پھر میں تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے کہا قسم ہے خدا کی اگر عمر مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ پس کوئی شخص اس دھوکا میں نہ رہے کہ ابو بکر کی بیعت یکا یک ہوئی تھی اور وہ پوری ہو گئی یہ بیعت اگر چہ اسی طرح ہوئی مگر اللہ نے اس کے شر سے بچایا اور محفوظ رکھا اور تم میں ایسا شخص کونسا تھا۔ جس کی طرف ابو بکر سے زیادہ لوگوں کی گردنیں متوجہ ہوتی ہیں۔

پس جو شخص بغیر مسلمان کے مشورہ کے کسی کی بیعت کرے گا دونوں واجب القتل ہوں گے۔ اور ابو بکر حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہم سب میں افضل و بہتر تھے۔ اور انصار نے ہم سے مخالفت کی۔ اور سب سردار اور اشراف ان کے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ اور علی اور زبیر اور جو ان کے ساتھی یہ ہم سے پیچھے رہ گئے اور تمام مہاجرین ابو بکر کے پاس جمع ہوئے میں نے ابو بکر سے کہا۔ چلو ہم دیکھیں کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ پس ہم اس ارادہ سے جا رہے تھے کہ دو نیک شخص ملے اور انہوں نے ہم سے انصار کے ارادہ کا حال بیان کیا اور ہم سے پوچھا۔ کہ تم کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ہم بھی انصار ہی کے پاس جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ اور اپنے کام کو پورا کرو تو تم پر کچھ حرج نہیں ہے۔

حضرت عمر کہتے ہیں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے اور ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے اور بیچ میں ہم نے ایک شخص کو چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا سعد بن عبادہ ہے میں نے کہا ان کو کیا ہوا لوگوں نے کہا درد ہے۔

عمر کہتے ہیں جب ہم لوگ بیٹھے تو انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور اس نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا ہم لوگ انسان اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم بھی ہم ہی میں سے ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم نے تم کو مستاصل کرنا چاہا۔ عمر کہتے ہیں اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ انصار ہم کو بالکل جڑ سے اکھیڑ کر ہماری خلافت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ پھر جب یہ شخص خاموش ہو گیا۔ عمر کہتے ہیں میں نے گفتگو کرنی چاہی اور ایک مضمون میں نے اپنے نزدیک بہت عمدہ گانٹھ رکھا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ میں اس کو ابو بکر کے سامنے بیان کروں اور اسی واسطے اس کو دل ہی دل میں خوب دہرا رہا تھا۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابو بکر نے مجھ سے کہا اے عمر تم بیٹھے رہو۔ پس میں نے مناسب نہ جانا کہ میں ابو بکر کو ناراض کروں۔ اور ابو بکر جو مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پس قسم ہے خدا کی جو باتیں میں نے سوچی تھیں۔ سب انہوں نے بیان کر دیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ اور افضل اور کہا اے انصار یہ جو تم نے کہا کہ تم میں خیر و خوبیاں

ہیں بیشک یہ تم نے سچ کہا تم ایسے ہی ہو مگر اس خلافت کے امر کو تمام عرب قریش ہی کے واسطے موزوں جانیں گے۔ کیونکہ یہ نسب اور وطن میں سب سے افضل ہیں۔

عمر کہتے ہیں پھر ابوبکر نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کے آگے کیا اور انصار سے کہا ان دونوں میں سے جس کو تم چاہو خلیفہ بناؤ میں راضی ہوں۔ عمر کہتے ہیں ابوبکر کی یہ بات مجھ کو ناگوار گذری کیونکہ مجھ کو اپنی گردن کا مارا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں ان لوگوں کا سردار بنوں۔ جن میں ابوبکر موجود ہوں۔ پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا میں اس بات کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے قریش! ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔

عمر کہتے ہیں اس کے بعد گفتگو بڑھ گئی اور مجھ کو اختلاف پڑ جانے کا اندیشہ ہوا۔ پس میں نے ابوبکر سے کہا۔ اے ابوبکر اپنا ہاتھ پھیلاؤ۔ انہوں نے ہاتھ پھیلایا۔ میں نے ان کی بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار سب نے ان کی بیعت کی پھر ہم سعد بن عبادہ پر چڑھ گئے۔ ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ ہم نے کہا سعد بن عبادہ کو خدا نے قتل کیا۔

عروہ بن زبیر کہتے ہیں وہ دونوں شخص جو حضرت عمر اور ابوبکر کو سقیفہ بنی ساعدہ کے راستہ میں ملے تھے۔ عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے عویم بن ساعدہ کی نسبت ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''فِيْهِ رِجَالٌ[1] يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ'' لوگوں نے حضور سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں حضور نے فرمایا عویم بن ساعدہ ان میں سے اچھا شخص ہے۔

اور معن بن عدی کی نسبت ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب لوگ حضور کے واسطے بہت روئے اور کہتے کہ کاش ہم حضور سے پہلے مر جاتے کیونکہ حضور کے بعد ہم کو فتنوں میں پڑ جانے کا خوف ہے۔ معن بن عدی نے کہا قسم ہے خدا کی میں حضور سے پہلے مرنا نہیں چاہتا۔ اس واسطے کہ میں بعد وفات بھی حضور کی اسی طرح تصدیق کروں جیسی کہ آپ کی حیات میں کرتا تھا اور معن بن عدی حضرت ابوبکر کے زمانہ میں بمقام یمامہ مسیلمہ کذاب کی جنگ میں شہید ہوئے۔

انس بن مالک کہتے ہیں جس روز حضرت ابوبکر کی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی اس کے دوسرے روز ابوبکر منبر پر آ کر بیٹھے اور عمر نے ابوبکر سے پہلے گفتگو شروع کی اور خدا کی حمد وثناء کے بعد بیان کیا کہ اے لوگو میں نے کل تم سے ایک ایسی بات کہی تھی کہ جس کو نہ میں نے کتاب اللہ میں پایا نہ حضور نے اس کے متعلق

---

[1] اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مجھ سے کوئی عہد لیا تھا مگر میں نے اس کو اس سبب سے کہا تھا کہ میں جانتا تھا کہ حضور ﷺ عنقریب ہمارے امر (خلافت) کی تدبیر کر دیں گے اور بیشک خدا نے تمہارے درمیان میں اپنی کتاب باقی رکھی ہے۔ جس کے ساتھ اس نے اپنے رسول کو ہدایت فرمائی۔ پس اگر تم لوگ اس کو مضبوط پکڑ و گے خدا تم کو اس کے ساتھ ہدایت کرے گا اور اب خدا نے تمہارے امر (خلافت) کو تم میں بہتر شخص رسول خدا کے صحابی **ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ** پر جمع کیا ہے۔ پس تم کھڑے ہو کر ان کی بیعت کرو۔

چنانچہ سب لوگوں نے عام طور پر حضرت صدیق کی بیعت کی پھر حضرت ابو بکر نے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد بیان فرمایا کہ اے لوگو میں تم پر والی بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم میں بہتر نہیں ہوں پس اگر میں نیکی کروں تم میری مدد کرو۔ اور اگر میں برائی کروں پس تم مجھ کو سیدھا اور قائم کر دو راست گوئی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور جو شخص تم میں کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حق اس کو دلواؤں گا۔ اور جو شخص تم میں قوی اور زبردست ہے وہ میرے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے میں انشاء اللہ اس سے لوگوں کا حق دلواؤں گا جو اس نے جبراً لے لیا ہے۔

اے لوگو! جس قوم نے خدا کی راہ میں جہاد کرنا ترک کیا خدا اس قوم کو ذلیل وخوار کرتا ہے (جیسے اس ہمارے زمانہ کے مسلمان حیران و پریشان ہیں اور روز اسی تفتیش اور تحقیق کے واسطے جلسے کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے تنزل اور افلاس اور مذلت کے اسباب کیا ہیں۔

اب یقین ہے کہ ان کو اپنے اس سوال کا جواب شافی مل گیا ہوگا۔ جو حضرت خلیفۂ اول خلافت کے پہلے ہی روز بیان فرما چکے ہیں مگر دیکھا چاہئے کہ مسلمان اپنے اس مرض کو تحقیق کر کے اور پھر اس کی دوا سے بھ واقف ہو کر علاج کی طرف بھی مائل ہوتے ہیں یا نہیں خدا ان کو اپنی صحت کے قائم کرنے کی توفیق دے اور اپنی امداد ان کے شامل حال فرمائے) اور جس قوم میں فحش افعال عام طور سے رواج پاتے ہیں۔ خدا ان پر طرح طرح کی بلائیں نازل فرماتا ہے۔

اے لوگو! جب تک میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو۔ اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں۔ پس میری تم پر کچھ اطاعت نہیں ہے۔ اب جاؤ اپنی نماز پڑھو خدا تم پر رحمت کرے۔

ابن عباس کہتے ہیں حضرت عمر کے زمانۂ جاہلیت خلافت میں ایک دفعہ میں ان کے ساتھ جا رہا تھا اور وہ اپنے کسی کام کے واسطے جاتے تھے اور اپنی دل ہی دل میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ میرے سوا اور کوئی ان کے ساتھ نہ تھا اور ایک درہ ہاتھ میں تھا اور اپنے پیروں کی پچھلی طرف درہ کو مارتے تھے پس یکا یک میری طرف مڑ کر کہنے لگے اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ جس روز حضور کی وفات ہوئی ہے میں نے وہ بات کہی تھی

(یعنی حضور کا وصال نہیں ہوا ہے وغیر ذلک) میں نے کہا میں نہیں جانتا اے امیر المومنین آپ ہی واقف ہوں گے عمر فرمانے لگے اس کا باعث یہ تھا کہ میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا ''وَ كَذٰلِكَ[1] جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا'' اور میں یہ سمجھتا تھا کہ حضور اپنی امت میں قیامت تک زندہ رہ کر ان کے اعمال کے گواہ ہوں گے پس اس سبب سے میں نے اس روز وہ گفتگو کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور دفن

ابن اسحٰق کہتے ہیں جب ابوبکر کی لوگوں نے بیعت کر لی۔ اب لوگ حضور کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی اور عباس اور قثم بن عباس اور فضل بن عباس اور اسامہ بن زید اور شقران حضور کا آزاد غلام یہ سب لوگ آپ کے غسل دینے میں شریک تھے اور اوس بن خولی نے جو حضور کے صحابی انصاری اور بدری تھے آ کر حضرت علی سے کہا کہ اے علی میں تم کو خدا کا اور اس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو حضور سے ہم کو ہے حضرت علی نے فرمایا تم بھی آ جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی غسل دینے میں شریک ہوئے۔ حضرت علی حضور کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے۔ اور عباس اور فضل اور قثم حضرت علی کے ساتھ کروٹ بدلوانے میں شریک تھے اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی حضور کو سینہ سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے۔ اور حضور کو کرتہ پہنے ہوئے تھے اس کے اوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے اپنا ہاتھ حضور کے جسم کو نہ لگاتے تھے اور فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کیسے پاک پاکیزہ اور طیب و طاہر ہیں اور حضور کے جسم مطہر سے کوئی چیز ایسی ظاہر نہیں ہوئی جو اکثر مردوں سے ہوا کرتی ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ تشویش ہوئی کہ حضور کے کپڑے بدن پر سے اتاریں یا انہیں میں غسل دیں آخر جب بہت اختلاف ہوا تو سب کے سب لوگوں کو اونگھ آ گئی۔ اور ایک دم سب کی گردنیں جھک کر ٹھوڑیاں سینہ سے لگ گئیں۔ اور سب پر اللہ تعالیٰ نے نیند کو غالب کر دیا۔ اور اس نیند میں مکان کے ایک گوشہ سے آواز آئی۔ کہ حضور کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ اور کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا اور فوراً اس آواز کو سنتے ہی سب ہوشیار ہو گئے اور کپڑوں سمیت حضور کو غسل دیا۔ پانی ڈال کر کرتہ کے اوپر ہی سے حضور کے جسم کو ملتے تھے۔

پھر غسل کے بعد تین کپڑے کفن کے حضور کو پہنائے گئے۔ جن میں سے دو کپڑے صحاری تھے اور ایک

---

[1] اور اسی طرح کیا ہے ہم نے تم کو امت درمیانی تا کہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔

چادر صبری تھی۔

ابن عباس کہتے ہیں جب حضور کے واسطے قبر کھدوانے کی تجویز ہوئی تو ابوعبیدہ بن جراح اہل مکہ کے طریق پر گڑھا کھودتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے موافق لحد بناتے تھے۔ پس حضرت عباس نے دو آدمیوں کو بلا کر ایک کو ابوعبیدہ بن جراح کے پاس اور دوسرے کو ابی طلحہ کے پاس ان کے بلانے کو بھیجا اور دعا کی کہ اے خدا اپنے رسول کے واسطے جیسی قبر چاہے اختیار کر۔ پس جو شخص ابوطلحہ کے پاس گیا تھا۔ وہ ابوطلحہ کو لے آیا۔ اور انہوں نے حضور کے واسطے لحد تیار کی اور جب سہ شنبہ کے روز حضور کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو مکان ہی میں آپ کا جنازہ ایک تخت پر رکھا گیا۔ اب لوگوں میں دفن کرنے کی بات میں اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا حضور کو مسجد میں دفن کرنا چاہئے۔ اور بعض نے کہا صحابہ کے پاس دفن کرو۔ ابوبکر نے فرمایا میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے جن نبی کا انتقال ہوا۔ وہ اسی جگہ دفن کئے گئے جہاں ان کا انتقال ہوا تھا۔ پس حضور کا بچھونا اٹھا کر اس کے نیچے قبر کھودی گئی اور لوگ نماز پڑھنے کے واسطے آنے شروع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے تھے مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی اور عورتوں کے بعد بچوں نے پڑھی اور کسی نے حضور کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔ پھر بدھ کی نصف شب کے وقت حضور کو دفن کیا گیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم کو چہار شنبہ کی شب کو حضور کے دفن ہونے کی اس وقت خبر ہوئی جب ہم نے بدھ کی آدھی رات کے وقت لوگوں کی آمد و رفت کی آواز سنی۔

حضرت علی اور فضل بن عباس اور قثم بن عباس اور شقران حضورؐ کے غلام آپ کے دفن کرانے کے واسطے قبر میں اترے۔ اوس بن خولی نے حضرت علی کو دہی قسم دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم بھی اتر آؤ۔ چنانچہ وہ بھی اتر کر شریک ہوئے۔ اور شقران نے حضور کی ایک چادر جس کو آپ اوڑھا اور بچھایا کرتے تھے۔ اس کو بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا۔ اور کہا یہ چادر آپ کے بعد کوئی نہ اوڑھے گا۔

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں حضور کو دفن کرنے کے وقت میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں گرا دی اور لوگوں سے کہا۔ میری انگوٹھی گر پڑی ہے حالانکہ میں نے اس کو قصداً اس واسطے گرایا تھا کہ سب کے بعد میں حضور کے جسم کو ہاتھ لگاؤں اور میرے بعد کوئی نہ لگائے۔

عبداللہ بن حرث کہتے ہیں۔ میں نے حضرت علی کے ساتھ حضرت عمر یا حضرت عثمان کے زمانہ میں عمرہ کیا اور حضرت علی اپنی بہن ام ہانی بنت ابی طالب کے پاس مکہ میں جا کر ٹھہرے۔ اور جب عمرہ سے فارغ ہوئے تو غسل فرمایا۔ پھر ان کے پاس عراق کے چند لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا اے ابوالحسن ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنے آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس سے ہم کو خبردار کریں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مغیرہ بن شعبہ نے تم سے بیان کیا ہے کہ اس نے سب کی نسبت حضورؐ سے نیا عہد کیا

ہے۔اور سب سے آخر حضور کو ہاتھ لگایا ہے اہل عراق نے کہا ہاں بیشک ہم بھی یہی بات دریافت کرنے آئے تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے سب سے آخر میں قثم بن عباس نے حضور کو ہاتھ لگایا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور اپنی بیماری کی حالت میں ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے۔کبھی آپ اپنا چہرہ اس چادر سے ڈہک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے خدا ان لوگوں کو قتل کرے جنہوں نے اپنے انبیاؤں کی قبروں کو مسجد بنایا (یعنی قبروں کو سجدہ کیا حضور اپنی امت کو ڈرانے کے واسطے ایسا فرماتے تھے)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں سب سے آخر جو عہد حضور ﷺ نے لیا وہ یہ تھا کہ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور کی وفات کے بعد مسلمان بہت بڑے صدمہ میں مبتلا ہوئے۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں عرب کے لوگ مرتد ہونے لگے۔ اور یہودیت اور نصرانیت کا زور ہونے لگا۔نفاق منافقوں سے ظاہر ہوا۔اور مسلمان ایسے ہو گئے جیسے بکریاں اندھیرے جاڑے کی رات میں پریشان پھرتی ہیں۔اور ان سب باتوں کا باعث حضور کا انتقال پر ملال تھا۔یہاں تک کہ خدا نے سب لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ پر جمع کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضور ﷺ کی وفات کے بعد اکثر اہل مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا قصد کیا۔یہاں تک کہ عتاب بن اسید جو حضورؐ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے۔ان لوگوں کے خوف کے مارے پوشیدہ ہو گئے۔تب سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثناء بیان کی پھر حضورؐ کی وفات کا ذکر کیا۔اور فرمایا حضور کی وفات سے اسلام کو کچھ کمزوری نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلام اور زیادہ قوی ہو گیا ہے۔پس جو شخص اسلام میں شک کرے گا۔ہم اس کی گردن ماریں گے۔اس بات کو سن کر لوگ اپنے ارتداد کے ارادہ سے باز رہے۔اور عتاب بن اسید بھی ظاہر ہوئے۔

سہیل بن عمرو کا یہی وہ مقام ہے جس کی نسبت حضور ﷺ نے عمرؓ بن خطاب سے ارشاد کیا تھا کہ عنقریب یہ ایسے مقام میں کھڑا ہوگا۔کہ تم اس کو برا نہ کہو گے (پس وہ مقام یہ تھا کہ سہیل نے کھڑے ہو کر اہل مکہ کو ارتداد سے روک دیا۔سیرت نبویہ ختم ہوئی ''وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّ صَلَاتُهٗ وَ سَلَامُهٗ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ صَحْبِهِ الْاَخْيَارِ الرَّاشِدِيْنَ''۔